کرے، اللہ اس کا حامی و مددگار رہے"[1]

اور اسی طرح ہوا۔ رسول اللہؐ کو اک مکمل سورہ[2] وحی کی گئی، اس وحی سے اللہ کی گواہی آئی کہ معاہدہ صلح اہل اسلام کی کھلی کامگاری ہے۔

اسرائلی گروہ سے اک اور معرکہ[3]

اس معرکے رسول اللہؐ کو اک درد اٹھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم حملہ آور عسکر کی ہمراہی سے دور رہے اور مسلم اول کو اس مہم کے لئے علم عطا ہوا، مسلم اول اہل اسلام کو ہمراہ لے کر حملہ آور ہوئے اور کمال سعی کی کہ حصار محکم ٹوٹے، گو کامگاری سے محروم رہے، مگر اسرائلی گروہ کی اکڑ کم کردی[4]۔

مسلم اول کی اک مہم[5]

مسلم اول اک مہم کے علمدار ہو کر حسمی[6] سے ادھر گئے، سو آدمی ہمراہ رہے، کئی گمراہوں کو ہلاک اور کئی گمراہوں کو محصور کر کے کامگار لوٹے۔

مسلم اول کی دوسری مہم[7]

مہم اول کی طرح اس مہم کے علمدار مسلم اول ہوئے اور کامگار لوٹے۔

معرکۂ مکہ مکرمہ[8] اور مسلم اول

اہل مکہ کی مکروہ عملی سے معاہدہ صلح ٹوٹا اور اس طرح معرکۂ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دس[9] دس سو کے دس گروہ کا اک عسکر طرار ہمراہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئے، مسلم اول اور ہر دم کا ہمراہی، رسول اللہؐ کے ہمراہ رہا۔

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۳۶) [2] سورۂ فتح اسی موقع پر نازل ہوئی۔ (ہادی عالم، ص ۳۰۳) [3] غزوۂ خیبر۔ [4] (سیرت خلفائے راشدین ص ۵۱) [5] بنی کلاب۔ [6] وادی القریٰ۔ [7] بنو فزارہ (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۳۶) [8] فتح مکہ مکرمہ۔ [9] دس ہزار۔

ملہ آ کر والد مکرم، ولد عامر کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے کہ اللہ کا رسول اس کو اسلام سے مالا مال کرے، رسول اللہؐ کا اس کے صدر کو لمس ہوا، وہ اسی لمحے اسلام لائے۔[1]

معرکہ وادی واوطاس[2] اور مسلم اول

اول اول اس معرکہ کا حال اس طرح ہوا کہ اہل اسلام گراں حال ہو کر ادھر ادھر ہو گئے اور ہادی اکرمؐ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے: مسلم اول ہمدم مکرم، ہمدم عمر، ہمدم علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عمِ مکرم کی صداؤں سے سارے اہلِ اسلام اکٹھے ہوئے اور اک معرکۂ عام ہوا مآل کار اہلِ اسلام کامگار ہوئے۔

اہل کہسار[3] کا محاصرہ

معرکۂ مسطورہ سر کے عسکر اسلام آگے رواں ہوا اور مصر کہسار آ کے رکا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اہل کہسار کا محاصرہ کر کے رہو! اس محاصرے کو کوئی آدھا ماہ ہوا، اک سحر کو ہادی اکرمؐ سو کر اٹھے، مسلم اول سے کہا کہ ہم کو سوئے ہوئے اک الہام[4] ہوا ہے۔

اور سارا الہام مسلم اول سے کہا۔ مسلم اول، الہام کے سامع ہوئے اور کہا ہم کو محسوس ہو رہا ہے کہ اس سال اس حصار کی کامگاری محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا کہ

---

[1] سیر الصحابہ، ج ا ص ۳۶) [2] (ایضاً) [3] طائف۔ [4] آنحضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ ایک دودھ سے بھرا ہوا پیالہ آپؐ کو دیا گیا مگر ایک مرغ نے آ کر ٹانگ ماری اور سارا دودھ گر گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرا گمان ہے کہ اس قلعہ کو فتح کرنے کا ارادہ ابھی حاصل نہ ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے اور صحابہ سے مشورہ فرما کر کوچ کا حکم دیا۔ (تاریخ اسلام)

ہاں! ہم کو اسی طرح محسوس ہو رہا ہے، اہل اسلام سے رائے لے کر رسول اللہؐ وہاں سے راہی ہوئے۔

مسلم اول کا لڑکا[1] اسی معرکے کی سہام کاری سے گھائل ہوا، اور مآل کار اسی گھاؤ سے راہی ملک عدم ہوا

معرکۂ عسرہ[2] اور مسلم اول

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حاکم روم ہرکلس حملے کا ارادہ کر رہا ہے، رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار و مسرور ہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول گھر گئے اور گھر کے سارے اموال لا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لا ڈالے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا سوال ہوا:

''گھر والوں کے لئے کوئی مال رکھ کر آئے ہو''؟

کہا: ''ہاں! گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہے''۔

اس سے اول ہمدم عمر گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور رہے اور دل سے کہا کہ اس امر سے ہمدم مکرم مسلم اول سے آگے رہوں گا، مگر مسلم اول سارا مال دے کر گھر والوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر آئے، دل سے کہا کہ محال ہے کہ ہمدم مکرم، مسلم اول سے سوا کوئی عمل صالح کر کے اس سے آگے ہوں۔

ہمدم مکرم، مسلم اول اس معرکہ مال و روح سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور عسکر اسلام کے مطالعہ کار و امام ہوئے[3]

---

[1] حضرت عبداللہ۔ [2] غزوہ تبوک کو سخت گرمی کی حالت کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں، عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (ہادی عالم) [3] لشکر کا جائزہ اور امامت، دونوں امور حضرت صدیق اکبرؓ کے سپرد تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۵۲)

اعدائے اسلام معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم رہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم عسکر اسلام کو لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے[۱]۔

موسم احرام کی سرداری

وداع مکہ کو اک کم دس سال ہوئے، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوا رہا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلم اول اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امورِ عمرہ اور احرام کے معلم ہوں۔ اس طرح سہ صد[۲] سوا اہل اسلام کو ہمراہ لے کر مسلم اول مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ مسلم اول اہل اسلام کے سردار اور والی ہوئے، ادھر سرور عالم کو کلام الٰہی کی اک سورہ وحی کی گئی، اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کر دو کہ اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور ہوں[۳]۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ و احرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کر دے کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔

داماد رسول علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے، مسلم اول، سسر رسول کا سوال ہوا کہ اے علی! حاکم ہو کہ محکوم، آمر ہو کہ مامور؟ کہا: مامور ہوں، حاکم اور سردارِ عسکر، سسر رسول مسلم اول ہی ہے[۴]۔ مامور ہوں کہ گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلامِ الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں داماد رسول علی کرمہ اللہ، مسلم اول اور اہل اسلام کے ہمراہ مکے آئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے

---

[۱] (ہادی عالم، ص ۳۸۰) [۲] ۹ ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ امیر حج ہو کر تین سو مسلمانوں کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ [۳] اسی دوران سورۂ توبہ کی وہ آیت نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ "اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ" (ایضاً، ص ۳۹۵، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۲۳) [۴] (ایضاً)

ہوں! وہ اکٹھے ہو گئے ۔ داماد رسول علی کرمہ اللہ کے آگے آئے اور کلام الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہا۔

اس طرح سارے لوگوں کو حکم الٰہی سے مطلع کر کے داماد رسول علی کرمہ اللہ اور مسلم اول اہل اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[1]

ہادی اکرمؐ کا وصال مسعود اور اسلام کا اول امام و حاکم

وداع مکہ کو دس سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم احرام الوداع کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے، مسلم اول سسر رسول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وداعی عمرہ واحرام کے ہمراہی رہے، سارے احکام ادا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سوئے معمورۂ رسول لوٹے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک سحر حرم رسول آئے اور عماد اسلام ادا کر کے ہمدموں اور مددگاروں سے ہمکلام ہوئے۔ اس کلام کا ماحصل اس طرح ہے:

"اک آدمی کو اللہ کا حکم ہوا ہے کہ اگر اس کا ارادہ ہو وہ عالم مادی کا آرام لے لے اور اگر اس کا ارادہ ہو وہ اکرام لے لے کہ اللہ کے گھر ہے، اس لئے اس آدمی کی رائے ہوئی کہ وہ اللہ کے گھر کو راہی ہو۔"

اس کلام کو مسموع کر کے مسلم اول روا ٹھے، اس سے لوگوں کو احساس ہوا کہ اس آدمی سے مراد، اللہ کا رسولؐ ہے۔[2]

---

[1] (بخاری، باب فضائل الصدیقؓ۔ ہادی عالم، ص ۲۹۶) [2] (ایضاً)

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام

ہمدم مکرم کی دلداری کے لئے اللہ کے رسول کا کلام ہوا کہ وہ آدمی کہ اس کی ہمدمی اور اس کے مال سے اللہ کے رسول کو سہارا ملا، ہمدم مکرم ہے کا اس کا دل دوسروں سے سوا، اللہ اوراس کے رسول کے احساس سے معمور ہے۔

لوگوں سے کلام وداعی کر کے سرور عالمؐ لوگوں کے سہارے گھر آگئے، درد حد سے سوا ہوا اوراسی لئے سرورعالمؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آ کر لوگوں کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں، ہمدم مکرم کو حکم ہوا کہ وہ ہر عماد اسلام کی ادائے گی کے لئے لوگوں کے امام ہوں۔

علماء سے مروی ہے کہ لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم کا دل ملائم ہے، اس لئے عمر مکرم امام ہوں، مگر سرورعالمؐ کا اصرار ہوا کہ ہمدم مکرم ہی امام ہوں[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مسلم اول ہی امام رہے۔

اک سحر معمول کی طرح سسرِ رسول مسلم اول، اہل اسلام کو لے کر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آ گئے، مسلم اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹے، مگر مسلم اول کو ادھر ہی روک کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے آئے اور مسلم اول کے ہمراہ عماد اسلام ادا کی، مگر محال ہوا کہ عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں[2]۔

ماہ سوم کی دس اور دو[3] سوموار کی سحر کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصال ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سحر کی عماد اسلام کے لمحے گھر کے در سے لگ کر کھڑے ہوئے، مسلم اول اہل اسلام کے ہمراہ عماد اسلام کے لئے آمادہ دکھائی دئے، سرور عالمؐ مسکرا ئے،

---

[1] (ہادی عالم، ص ۴۰۵) [2] ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن آپؐ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ان کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۳۹ بحوالہ بخاری) [3] بارہ ربیع الاول۔

مسلمِ اول کا ارادہ ہوا کہ مصلے سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو آگے کرے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ عماداسلام مکمل کرواؤ[۱] اور اسی دم وہاں سے ہٹ گئے، اس سحر رسول اللہؐ کو درد کی کمی محسوس ہوئی، اس لئے مسلمِ اول، رسول اللہؐ کی آمادگی سے اک عروس کے گھر گئے[۲]۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دارالسلام کو سدھار گئے، مسلمِ اول وہاں سے لوٹے، حرمِ رسول کا در لوگوں سے اٹا ہوا ملا، مگر وہ عروسِ مطہرہ کے گھر آئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے روئے مسعود سے رداء اٹھائی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سر سے موں لگا کر روئے اور کہا:

''مرے والد اور والدہ کی روح رسول اکرمؐ کے لئے کام آئے۔ واللہ! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے واسطے دہری مرگ[۳] کہاں؟ مرگ موعود آ گئی، دہرا کر کس طرح مرگ ہوگی؟[۴]''

اس کلام کو کہہ مسلمِ اول وہاں سے ہٹ گئے، ادھر عمر مکرم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کی اطلاع سے حواس کھو گئے اور صمصام[۵] لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ:

> ''اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کا مدعی ہوا، عمر اس کو مار دے گا۔''

اس حال کا مطالعہ کر کے مسلمِ اول آگے آئے اور عمر سے کہا:

۱؎ آپؓ نے اشارہ سے حکم دیا کہ نماز پوری کرواؤ۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص۳۹) ۲؎ چونکہ اس روز بظاہر آنحضرتؐ کے مرض میں افاقہ معلوم ہوتا تھا، اس لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز کے بعد آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مقام سخ کو جہاں ان کی زوجہ محترمہ حضرت خارجہؓ بنت زہیر رہتی تھیں، تشریف لے گئے (ایضاً)۔ ۳؎ موت۔ ۴؎ آپؓ چپ چاپ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور چہرۂ انور سے چادر ہٹا کر پیشانی کو چوما اور رو کر کہا بأبی أنت وأمی واللہ لا یجمع اللہ علیک موتین اما الموتة التی کتبت علیک فقد ذقتها ثم لم یصیبک بعد موته أبدا ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! خدا کی قسم آپ پر دو موتیں جمع نہ ہونگی، وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی، اس کا مزہ چکھ چکے، اس کے بعد پھر کبھی موت نہ آئے گی۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص۳۹) ۵؎ تلوار۔

''اے عمر ٹھہرو! مگر عمر اسی طرح لوگوں سے ہم کلام رہے''۔

مسلم اول الگ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو صدا دی، سارے لوگ عمر مکرم سے الگ ہو کر مسلم اول کے گرد اکٹھے ہوگئے۔ اللہ کی حمد کر کے مسلم اول لوگوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے:

''اگر کسی کا الہ محمدؐ ہے، معلوم ہو کہ محمدؐ کا وصال ہوا اور اگر لوگوں کا الہ اک اللہ ہی ہے معلوم ہو کہ اللہ سدا سے ہے اور سدا رہے گا''

اور کلام الٰہی کا اک حصہ کہا:

''محمدؐ اک رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے، سو اگر اس کا وصال ہوا اور اگر اسلام کے لئے اس کو کوئی مار دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ کی حمد والوں کو عمدہ صلہ ملے گا''۔

مسلم اول کی عمدہ کلامی سے ہر آدمی کو حوصلہ ہوا اور ہر آدمی کے موں سے کلام الٰہی کے اسی حصے کی ادائے گی کا سلسلہ ہوا۔

عمر مکرم کا کلام ہے کہ اول اول مسلم اول کے کلام سے لاعلم رہا، مگر کلام الٰہی کے اس حصہ کو مسموع کر کے اس طرح لگا کہ وہ حصہ اسی دم وحی ہوا ہے[1]۔

عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی وصال کی اطلاع سے مکاروں کا گروہ سرگرم ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اک دوسرے کے عدو ہوں، اس گروہ کی سعی سے سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا۔

سارے مددگار اور لا دساعدہ کے محل اکٹھے ہوگئے، اک دو ہمدم ادھر آ گئے، کئی لوگوں کی

---

[1] (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۲۳۲، سیر الصحابہ، ج ا،ص ۴۰) [2] خلافت۔

رائے ہوئی کہ سعد مددگاروں کے حاکم وسردار ہوں، مگر کئی دوسرے اس رائے کے آڑے آئے، اس لئے معاملہ اس حد آگے ہوا کہ اہل اسلام لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر اللہ کا ارادہ ہوا کہ اسلامی کارواں اسی طرح رواں دواں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم رواں کر گئے، اسی لئے اسلامی کارواں کو مسلم اول اور عمر مکرم کی طرح کے ہادی عطا ہوئے۔

مسلم اول کو اس کی اطلاع ہوئی، عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اسی دم وہاں گئے اور مدعا رہا کہ کسی طرح اہل اسلام کی لڑائی رکے اور اصلاح ہو اور علی کرمہ اللہ کو مامور کر گئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے امورِ لحد مکمل کرے[1]

ادھر مددگاروں کا مدعی رہا:

''اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک حاکم ہمدموں سے''۔

---

[1] ابوبکرؓ وعمرؓ نظم خلافت کو درست کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دفن پر مقدم فرمایا اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا، اس لئے کہ تجہیز و تکفین میں دیر ہونے سے عام اموات کی طرح جسم مقدس میں (نعوذ باللہ) کسی قسم کی خرابی کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا، البتہ خلافت کا نظام بگڑ جاتا اور کوئی ایسا شخص خلافت کے لئے منتخب ہو جاتا، جس میں سیاسی قابلیت اور روحانی قوت اس درجہ کی نہ ہوتی تو اس کی اصلاح ناممکن تھی اور جو فتنے ارتداد کے پیش آتے ان میں دین اسلام کا باقی رہ جانا بجز ناممکن تھا، پھر ایک بات یہ بھی تھی کہ رسول خداؐ کی تجہیز و تکفین جیسے عظیم الشان کام کا بغیر کسی خلیفہ کی سرکردگی کے انجام پانا ہزاروں خرابیوں کا سبب بنتا مثلاً نماز جنازہ کے متعلق اختلاف ہوتا، کچھ لوگ جنازہ مبارک کو فجر سے پڑھنا چاہتے تھے اور اس میں جو قیامت برپا ہوتی، ظاہر ہے، اگر کوئی آپؐ کو دیکھنا چاہتا، کوئی روتا، کوئی بے ہوش ہو جاتا، عورتوں اور بچوں کا بھی ہجوم ہوتا اور خدا جانے کیا کیا ہوتا، پھر مقام دفن میں اختلاف ہوتا کہ مکہ میں دفن کریں جو آپؐ کا مولد ہے یا ملک شام میں جو حضرت خلیل کا مدفن ہے یا جنۃ البقیع میں جو عام قبرستان ہے؟ اگر کوئی خلیفہ نہ ہوتا تو ان اختلافات کا فیصلہ کون کرتا؟ اب چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ ہو گئے تھے، لہٰذا انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ نماز حجرے کے اندر ہو، دس دس آدمی اندر جائیں اور نماز پڑھ کر باہر آ جائیں اور تنہا نماز پڑھیں، نبی کے جنازے پر کوئی امام نہیں بن سکتا، وہ خود امام ہیں اور مقام دفن کے لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک حدیث پڑھی کہ انبیاءؑ کی روح پاک جہاں قبض کی جاتی ہے، وہیں ان کی قبر مبارک ہونی چاہئے۔ لیجئے اب اختلافات بآسانی رفع ہو گئے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۵۵۔۵۶)

مسلم اول آگے آئے اور کہا۔

''دوعملی سے دور رہو! دوعملی سارے کاموں اور حکموں کے لئے الم رساں ہوگی، ہر اک آدمی دوسرے سے لڑے گا، اسوۂ رسولؐ سے دوری ہوگی، ہر سو گمراہی ہوگی، مسئلہ کھڑا ہوگا، مگر اس کی اصلاح کے واسطے لوگ مصلح سے محروم ہوں گے''۔ [1]

مسلم اول کا کلام ہوا:

''امراء ہم سے ہوں گے اور صلاح [2] کار مددگاروں سے''۔

اک مددگار [3] اٹھے اور کہا:

''واللہ! اس طرح ہم کو گوارا کہاں؟ ہاں! اک حاکم مددگاروں سے ہو اور اک ہمدموں سے''۔

مسلم اول کا کلام ہوا:

''گوکہ مددگاروں کی عمدہ عملی معلوم ہے، مگر دراصل سارے لوگ اسی آدمی کے محکوم ہوں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ [4] والا ہو۔ اسلام اور ہمراہیٔ رسولؐ کی رو سے ہر ہمدم، مددگاروں سے سوا اس امر کا اہل ہے۔
لو اک ہمدم رسول [5] ادھر ہے اور دوسرا عمر مکرم اُدھر، آگے آؤ اور کسی اک سے عہد کرلو کہ وہ سارے اہل اسلام کا حاکم ہے''۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''لوگو! مسلم اول ہی ہمارا حاکم ہے، اس لئے کہ وہ سارے لوگوں سے

---

[1] (حیاۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۷) [2] وزراء۔

[3] حضرت حباب بن المنذر بن الجموحؓ۔ [4] خاندان قریش۔

[5] ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۱، حیاۃ الصحابہؓ، ج ۲، ص ۲۴)

اعلیٰ ہے اور سرور عالم کا سدا کا ہمدم ہے''۔[1]

اس لمحے مسلم اول سارے لوگوں سے سوا معمر رہے، اس لئے سارے لوگ عمر مکرم کی رائے کے ہم رائے ہو کر مسلم اول سے عہد کے لئے آمادہ ہوئے، اس طرح عالم اسلام کی سرداری کا اہم معاملہ طے ہوا۔

اگلی سحر مسلم اول حرم رسولؐ آئے لوگوں کا عہد عام ہوا، دس دس سو کے سڑسٹھ گروہ کم اک لاکھ آدمی عہد کر کے مسرور ہوئے[2] اس کے آگے مسلم اول لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

''اے لوگو! عالم اسلام کا حاکم ہوا ہوں گو کہ سارے لوگوں سے اعمال صالح کی رو سے کم ہوں، اگر عمدہ کام کروں، مدد کرو! عمل سوء کروں، اصلاح کرو! کھرا[3] کلام ہی اصل ہے، کھوٹا کلام دھوکہ ہے، مالی آسودگی سے محروم آدمی مرے لئے مالدار کی طرح ہے، اس کا حصہ دلوا کر رہوں گا، مالدار مرے لئے مالی آسودگی سے محروم کی طرح ہے، اس سے لوگوں کا حصہ لے کر رہوں گا، اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ لگوں، محکوم رہو اور اگر اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ سے ہٹوں، موں موڑ لو۔

---

[1] حضرت عمرؓ نے اپنا ہاتھ ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دے کر کہا: نہیں! بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے (سیر الصحابہ ج اص ۴۱)

[2] اس روز ۳۳ ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت سقیفہ کے بعد مدینہ منورہ اور مہاجرین و انصار میں اس اختلاف کا نام و نشان بھی کہیں نہیں پایا گیا جو بیعت سے چند منٹ پیشتر مہاجرین و انصار میں موجود تھا، سب کے سب اسی طرح شیر و شکر اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی تھے یہ بھی ایک سب سے بڑی دلیل اس امر کی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو براہ راست درگاہ نبوی سے مستفیض ہوتے تھے پورے طور پر دین کو دنیا پر مقدم کر چکے تھے (تاریخ ج اص ۲۶۱) [3] سچ۔

وہ لوگ کہ اسلامی لڑائی[1] سے روگرداں ہوئے، رسوا ہوئے اور وہ لوگ کہ
سوئے عملی والے ہوئے، دکھی ہی رہے، اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ
لگوں محکوم رہو اور اگر اللہ اور اس کے رسول کی راہ سے ہٹوں، موں موڑلو۔
عماد اسلام کے لئے آمادہ رہو، اللہ رحم کرے''۔[2]

دامادرسول علی کرمہ اللہ کا سسر رسول مسلم اول سے عہد

علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کر کے آئے
اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا۔[3]

اس طرح سسر رسول مسلم اول علی کے ہاں اسلام کے حاکم اول ہو گئے۔

علی کرمہ اللہ سے مروی ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کئی سحر آرام سے محروم رہے[4] ہر صدائے
عماد اسلام[5] سے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا مسلم اول سسر
رسول کو حکم رہا کہ لوگوں کو عماد اسلام ادا کروائے۔ رسول اللہؐ دار السلام کو راہی
ہو گئے، ہم اس معاملہ[6] کی گہرائی کو گئے، معلوم ہوا کہ عماد اسلام، اسلام کا علم

---

[1] جہاد۔ [2] سیدنا صدیق اکبرؓ کے خطبے کے عربی الفاظ اس طرح ہیں یاایھا الناس فانی قدولیت علیکم ولست بخیر کم فان احسنت فاعینونی وان اسائت فقومونی۔ الصدق امانة والکذب خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی اریح علیه حقه انشاء الله والقوی فیکم ضعیف عندی حتی اخذالحق منه ان شاء الله لایدع قوم الجهادفی سبیل الله الاضربهم الله بالذل ولاتشیع الفاحشة فی قوم قط الاعمهم الله بالبلاء واطیعونی مااطعت الله ورسوله فاذاعصیت الله ورسوله فلاطاعة علیکم قوموا الی صلاتکم یرحمکم الله۔ (بخاری شریف) [3] بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں درج ہے جو ہرگز قبول نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینھم۔ (حصہ صدیقی باب ۰۰م ص ۲۴۸ تا ۲۶۲ اور سیرت علی المرتضی مولفہ محمد نافع ملاحظہ ص ۱۳۱۔ سیرت علی ص ۱۵۱)
[4] بیمار رہے۔ [5] اذان۔ [6] کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم نے اپنا نائب ابوبکر صدیقؓ کو بنایا ہے۔

ہے اور اسلام کا عماد ہے ،اس لئے ہم آمادہ ہوئے کہ ہمارے عالم مادی
کا امام وہی ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمارے
اسلام کا امام ہوا، اس لئے ہمارا سسر رسول سے عہد ہوا''[1]

حاکم اول کا کارِ اول

اول سحر ہی سے حاکم اول کے آگے طرح طرح کے الم رساں مسائل اور مہموں کے کہسار کھڑے ہو گئے ،کوئی مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، کئی لوگ اسلام سے[2] روگرداں ہو کر گمراہی کی راہ لوٹ گئے، کئی مالدار محروموں کے اسلامی حصے[3] سے روگرداں ہوئے۔

سارے مسائل کے علاوہ اک اہم مسئلہ مہم اسامہ کا ہوا کہ اس کو وصالِ رسول سے کئی سحر ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ وہ روم کے لوگوں سے معرکہ آرا ہو، اس لئے مسلم اول کا حکم ہوا کہ عسکر اسامہ رواں ہو۔

مگر کئی اہل اسلام کی رائے ہوئی کہ اس مہم کو روک کر اول دوسرے مسائل حل کرو مگر حاکم اول کو کہاں گوارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ادھورا رہے اور مہم اسامہ رکے۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''اے ہمدم رسول اس لمحے ملائم رہو''!

حاکم اول کا ردکلام ہوا.

'' اے عمر! دور لاعلمی کے کمال کڑے آدمی رہے ہو۔ اسلام لاکر ملائم

---

[1] علامہ ابن عبد البر استیعاب میں حضرت علی سے روایت کرتے ہیں عن قیس بن عبادۃؓ قال قال علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض لیالی و ایاما ینادی بالصلوۃ فیقول مروا ابابکر یصلی بالناس فلماقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظرت فاذاالصلوۃ علم الاسلام وقوام الدین فرضینا الدنیا لمن رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لدیننا فبایعنا ابابکر۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۵۷) [2] مرتدین [3] زکواۃ

ہو گئے''۔[۱]

معلوم رہے کہ اسلام مکمل ہوا، وحی رک گئی، کہاں گوارا مرے آگے اسلام ادھورا ہو؟[۲]

داماد رسول علی کرمہ اللہ سے اسی طرح کا کلام ہوا اور لوگوں سے کہا کہ:

''سواری لاؤ، اسلام سے روگردوں سے کسی کی مدد کے علاوہ ہی لوگوں سے لڑائی کروں گا''۔

اور کہا:

''واللہ! اگر معمورۂ رسولؐ سارے لوگوں سے عاری ہو اور ہمارا لحم گدھ اور کوؤں کا طعام ہو، محال ہے کہ عسکر اسامہ کو روکوں''۔

علی کرمہ اللہ آگے آئے اور سواری کی لگام لے کر کہا:

''اے اہل اسلام کے حاکم، ہمارا مدعا حکم عدو لی کہاں؟ اک صلاح ہے، حکم کرو! مکمل ہوگا''۔

مآل کار عسکر اسامہ رواں ہوا، حاکم اول ہمدم اسامہ کی سواری کی لگام لئے آگے آگے رواں ہو کر عسکر گاہ آئے۔

ہمدم اسامہ، حاکم اول سے ہم کلام ہوئے:

''اے ہمدم رسول! سوار ہو لو، اس لئے کہ اگر اسی طرح رہو گے، سواری سے الگ ہو کر راہی ہوں گا''۔

---

[۱] سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا: اجار فی الجاهلية و خوار فی اسلام یعنی اے عمر! تم جاہلیت میں تو بڑے تند خو تھے، مگر اسلام میں آ کر ایسے نرم ہو گئے؟ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۶۴)

[۲] صدیق اکبرؓ نے فرمایا ''ثم الدين و انقطع الوحی اينقص ديناوانا حی'' یعنی دین مکمل ہو چکا وحی بند ہو چکی کیا یہ ہوسکتا ہے کہ میری زندگی میں دین ناقص ہو جائے؟ اللہ اکبر! سیدنا صدیق کبرؓ کو اسلام پر کیسا دعویٰ تھا، معلوم ہوتا ہے کہ دین کے اکلوتے وارث وہی تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۶۴)

حاکم اول کا کلام ہوا:

''سوارہی رہو! اک لمحہ اللہ کی راہ کی دھول سے آلودہ ہوکر مسرور ہوں''۔

حاکم اول اسی طرح اسامہ کی سواری کے آگے رواں رہے اور اسامہ سے دس عمدہ کلمے کہے:

۱ دھوکے سے دور رہو۔

۲ سوئے کلامی سے دور رہو۔

۳ سوئے عہد سے دور رہو۔

۴ لڑکی، کم عمر لڑکے اور معمر آدمی کی ہلاکی سے دور رہو۔

۵ گودے دار ڈال کو آگ لگا کر اور کاٹ کر لوگوں کی الم رسائی سے دور رہو۔

۶ سواری، دودھ والی لے لی[1] اور گائے کو طعام ہی کے واسطے کاٹو۔

۷......اگر کوئی گروہ ملے اس کو سوئے اسلام مائل کرو۔

۸ ..ہر آدمی سے اسی طرح کا معاملہ کرو کہ وہ اس کا اہل ہو۔

۹ . طعام سے اول اللہ کا اسم لو۔

۱۰ اس آدمی کی ہلاکی سے دور رہو کہ وہ مسلک کے لئے لوگوں سے الگ ہوکر عمر مکمل کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم اسی طرح مکمل کرو کہ رسول اللہؐ سے صادر ہوا، اللہ کے لئے گمراہوں سے لڑو''۔

عسکر اسامہ ادھر سے سوئے روم رواں ہوکر اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوا اور اک ماہ دس سحر ادھر رہ کر مراد[2] حاصل کر کے کامگار لوٹا۔

حاکم اول، اہل اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول سے کئی مرحلے ادھر آئے اور عسکر اسامہ سے مل کر مسرور ہوئے۔[3]

---

[1] بکری۔(فیروز اللغات) [2] حضرت زیدؓ کا انتقام۔ [3] حضرت ابوبکر صدیقؓ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مدینہ سے باہر آئے اور لشکر اسامہ کا استقبال فرمایا۔(سیر الصحابہ، ج ۱ص ۴۵)

امروحی کے دعوے داروں سے معرکہ آرائی

سرورعالمؐ کے وصال سے اول ہی کئی لوگ امروحی کے دعوے دار رہے، امروحی کے اک دعوے[1] دار کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو مراسلہ ملا کہ وہ محمدؐ کے ہمراہ امرِ وحی کا حصہ دار ہے، آدھا عالم اس کا اور دوسرا آدھا محمدؐ کا ہے۔ سرورعالمؐ کے حکم سے اس کو اس طرح کا مراسلہ ارسال ہوا:

> ''محمد کا رسالہ امروحی کے دعوے دار کے واسطے۔ معلوم رہے کہ سارے عالم کا مالک اللہ ہے وہ کسی کو مالک کر دے اور عمدہ صلہ اسی کے واسطے ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے''[2]۔

امروحی کے اس دعوے دار کا معاملہ دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ اک گروہ رسول اکرمؐ سے آ کر ملا اس گروہ کے ہمراہ وہ آدمی رہا کہ وہ مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ رسول اکرمؐ اس سے ملے، وہ مصر ہوا کہ اگر اس کو اس امروحی کا حصہ دار کرو، وہ مسلم ہو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ وہ ہر حصے سے محروم رہے گا، وہ لوٹ کر مدعی ہوا کہ وہ اللہ کا رسول ہے، صدہا آدمی اس کے گرد اکٹھے ہوگئے، تا آں کار وہ کئی سال ادھر ہمدم مکرم کے ارسال کردہ اک عسکر سے معرکہ آرا ہو کر ہلاک ہوا[3]۔

اس لمحے کہ عسکر اسامہ اعداء سے معرکہ آراء ہوا، اسلام سے روگردی والوں سے حاکم اول کو دھمکی ملی کہ وہ معمورۂ رسول آ کر حملہ آور ہوں گے[4]۔

---

[1] مسیلمہ کذاب۔ [2] آپؐ نے مسیلمہ کو یوں جواب دیا من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم الى مسيلمه كذاب اما بعد! فإن الأرض لله يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين. ترجمہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ امابعد! دنیا خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کو وارث بنائے گا اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۵)

[3] (ہادی عالم ص ۳۹۶) [4] (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۲۶۶)

حاکم اول کا ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام[1] اور ولد مسعود کو حکم ہوا کہ حرم رسول کے آگے مسلح ہو کر کھڑے رہو اور اعداء کے حملے آگاہ رکھو!

اسلام سے روگردوں کو معلوم ہوا کہ معمورہ رسول عسکر اسلام سے محروم ہے، وہ حملہ کے ارادے سے آئے، ہمدم علی، ہمدم طلحہ، ولد عوام، اور ولدِ مسعود آگے آکر حملہ آور ہوئے اور اعداء اسلام کو حملے کے ارادے سے دور رکھا، اعداء اسلام وہاں سے ہٹ گئے، مگر دوسری راہ سے ڈھول ڈھمکے کے ہمراہ لوٹے، اس سے اہل اسلام کے گھوڑے ڈر کر دوڑے اور معمورۂ رسول آکر ہی رکے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم اول سے معمورۂ رسول سے آگے آئے اور اعداء اسلام سے معرکہ آرا ہوئے اعداء اسلام وہاں سے رسوا ہو کر لوٹے۔

حاکم اول کا اک ہمدم رسولؐ[2] کو حکم ہوا کہ وہ اک گروہ کے ہمراہ مال کامگاری لے کر معمورۂ رسول راہی ہو، وہ رواں ہو گئے۔

حاکم اول کئی لوگوں کے ہمراہ سوئے اعداء رواں ہو گئے، ادھر اعداء اسلام کا اک عسکر طرار دھوکے سے لک لک کر معمورۂ رسول آکر حملہ آور ہوا اور کئی لوگوں کو ہلاک کر کے مال کامگاری لے کر لوٹا۔

حاکم اول معمورۂ رسول لوٹے، اس حال کی اطلاع ملی کمال دکھ ہوا، ادھر ہی عہد ہوا کہ اہل اسلام کے عدد کے مساوی اعداء کو ہلاک کر کے ہی لوٹوں گا!

حاکم اول اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر سوئے اعداء راہی ہوئے اور اک مرحلے[3] آکر اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوئے، اعداء اسلام کو رسوا کر کے مسلم اول کامگار ہوئے اور معمورۂ رسول لوٹے۔ ادھر آکر حاکم اول کا حکم ہوا کہ اسلام سے روگردی والوں کے واسطے اک ہی طرح

---

[1] حضرت زبیر بن عوامؓ [2] حضرت نعمان بن مقرنؓ۔ [3] حضرت صدیق اکبرؓ نے مسلمانوں کی مختصر سی جمعیت لے کر ذی خشب اور ذی قصہ کی طرف خروج کیا مقام ابرق میں عبس وذبیان، و بنو بکر و ثعلبہ بن سعد وغیرہ قبائل برسر مقابلہ ہوئے نہایت سخت لڑائی ہوئی، انجام کار مرتدین شکست یاب ہو کر فرار ہوئے (تاریخ اسلام ج اص ۲٦۷)

کے کئی مراسلے لکھ کر ارسال کرو! اس مراسلے کا ماحاصل اس طرح ہے:

''ہمدم رسول، حاکم اول کا رسالہ ہر اس آدمی کے لئے کہ وہ مسلم ہو کہ اسلام سے روگرد۔ (اس سے آگے اللہ اور اس کے رسول کی حمد کی اور لکھا) محمد، اللہ کا رسول مرسل ہے، دارالسلام اور دارالآلام کی اطلاع والا، راہ ھدیٰ کا مہر و ماہ ہے، مسلم آدمی کو اللہ کے حکم سے راہ ھدیٰ ملی اور وہ کہ اسلام سے روگرد ہوا، اللہ کے حکم سے اس سے معرکہ آرائی ہوگی اور وہ اسی سے راہ ھدیٰ کا راہ رو ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آئے اور احکام الٰہی لاگو کئے، اہل اسلام کو راہ ھدیٰ کے راہ رو کر کے اور عہدہ رسول کو ادا کر کے دارالسلام کو راہی ہوئے، لوگوں کو اول ہی سے اس امر کی اطلاع کلام اللہ سے ملی۔ اللہ کا کلام ہے:

''اے رسول اللہ! ہمارے ہاں لوٹو گے اور ہر آدمی ہی اللہ کے ہاں لوٹے گا۔[1] اے رسول اللہ! اول ہی سے سارے لوگ دائمی عمر سے محروم رہے، سوا گر راہی ملک عدم ہو گے، کس طرح کوئی سدا رہے گا۔[2]

اور اللہ کا اہل اسلام سے اس طرح کلام ہوا:

''محمد اللہ کا رسول ہی ہے، اس سے آگے کئی رسول سدھار گئے، سوا گر اس کا وصال ہوا اور اگر اسلام کے واسطے کوئی اس مار دے، گمراہی کی راہ لگو گے؟ اگر کوئی گمراہی کی راہ لگے گا، وہ اللہ کے لئے الم رساں کہاں ہوگا؟ اور اللہ عمدہ صلہ اسی کو دے گا کہ وہ اللہ کی حمد کرے گا۔ وہ آدمی کہ محمدؐ اس کے الٰہ

---

[1] یہ اس آیت کا مفہوم ہے انک میت وانھم میتون (الزمر ٣٠) [2] یہ اس آیت کا مفہوم ہے '' وماجعلنالبشر من قبلک الخلدافان مت فھم الخالدون '' (الانبیاء ٣٤)

رہے، اس کو معلوم ہو کہ محمد دار اسلام کو راہی ہوئے، ہاں وہ آدمی کہ اس کا الٰہ اللہ ہی ہے، اس کو معلوم رہے کہ اللہ سدا سے ہے اور سدا رہے گا اللہ کو آرام کہاں درکار ہے؟ حکم کا رکھوالا ہے اعداء کی رسوائی کے واسطے اس کا اک گروہ ہے (اے لوگو) مرا حکم ہے کہ اللہ سے ڈرو! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام اور اللہ کے کرم سے حصہ لے لو۔ اسلام لاؤ اور اک ہو رہو وہ آدمی کہ اللہ کی راہ سے دور ہے گمراہ ہے، اللہ کی مدد سے محروم ہی اصل محروم ہے، اسلام سے روگرد کا ہر عمل لا حاصل ہے، ہم کو معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ اسلام لا کر اسلام سے روگرداں ہو گئے کس طرح گوارا ہوا کہ اللہ مالک الملک سے دوری ہو اور عاصی اول کھلم کھلے عدو[1]، کے ہمدم رہو؟ اللہ کا کلام ہے کہ: عاصی اول کھلم کھلا عدو ہے، اس کو عدو ہی رکھو، اس لئے کہ اس کا اک گروہ ہے وہ اس کو لے کر لوگوں کو گمراہ کر کے راہی دار الآلام کر رہا ہے، معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں اور مددگاروں کا اک اعلیٰ کردار والا عسکر آ رہا ہے، وہ لوگوں کو اسلام کا امر کرے گا، اسلام لاؤ گے مسرور و معصوم رہو گے، اسلام سے روگردی کرو گے، ہلاک ہو گے، اس حکم کو لے کر ہمارا آدمی آ رہا ہے، وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے ہمارے حکم کی اطلاع دے گا اور عسکر اسلام آ کر صدائے عماد اسلام دے گا، آگے سے اسی طرح صدائے عماد اسلام دو! اس سے عسکر اسلام کو معلوم ہو گا کہ سارا گاؤں اہل اسلام کا ہے، اگر صدائے عماد اسلام سے رکو گے ہلاک ہو گے۔

---

[1] شیطان۔

حاکم اول کے اس حکم کو لے کر کئی ہرکارے، اسلام سے روگرددوں کی اطلاع کے واسطے رواں ہوئے۔ حاکم اول کے حکم سے عسکر اسلام کے دس اور اک حصے، ہوئے ہر ہر حصے کا اک سردار طے ہوا، ہر حصے کو اک اک علم عطا ہوا اور اک اک مراسلہ دے کہ حکم ہوا کہ امروحی کے دعوے داروں اور اسلام سے روگرد گروہوں سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوں، اس رسالے کا اردو ما حاصل اس طرح ہے:

''حاکم اول کا لکھا ہوا معاہدہ، اس سردار کے واسطے کہ وہ عسکر اسلام کے ہمراہ اسلام سے روگرددوں سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے، اس سردار کا ہم سے عہد ہے کہ وہ سری طور سے اور کھلم کھلا اللہ سے ڈرے گا، ہمارا حکم ہے کہ وہ اسلام سے روگرد گروہ سے لڑے، مگر اول امر اسلام کرے، اگر کوئی مسلم ہو، معرکہ آرائی سے دور رہے اور اگر اسلام سے محروم ہو، حملہ کر دے، کہ اسلام سے روگرد اسلام لے آئے، اس سے آگے اس کو احکام الٰہی سے آگاہ کرے، اس سے وہ وصول کرے کہ وہ اس کے لئے لاگو ہے اور اس کو وہ دے کہ وہ اس کا اہل ہے، احکام الٰہی سے روگرد سے معرکہ آرائی ہوگی اور مسلم کی الم رسائی سے دور رہے اور مکار آدمی کو اللہ ہی صلہ دے گا، اعداء سے لڑائی ہوگی، اہل اسلام کامگار ہوں گے اور مال کامگاری اللہ کی راہ لڑائی والوں کا ہے، ہاں! اک حصہ[1] دارالمال کا ہوگا اور اس سردار کا ہم سے عہد ہے کہ عسکر کو سوءِ عملی اور الم رسائی سے دور رکھے گا اور لا معلوم آدمی کو عسکر سے دور رکھے اور اہل اسلام سے ہر ہر گام عمدہ سلوک کرے، ہمدردی رکھے، رحم کرے۔''

وداع مکہ کو دس اور اک سال ہوئے، ماہ سوم سے دو ماہ آگے[2] سارے سردار طے کردہ

---

[1] خمس۔ [2] ۱۱ھ ماہ جمادالاول۔

ممالک کورواں ہوکراعدائے اسلام سے معرکہ آراء ہوئے اوراک کم دس ماہ کا عرصہ لگا کہ سارے ملک سے اسلام سے روگرداں کی راہ مسدود ہوئی۔

امروحی کے اک دعوے دار اسدی معرکہ آرائی کے آگے اسلام لے آئے اور عمر مکرم کے دورکو معمورۂ رسول آکراس کا عمر مکرم سے عہد ہوا۔

اس کے علاوہ امروحی کے کئی دعوے دار اور اسلام سے روگرداں کے کئی سردار ہلاک ہوئے۔[1]

محروموں کے حصے سے روگرد[2] گروہ سے معرکہ آرائی

اسلام سے روگرداں اور امروحی کے دعوے داروں کے علاوہ اک گروہ محروموں کے حصے سے روگرد ہوا، مگر اسلام کا مدعی رہا، اس لئے اہل اسلام کی اس گروہ سے معرکہ آرائی کے واسطے دوطرح کی رائے ہوئی کہ اس گروہ سے معرکہ آرائی ہو کہ معرکہ آرائی سے دور ہوں؟

عمر مکرم آگے آئے اور کہا:

''اے حاکم اول! اس گروہ سے معرکہ آرائی کس طرح ہوگی کہ وہ اسلام کا مدعی ہے، اک محروموں کے حصے سے ہی روگرداں ہے''؟

حاکم اول کا ردکلام ہوا:

''لوگو! معلوم رہے کہ اگر محروموں کے حصے سے روگرد آدمی اک رسی اور اک لے لی[3] کی ادائے گی سے رکے گا، واللہ! اس سے لڑوں گا''۔

مآل کار اس گروہ سے معمولی سی معرکہ آرائی ہوئی اور وہ گروہ محروموں کے حصے کی ادائے گی کے لئے آمادہ ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے عمر مکرم کو معلوم ہوا کہ حاکم اول کی رائے اسلام کے لئے عمدہ رائے ہوئی۔[4]

---

[1] ان میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی، لقیط ابن مالک، نعمان بن منذر قابل ذکر ہیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۶)

[2] منکرین زکوۃ۔ [3] بکری کا بچہ۔ [4] (ایضاً ص ۴۷)

کلام الٰہی اور حاکم اول

اس سے آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ امر وحی کے دعوے داروں سے اک عرصہ عسکر اسلام معرکہ آراء رہا، گوکہ کامگاری عسکر اسلام کو ہی حاصل ہوئی، مگر اس معرکہ آرائی سے کلام الٰہی کے کئی رکھوالے[1] راہی ملک عدم ہوئے، اس لئے عمر مکرم اس امر سے ڈرے کہ:

''اگر کلام الٰہی کے رکھوالوں کی رحلہ کا سلسلہ اسی طرح رہا، ہم کلام الٰہی کے اک اہم حصے سے سدا کے لئے محروم ہوں گے''۔

اس لئے اک سحر عمر مکرم، حاکم اول سے آکر ملے اور کہا کہ کلام الٰہی کے کئی رکھوالے راہی ملک عدم ہوئے اس لئے رائے ہے کہ مکمل کلام الٰہی اک محل اکٹھا کروا کے لکھوالو!

معاملہ اہم رہا، اس لئے حاکم اول سسر رسول اول اول اس معاملے سے رکے اور کہا کہ وہ کام کس طرح کروں کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس کام سے دور رہے؟

مگر عمر مکرم مصر ہوئے اور اس کام کی عمدگی آگے رکھی۔

مآل کار حاکم اول آمادہ ہوگئے کہ سارا کلام الٰہی اک محل اکٹھا ہو، اس لئے عہد رسول کے اک محرر[2] وحی کو حکم ہوا کہ وہ کلام الٰہی اکٹھا کر کے لکھے۔

اول اول وہ اس کام سے رکے مآل کار آمادہ ہوئے اور کمال سعی سے کلام الٰہی کے الگ الگ حصے اکٹھے کر کے کلام الٰہی کو اک محل لکھا۔

اس معاملے کی اہم سطور

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا سارا عہد اس طرح رہا کہ کلام الٰہی کی لکھائی کے واسطے گاہ ہڈی رسالہ ہوئی اور گاہ سوکھی ڈال اور کھال رسالہ ہوئی، مگر سارا کلام الٰہی الگ الگ حصے ہوکر رہا، ہاں ہر اک سورہ الگ الگ اسم سے موسوم رہی اور کلام الٰہی کے ہر ہر حصے کا محل

---

[1] حفاظ وقراء۔ [2] حضرت زید بن ثابتؓ۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہی طے ہوا، سسر رسولؐ کے حکم سے کلام الٰہی اک محل اکٹھا ہو کر مسطور ہوا[1]۔

حاکم اول کے حکم سے لکھا ہوا کلام الٰہی ساری عمر، حاکم اول کی ملک رہا۔ اس سے آگے اس کے مالک عمر مکرم ہوئے۔ اس سے آگے عمر مکرم کی لڑکی[2] عروس رسول کی ملک رہا۔

حاکم سوم کے حکم سے اسی کلامِ الٰہی کے کئی عکس لے کر کئی ملکوں کو ارسال کئے گئے، مگر اصل رسالہ، عروس رسولؐ کی ملک رہا۔

ولد حکم[3] معمورۂ رسول کا والی ہو کر ساعی ہوا کہ کسی طرح وہ اصل لکھے ہوئے کلامِ الٰہی کا مالک ہو، مگر محروم ہی رہا۔

عروس رسولؐ راہی ملک عدم ہوئی، اس لمحے وہ کلام الٰہی ولد عمر کو ملا، اس سے ولد حکم کی ملک ہوا اور اسی سے گم ہوا[4]۔

روم و کسریٰ سے معرکہ آرائی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے عالم مادی کے دو ملک اعلیٰ رہے، اک روم اور دوسرا ملک کسریٰ مسلکی طور سے اول سے آدھا عالم، روم کی ملک رہا، دوسرا آدھا ملک کسریٰ کی ملک رہا۔

کلام الٰہی سے اول ہی سے سارے عالم کو اطلاع ملی کہ رسول اکرمؐ اس عالم مادی کو اسی لئے آئے کہ اسلام کو سارے مسلکوں کا سردار کرے، کلام الٰہی ہے کہ:

"اللہ وہ ہے کہ اس کے حکم سے رسول اللہؐ ھادی ہوئے اور وہ مسلک اسلام

---

[1] بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ قرآن کریم کی آیتوں اور سورتوں میں باہم کوئی ترتیب نہ تھی اور نہ سورتوں کے نام وضع کیے گئے تھے، اس سے عہد صدیقی میں جو کام ہوا وہ ان ہی آیتوں اور سورتوں کو باہم ترتیب دینا تھا، یہ ایک افسوس ناک غلطی ہے۔

[2] حضرت حفصہؓ۔ [3] مروان بن حکم۔ [4] (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۴۹)

لے کر آئے کہ اللہ اسلام کو سارے مسلکوں کا سردار کرے[1]۔''

اور معلوم ہے کہ ملک و مال کے مالک ہو کر گمراہوں کے عسکر طرار، راہ ھدیٰ کے رہ روؤں کے سدا سدراہ رہے۔

اور کس کو گوارا ہے کہ ملک و مال اور عسکر کا مالک ہو کر کسی کے آگے سر گرا کر مملوک ہو، اس لئے اعلائے اسلام کے واسطے اہم ہوا کہ اس طرح کے گمراہ لوگ ہلاک ہوں۔

کلام الٰہی کا مسطورہ حصہ اس امر کا گواہ ہے کہ رسول اکرمؐ کے عہدہ امر وحی سے آگے سارا عالم اہل اسلام کی ملک ہو کر رہے گا اور اسلام کا محکوم ہوگا[2]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ساری عمر کے ہمدم و ہمراہی اس امر کے اہل ہوئے کہ اس سے کلام اللہ کی وہ گواہی مکمل ہو، حاکم اول گو کم عرصہ حاکم رہے، مگر کئی طرح کے اہم کاموں کے عامل ہوئے، اک اہم کام وہ ہے کہ حاکم اول مسطورہ ہر دو ملکوں سے معرکہ آرا ہو کر کامگاری کے مؤسس ہوئے اور مکمل کامگاری عمر مکرم کے دور کو ہوئی۔

مہم ملک کسریٰ

اس دور کو ملک کسری طرح طرح کے مسائل سے گھرا رہا، اس لئے کہ لوگوں کا حاکم اور کسری اک کم عمر لاعلم لڑکا رہا۔

---

[1] یہ سورۂ صف کی آیت نمبر ۹ کا مفہوم ہے۔ آیت یہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله (سیرت خلفائے راشدین ص ۶۹) [2] ازالۃ الخفا میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے کہ ''لاجرم داعیہ ظہور دین حق وقصد انتقام کفرہ فجرہ برہم زدن دولت کسری و قیصر را آشیانہ خود گردانید تا چوں ایں ہر دولت برہم خود اعظم ادیان موجود و اثر آنہا برہم خوردہ باشد و چوں سطوت اسلام بجائے سطوت ایں دو دولت نشیند سائر ادیان خود بخود پامال شوکت اسلام شوند مانند پامال بودن آنہا ایں دو دولت۔ (خلفائے راشدین ص ۷۰)

کسریٰ کے اعداء اس حال کا مطالعہ کر کے کامل کامگاری کی آس لے کر حملے کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وائل کے دو سردار[۱] کئی لوگوں کو ہمراہ لے کر آگے آئے اور ابلہ وارد گرد مار دھاڑ کے لئے ساعی ہوئے۔ اک سردار[۲] کہ اول ہی سے مسلم ہوئے، عسکر کی کمی کو محسوس کر کے کمک کے واسطے حاکم اول کے ہاں آئے اور حاکم اول کی رائے سے اسروی لوگوں کو لے کر مہم کسریٰ کے لئے راہی ہوئے۔

حاکم اول کا ہمدم حسام اللہ[۳] کو حکم ہوا کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ وائل کے سردار کی کمک کے واسطے رواں ہوں۔

ملک کسریٰ کے اہم حصے[۴] کی کامگاری

حسام اللہ، وائل کے سردار کی کمک اور مہم کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے اور کئی ملکوں[۵] کی مہموں کو سر کر ملک کسریٰ کی سرحدوں سے آ لگے۔

ادھر کئی سارے معرکے ہوئے، ہر ہر معرکے عدو کے عسکر کا عدد عسکر اسلام سے سوا رہا، مگر اللہ کے کرم سے کامگاری سدا اہل اسلام کو ہی حاصل ہوئی، اس لئے ملک کسریٰ کے لوگوں کے دل اہل اسلام سے سدا کے لئے ڈر گئے، اس طرح کم عرصے کو حسام اللہ ملک کسریٰ کے کئی اہم حصوں کے مالک ہو گئے[۶]۔

اے اہل مطالعہ! سارے عالم کے سالاروں کے احوال کا مطالعہ کر لو کسی سالار اعلیٰ کو اس طرح ہر ہر گام کامگاری ملی ہو، اک امر محال ہے۔

---

۱ مثنیٰ شیبانی اور سوید عجلی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۵۲) ۲ مثنیٰ شیبانی۔ ۳ سیف اللہ، حضرت خالد بن ولیدؓ۔ ۴ عراق۔ ۵ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بانقیا، کسکر فتح کیا ور شاہان عجم کی حدود میں داخل ہو گئے، یہاں شاہ جاپان سے مقابلہ ہوا وراس کوشکست دی، پھر حیرہ کے بادشاہ نعمان سے جنگ آزما ہوئے نعمان ہزیمت اٹھا کر مدائن بھاگ گیا یہاں سے خورنق پہنچے، لیکن اہل خورنق نے مصلحت اندیشی کو راہ دے کر ستر ہزار یا ایک لاکھ خراج پر مصالحت کر لی غرض اس طرح حیرہ کا پورا علاقہ زیر نگین ہو گیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۵۳) ۶ (ایضاً)

سلام ہے حسام اللہ کی سالاری اور حوصلہ وری کو اور سلام ہے حاکم اول کو کہ اس کے حکم سے اس اہم معرکے کے واسطے حسام اللہ سالار اعلیٰ ہوئے۔

ملک روم کے اہم حصے[1] کی لڑائی

ہادی اکرمؐ کے حکم سے کئی مراسلے اردگرد کے ممالک و امصار کے حاکموں کو لکھے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک مددگار[2] اک مراسلہ لے کر ملک روم کے اک[3] عامل ولد عمر کے لئے لے کر گئے، راہ کے اک مرحلے آکر رکے ادھر اس عامل کو معلوم ہوا کہ معمورۂ رسول سے اک آدمی اس کے لئے مراسلہ لے کر آرہا ہے، اس ملک کے عامل کو حکم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس مددگار کو روک لو اور محصور کر کے رکھو!

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وہ مددگار محصور ہوگئے اور مآل کار اس عامل روم کا حکم ہوا کہ اس حاملِ مراسلہ کو مار ڈالو!

اس طرح رسولِ اکرمؐ کے وہ مددگار اس عامل روم کے حکم سے مارے گئے، اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اللہؐ کے حکم سے عسکر اسلام معمورۂ رسول سے راہی ہو کر اس عامل اور حاکم روم کے دو لاکھ کے عسکر طرار سے معرکہ آراء ہوا اور اعداء اسلام کو رسوا کر کے کامگار و کامراں لوٹا

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک ہمدم اور سالار اسلام، اسلام لا کر اول اول اس معرکے[4] کے لئے عسکر اسلامی کے ہمراہ ہوئے اور اس کمال دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ اللہ اور رسول سے اس کو حسام اللہ کا اسم ملا۔[5]

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے، رسول اللہؐ عسکر اسلام کے ہمراہ اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوئے،

---

[1] شام۔ [2] حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ۔ [3] شرجیل بن عمر۔ [4] غزوۂ موتہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی مسلمان ہونے کے بعد پہلی اسلامی لڑائی تھی۔ [5] (تاریخ اسلام ج ا ص ۲۰۴)

مگر اعداء اسلام اس حوصلے سے محروم رہے کہ اللہ کے رسولؐ سے آکر معرکہ آراء ہوں، اس لئے روم کے سرحدی مصر کے لوگوں کو ڈرا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول لوٹ آئے۔

وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا، اگلے ماہ ملک روم سے اطلاع آئی کہ اہل روم کئی گروہوں کو اکٹھا کر کے اہل اسلام سے معرکے کے لئے آمادہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمدم اسامہ اک عسکر کو لے اہل روم سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوئے، وہ عسکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رحلہ کے آگے ادھر کو رواں ہوا اور کم عرصے کو کامگار ہو کر لوٹا۔

ملک کسریٰ کے اہم اہم حصوں کی کامگاری ہوگئی اور کسریٰ کے حملے کا ڈر دور ہوا، مگر اہل روم کے حملے کا ڈر رہا، اس لئے حاکم اول کا ارادہ ہو کہ اہل روم سے اک اہم معرکہ آرائی ہو، اس لئے حاکم اول کے حکم سے عسکر اسلام کے دو اور دو حصے کئے گئے، ہر ہر حصے کا الگ الگ سالار طے ہوا اور وہ سارے عسکر طے کردہ رومی امصار کی معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔[۱]

حاکم روم کو اس کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے رومی عسکر کے عسکر اسلام کے مساوی حصے کئے گئے، ہر ہر عسکر سالار اعلیٰ کے ہمراہ اہلِ اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوا، اعدائے اسلام کے عسکر کا عدد دس دس سو کے دس گروہ کم ڈھائی لاکھ رہا۔[۲]

اور عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا آٹھواں حصہ رہا،[۳] اس لئے عسکر اسلام اک محل اکٹھا ہوا اور حاکم اول کو لکھا کہ عدو کے عسکر کا عدد حد سے سوا ہے، اس لئے کمک ارسال

---

[۱] صدیق اکبرؓ نے لشکر اسلام کے چار حصے کئے اک حصے کا سردار عمرو بن العاصؓ کو بنا کر حکم دیا فلسطین کے راستے حملہ آور ہوں، دوسرے حصے کی سرداری یزید بن ابی سفیان کو دے کر حکم دیا کہ تم دمشق کی طرف سے حملہ آور ہو۔ تیسرے حصے کی سرداری حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو دی اور حکم ہوا کہ حمص کی جانب سے حملہ کرو اور چوتھے حصے کا سردار حضرت شرجیل بن حسنہؓ کو بنا کر حکم دیا کہ تم اردن کی جانب سے حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۰۱) [۲] دو لاکھ چالیس ہزار۔ [۳] تیس ہزار۔

کرو! اس اطلاع کو لے کر حاکم اول کا حکم ہوا کہ حسام اللہ کو ہمارا اک مراسلہ ارسال کرو! اس لمحے حسام اللہ ملک کسریٰ معرکہ آرا رہے۔

مسلم اول کا حسام اللہ کو مراسلہ ملا کہ ملک کسریٰ کی مہم کی سالاری اور آدھا عسکر وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر دو اور آدھا ہمراہ لے کر دوڑ کر روم آؤ اور عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ ہو کر اعداء سے معرکہ آرا ہو، حاکم اول کا مراسلہ حسام اللہ کو ملا، حسام اللہ اسی لمحے سالاری، وائل کے مسلم سردار کے حوالے کر کے آدھے عسکر کے ہمراہ ملک روم کو راہی ہوئے، راہ کے مراحل کئی مہموں کو سر کر کے طے کئے۔

اک محل کسریٰ کا عسکر سدراہ ہوا، اس عسکر کے سالار اعلیٰ، ہلال[1] کے ولد ام کو ہلاک کر کے حسام اللہ آگے گئے، آگے اس اسرہ کے لوگ سدراہ ہوئے کہ اس اسرہ کے لوگوں کا عمر مکرم سے مال ادائے گی کے واسطے اک اہم معاملہ رہا،[2] اس اسرہ کا سردار[3] واصل دار السلام ہوا اور کئی لوگوں کو محصور کر کے اہل اسلام معمورۂ رسول لے آئے۔

حسام اللہ آگے گئے اور صحرا کو طے کر کے اک محل[4] ٹھہر گئے ادھر کے لوگ حصار کے کواڑ لگا کر معرکہ آرا ہوئے۔

مآل کار صلح کر لی، ادھر سے آگے حوراں آئے، کڑی معرکہ آرائی ہوئی، ادھر سے کامگار ہو کر اس ملک آگئے کہ وہ صد بار رسولوں کی آرامگاہ ہے۔[5] اس طرح عسکر اسلام کا عدد دس دس، کے ساٹھ گروہ کم اک لاکھ[6] ہوا اور اعدائے اسلام کا عدد ڈھائی لاکھ رہا۔[7]

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے، معرکہ گرم ہوا سارے اہل اسلام اس طرح دل کھول کر لڑے کہ اعداء کے دل دھڑک گئے۔

۱؎ عقبہ بن ابی جہل التمری۔ ۲؎ بنو تغلب۔ ۳؎ ہذیل بن عمران۔ ۴؎ تدمر۔ ۵؎ ملک شام۔ ۶؎ چالیس ہزار۔ ۷؎ دو لاکھ چالیس ہزار کے عدد وہامان کا اک لشکر ہرقل روم نے بھور کمک بھیجا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۳۰۲)

معرکہ احد کی طرح اس معرکے سے حوصلگی، دلاوری، اور ولولہ کاری کے وہ احوال آگے آئے کہ اہل عالم کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اعلائے اسلام اس عالم مادی کے سارے اموال واملاک اور روح ودل سے سوا اکرم ہے۔ ہر آدمی اس آس کو دل سے لگا کر حملہ آور ہوا کہ وہ اللہ کی راہ سر کٹا کر اللہ کے آگے کامگار ہوگا۔

اک سحر مکمل ہوئی، مگر لڑائی کو طول ہوا کہ دوسری سحر طلوع ہوگئی، سوا لاکھ رومی گمراہ مارے گئے، کئی موں موڑ کر دوڑے، عسکر اسلام سے دس دس سو کے سہ گروہ[1] اللہ کی راہ سر کٹا کر اللہ کے آگے کامگار ہوئے۔ اللہ کے کرم سے کامگاری عسکر اسلام کو حاصل ہوئی اور رسولوں کی آرامگاہ والا ملک اہل اسلام کی ملک ہوا۔

حاکم روم ڈر کر حمص سے دوڑا، اہل اسلام آگے گئے اور حمص کا محاصرہ کر کے رہے، اعداء اسلام کی رائے ہوئی کہ حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور و ہور ہو! عسکر اسلام سردی سے ہی ہلاک ہوگا، مگر اللہ کے کرم سے موسم سرما مکمل ہوا اور اہل اسلام سردی سے دور رہے۔

اک سحر عسکر اسلام کا ارادہ ہوا کہ اس حصار محکم کو گرا کر کامگار ہو سارا عسکر اکٹھ ہوا اور مل کر اللہ کے اسم کی صدا[2] لگائی اس سے سارا حصار ہلا اور اس کا اک حصہ گرا، دہرا کر اللہ کے اسم کی صدا لگائی، سارا حصر ہلا، اہل حمص ڈر گئے اور صلح کر لی۔

الحاصل روم کے کئی اہم حمص[3] مسلم اول کے دور ہی کو اہل اسلام کی ملک ہو گئے۔ عسکر اسلام کا اک حصہ، سری سے معرکہ آراء رہا اور اک حصہ عسکر روم سے معرکہ آراء رہا،

---

[1] تین ہزار۔ [2] مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۷۳) [3] یرموک، دمشق، شام یرموک اور دمشق کی فتح مورخین نے عہد فاروقی میں بیان کی ہے۔ مگر شیخ ازالۃ الخفاء میں ان عہد فاروقی میں شمار کرتے ہیں اور صحیح یہی ہے، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جس طرح بعض مفتوحہ مقامات کے لوگ بغاوتیں کرتے تھے، اسی طرح مقامات مذکورہ میں بھی بغاوت ہوئی ہو اور حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو دوبارہ فتح کیا ہو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں بالجملہ فتح دمشق ویرموک بردست وے (یعنی خالد بن ولید) واقع شد برقیصر ہزیمت افتاد وفراست صدیق بر تفویض منصب امارت بخالد بن ولید تیر برنشانہ زد مورخان بار دیگر فتح دمشق ویرموک در زمان فاروق اعظمؓ تقریر کنند مجمع آنست کہ این فتوح مکرر واقع شد۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۷۳)

کامگاری کے سلسلے کو طول ہوا کہ اللہ کا حاکم اول کے واسطے حکم ہوا۔

''اے طاہر روح، مالک روح کے ہاں لوٹ مسرور ہو کر''۔[۱]

وصال حاکم اول اور حاکم دوم کے لئے لوگوں سے رائے

مسلم اول کو حاکم اسلام ہوئے سوا دو سال ہوئے، سارا عرصہ امر وحی کے دعوے داروں، اسلام سے روگردی والوں اور محروموں کے حصے کی ادائے گی سے روگردوں سے معرکہ آرائی رہی، مآل کار کامگاری ہوئی اور اسلامی کارواں، رواں دواں ہوا۔

عروس مطہرہ[۲] راوی ہوئی کہ موسم سرما کی اک سحر کو والد مکرم ماء طاہر سے سر کو دھو کر محموم[۳] ہو گئے اور مسلسل آدھا ماہ محموم رہے، اللہ کے گھر کی آمد سے رک گئے، والد مکرم کے حکم سے عمر مکرم عماد اسلام کے لئے اہل اسلام کے امام ہوئے۔ مسلسل محموم رہ کر حاکم اول کو محسوس ہوا کہ ملک عدم سے وداع کا لمحہ آ کر رہے گا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں سے اسلام کے دوسرے حاکم کے واسطے رائے لی اور کہا کہ مرا ارادہ ہے کہ عمر اہل اسلام کا حاکم ہو، اک ہمدم رسول کا کلام ہوا کہ عمر کڑا آدمی ہے۔

حاکم اول کا رد کلام ہوا کہ حاکم ہو کر وہ ملائم ہو گا۔

رسول اللہؐ کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم سے رائے لی، کہا:

''عمر کی روح اور دل طاہر ہے''۔

علی کرمہ اللہ سے عمر مکرم کے واسطے رائے لی، علی کرمہ اللہ کا حاکم سوم کی طرح کا کلام ہوا۔

ہمدم طلحہ سے رائے لی، وہ اس طرح ہم کلام ہوئے:

''اے حاکم اول! اگر اللہ کا سوال ہوا کہ عوام سے کس طرح کا معاملہ کر کے

---

۱ یہ اس آیت کا ترجمہ ہے یاایتہاالنفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ۔

۲ سیدہ عائشہ صدیقہؓ ۔۳ بخار ہ ہے۔ (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۵۵)

آئے ہو، اس لیے کس طرح رد کلام کرو گے''؟

حاکم اول کا حکم ہوا کہ ہم کو سہارا دے کر اٹھاؤ! اک آدمی کے سہارے اٹھے

اور کہا:

''اللہ سے کہوں گا کہ مرے حکم سے لوگوں کا امام اور حاکم وہ آدمی ہوا ہے کہ وہ

سارے لوگوں سے اعلی ہے''۔

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم طلحہ کلام سے رک گئے۔

اسی طرح کئی لوگوں سے الگ الگ رائے لے کر ہر اک کو مسرور کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کو حکم ہوا کہ اک عہد لکھو! اس عہد کا اردو ما حاصل اس طرح ہے:

''حاکم اول کا لوگوں سے اس لیے کا عہد ہے کہ عالم مادی کی عمر مکمل ہو رہی ہے اور عالم معاد کی عمر مل رہی ہے، اس لیے گمراہ سے گمراہ آدمی اسلام لے ہی آئے گا اور عمل سوء والا آدمی راہ ھدیٰ کا رہرو ہوگا، مری رائے سے عمر مکرم لوگوں کا حاکم ہوا ہے اس لئے کہ مرا ارادہ ہے کہ لوگوں سے ہمدردی اور عمدہ سلوک ہو، اگر عمر عادل رہا، ہم کو اسی طرح معلوم ہے اور اگر عمل سوء کا عامل ہوا، معلوم رہے کہ دلوں کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے، ہمارا ارادہ عمدہ سلوک کا ہے اور ہر آدمی کے آگے اس کے اعمال ہوں گے۔ سوء عملی[1] والے ہر آدمی کو معلوم ہو کر رہے گا کہ وہ کس کروٹ الٹے گا۔ سارا عہد لکھوا کر حاکم اول کا اک مملوک کو حکم ہوا کہ سارے لوگوں کے آگے اس عہد کو کہہ دو! وہاں سے اٹھ کر حاکم اول گھر آئے اور گھر کے عالی حصے[2] سے لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

لوگو! معلوم رہے کہ لوگوں کا حاکم وہ آدمی ہوا کہ ہے سارے لوگوں سے

---

[1] بدکردار۔ [2] چھت۔

اعمی ہے مری اولاد اور اسرہ کا ہر آدمی مری ولی عہدی سے دور ہے[۱] اور اس معاملے کے لئے لوگوں سے رائے لی گئی ہے۔ کہو! مسرور ہو کہ اس طرح کا آدمی حاکم ہو''۔؟

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ مسرور ہوئے۔

حاکم اول کا کلام ہوا:

''عمر مکرم کے ہر حکم کے عامل رہو''!

لوگ اس کلام کے حامی ہوئے[۲]، اس سے آگے عمر مکرم سے اصولی اور اساسی[۳] کلام ہوا۔ اس کلام کی مدد سے عمر مکرم ہر ہر گام کامگار ہوئے۔

معمورہ رسول کے ارد گرد مٹی[۴] کا اک حصہ حاکم اول کی عطا سے عروس مطہرہ کی ملک رہا، حاکم اول کا عروس مطہرہ سے کلام ہوا:

''ہماری رائے ہے کہ ہماری دوسری اولاد کو اس حصے کا مساھم کر لو''!

کہا: ''ہاں! کرلوں گی''۔

۱؎ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۵۶) ۲؎ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۰۶) ۳؎ آپؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اے عمر! میں نے تم کو اصحاب رسولؐ پر اپنا نائب بنایا ہے اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن ڈرتے رہنا۔ اے عمر! اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق ہیں جو رات سے متعلق ہیں، ان کو وہ دن میں قبول نہیں کرے گا، اسی طرح بعض حقوق دن سے متعلق ہیں، جن کو وہ رات میں قبول نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ نوافل کو قبول نہیں فرماتا جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر! جن کے اعمال صالحہ قیامت میں وزنی ہوں گے، وہی فلاح پائیں گے اور جن کے اعمال نیک کم ہوں گے، وہ مبتلائے مصیبت ہوں گے۔ اے عمر! فلاح و نجات کی راہیں قرآن مجید پر عمل کرنے اور حق کی پیروی سے میسر ہوتی ہیں۔ اے عمر! کیا تم کو معلوم نہیں کہ ترغیب و ترہیب اور انذار و بشارت کی آیات قرآن مجید میں ساتھ ساتھ نازل ہوئی ہیں، تاکہ مومن اللہ اللہ سے ڈرتا اور اس سے اپنی مغفرت طلب کرتا رہے۔ اے عمر! جب قرآن مجید میں اہل نار کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی تو مجھے ان میں شامل نہ کرنا اور جب اہل جنت کا ذکر آئے تو دعا کرو کہ الٰہی تو مجھے ان میں شامل کر! اے عمر! تم جب میری ان وصیتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا پاؤ گے۔ (ایضاً) ۴؎ زمین۔

حاکم اول کا کلام ہوا:

''اہل اسلام کے مال سے اک مملوکہ[۱] اور دو سواری کا مالک رہا ہوں، وہ عمرِ مکرم کو لوٹا آؤ''! وہ لوٹا آئی۔

حاکم اول راہی ملک عدم ہوئے، وہ سواری اور مملوکہ عمرِ مکرم کو دے دی گئی۔

عروس مطہرہ سے مروی ہے:

''والدِ مکرم کا حکم ہوا کہ ملک عدم کی رحلہ کے آگے ہمارا سارا گھر ٹٹولو اگر کوئی مال ملے وہ عمرِ مکرم کے حوالے کر دو! حاکم اول کی رحلہ کے آگے سارا گھر ٹٹولا۔ معلوم ہوا کہ سارا گھر ہر طرح کے مال سے محروم ہے۔''

عروس مطہرہ کا کلام ہے:

''حاکم اول کا کلام ہوا کہ وہ رداء کہ اوڑھے ہوئے ہوں، رحلہ کے آگے اسی کو دھو کر اوڑھا دو! کہا! عمدہ رداء اوڑھاؤں گی۔

حاکم اول کا کلام ہوا کہ عمدہ رداء عام لوگوں کے لئے ہے، مُردوں کے لئے کہاں؟ اس کے آگے سوال ہوا کہ اس سحر کا اسم ہم سے کہو![۲] کہا کہ سوموار۔ دوہرا کر سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصال کس سحر ہوا؟ کہا: اسی سحر کو۔ حاکم اول کا کلام ہوا کہ مری دعا ہے کہ اسی سحر وصال ہو!

دعا مسموع ہوئی، اسی سحر ساٹھ[۳] اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے، دو ماہ کم، ماہِ آٹھ کی دس اور دس اور دو کو راہی دار السلام ہوئے۔

---

[۱] حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیت المال سے اک باندھی اور دو اونٹنیاں لی تھیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۵۶) [۲] آپؓ نے پوچھا آج دن کو کونسا ہے لوگوں نے جواب دیا دوشنبہ [۳] آپؓ کی وفات سوموار کے دن مغرب کے بعد تریسٹھ سال کی عمر میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۰۲)

(ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)۔

سر دھلائی[۱] کا اکرام حاکم اول کی گھر والی ''اسماءؓ'' کو حاصل ہوا۔ رکوع[۲] سے عاری عماد اسلام کے امام عمر مکرم ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد، ہمدم طلحہ، حاکم اول کے لڑکے[۳] اور عمر مکرم کے واسطے سے لحد کے حوالے ہوئے، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ساری عمر کا ہمدم، اسلام کا حاکم اول، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ[۴] ملحود ہو کر دائمی ہمراہی کے لئے دارالسلام کو سدھارا۔[۵]

---

۱ غسل۔ ۲ نماز جنازہ۔ ۳ عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ۴ لحد دیا ہوا مدفون۔ ۵ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۵۷)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

سسرِ رسولؐ، دامادِ علی، اسلام کے حاکم دوم، عمر مکرم (اللہ اس سے مسرور ہو)

اسم مسعود

سسر رسول، حاکم دوم کا اسم مکرم عمر ہے۔[۱]

مولودی سلسلہ

حاکم دوم کا مولودی سلسلہ ہادی اکرمؐ کے مولودی سلسلے کے عدد آٹھ سے ملا ہوا ہے۔[۲]

حاکم دوم کے گھر والے

حاکم دوم کے گھر والے دور لاعلمی سے ہی اعلیٰ کردار کے حامل رہے، سارے اہل مکہ اہم معاملوں کے لئے حاکم دوم کے دادا، عدی سے رائے لے کر آمادۂ عمل رہے، اسی طرح اہم ملکی معاملوں (اطلاع رسائی) کے واسطے وہی آگے آگے رہے۔[۳]

عالم مادی کو آمد

عمر مکرم کی اس عالم مادی کو آمد وداع مکہ سے ساٹھ کم سو سال ادھر ہوئی۔

رسول اللہؐ کا عطا کردہ اسم

عمر مکرم اسلام لائے، گمراہ لوگ عمر مکرم کی الم رسانی کے واسطے ساعی ہوئے، عمر مکرم

---

[۱] اور کنیت ابوحفص، لقب فاروق، والد کا نام خطاب، والدہ کا نام ختمہ ہے۔ (سیر اصحابہ، ج ا،ص ۹۶) [۲] آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی، کعب کے دو بیٹے ایک عدی دوسرے مرہ، مرہ آنحضرتؐ کے اجداد میں سے ہیں یعنی آٹھویں پشت میں حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ کے سلسلہ نسب میں مل کر ایک ہوجاتا ہے۔ (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۳۱۰) [۳] آپؓ کے جداعلیٰ عدی عرب کے باہمی منازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے، اور قریش کو کسی قبیلے کے ساتھ ملکی معاملہ پیش آجاتا تو سفیر بن کے جایا کرتے تھے یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلے آرہے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۹۶)

کے ماموں عاص ولد وائل کہ اس لمحہ اسلام سے محروم رہے، آڑے آ گئے اور کہا: ''لوگو! عمر کا حامی ہوں، عمر سے دور رہو''۔ مگر اسلام لا کر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو؟ اس لئے ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آگے ڈٹے رہے۔

مآل کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور علی الاعلاں اسلام ادا کی اور وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام کو گمراہی کے آگے علو ملا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہوگئے۔[1]

دور لاعلمی کے احوال

عمر مکرم، والد کے حکم سے سواری کے گلہ کے راعی رہے اور اس کے آگے مولودی سلسلے کے عالم اور ماہر کلام ہوئے گھڑ سواری اور لڑائی کے اطوار کے ماہر ہوئے۔ اور علم محرری[2] کے اس لمحے عالم ہوگئے کہ کم لوگ اس علم کے عالم ہوئے۔

مالی آسودگی[3] کی راہ

مکہ کے عام لوگوں کی طرح عمر مکرم مالی آسودگی کے لئے سوداگری کی راہ لگ کر کئی امصار و ممالک کو کوراہی ہوئے، اس سے عمر مکرم کو کمال، حوصلگی، کاموں کی عمدگی، اور معاملے کے اطوار حاصل ہوئے، اسی لئے اہل اسرہ کی رائے سے امصار ممالک کے لوگوں سے[4] ہمکلامی کے واسطے مامور رہے اور کئی طرح کے معاملے عمدگی سے حل کئے۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد اور عمر مکرم

عمر مکرم کی عمر اٹھارہ اور دس سے اک سال کم کی ہوئی کہ مہر[5] امر الٰہی طلوع ہوا اور وادی

---

[1] حضرت عمر فاروق ؓ اسلام لائے اور مکہ میں اپنے مشرک ماموں عاص بن وائل کی پناہ میں آنے سے انکار کر دیا اور مسلمانوں کے ساتھ علانیہ بیت اللہ میں نماز ادا کی اس کے صلے میں دربار نبوت سے فاروق کا لقب ملا جس کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ (صحابہ کرام انسائکلو پیڈیا ص ۱۳۸) [2] لکھنا پڑھنا [3] معیشت [4] سفارت [5] آفتاب رسالت۔

مکہ ''اللہ احد'' کی لَو[1] سے دمک اٹھی۔

عمر مکرم اس کی سہار سے محروم رہے اور عام لوگوں کی طرح اہل اسلام کے عدو ہو کر دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔[2]

اس کی اک مملوکہ[3] اللہ کے کرم اور اس کی عطا سے اسلام لے آئی، عمر مکرم کو معلوم ہوا۔ اس مملوکہ صالحہ کو اس طرح کی مار ماری کہ وہ ادھ موئی ہوگئی اور عمر مکرم ہی کی مار سے وہ اعمیٰ[3] ہوگئی، مکے کے سردار اس سے مسرور ہوئے اور کہا کہ ہمارے الٰہوں کے حکم سے وہ اعمیٰ ہوگئی ہے، اس مملوکہ صالحہ کو اس کلام سے ملال ہوا اور کہا کہ مٹی کے الٰہ مکے والوں سے سوا لاعلم رہے۔ اللہ کا حکم ہمارے لئے اسی طرح ہوا، اللہ سارے امور کا مالک ہے، اگر اس کا حکم ہو وہ اس مملوکہ کو دم کے دم عام لوگوں کی طرح اس روگ سے دور کردے، اللہ کے کرم کی اک لہر آئی اور وہ مملوکہ اس کے حکم سے معمول کی طرح ہوگئی۔[4]

اسی طرح دوسرے اہل اسلام کو دکھ دے کر مسرور ہوئے، مگر اس سے محروم رہے کہ کسی مسلم کو راہ ھدیٰ سے دور کرے۔

سسر رسول عمر مکرم کا اسلام[5]

ادھر ہادی اکرمؐ اور سارے ہمدم اعلائے کلمہ اسلام کے لئے ہر طرح ساعی رہے، ادھر لوگوں کے دل اسلام کے لئے ہموار ہوئے، ادھر مکے والوں کے دل حسد و ہوس کی آگ سے دھک اٹھے۔

علماء سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ اللہ سے دعا گو ہوئے کہ اے اللہ! عمر[1] اور عمرو[6]، ہر دو

---

[1] روشنی (سیر الصحابہ، ج ص ۹۷) [2] حضرت زنیرہؓ حضرت عمرؓ کی کنیز تھیں ان کی مار سے اندھی ہوگئی تھیں [3] اعمیٰ، اندھی۔ [4] بعض روایتوں میں اس باندھی کا نام بینہ ہے۔ (ہادی عالم، ص ۹۷ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ، ج ۱، ص ۱۷۳)
[5] حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام کا پورا واقعہ اور حوالے ہادی عالم سے منقول ہیں۔ حضرت عمر فاروق ہجرت حبشہ اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان اسلام لائے (سیرت المصطفیٰ ص ۱۶۱) [6] عمر فاروقؓ [7] عمرو بن ہشام (ابوجہل)

سرداروں سے کسی اک کو اسلام کا حامی کردے اور اس سے اسلام کی مدد کر[1]۔ (رواہ احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی سے معلوم ہوا کہ عمرو اسلام سے محروم رہے گا، اس لئے ہمدم مکرم عمر کے لئے دعا دی کہ اے اللہ! عمر سے اسلام کی مدد کر[2]۔

ادھر صوری طور سے ہمدم رسول عمر کی اسلام سے آمادگی کا حال ہمدم گرامی عمر ہی سے اس طرح مروی ہے:

> ''عمرو کا اہل مکہ سے وعدہ ہوا کہ اگر کوئی محمدؐ کو مار ڈالے اس کو سو سواری عطا کروں گا۔'' عمر اس سے ملے اور اس وعدے کا حال اس سے معلوم کر کے گھر سے مسلح ہو کر اس ارادے سے گھر رواں ہوئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو مار کر اموال حاصل کرے راہ کے اک محل آئے کہ وہاں اک گائے کھڑی ہے اور لوگوں کا ارادہ ہے کہ اس کو کاٹ کر مسرور ہوں۔ عمر وہاں آکر کھڑے ہوئے معاً اس گائے سے صدا آئی:
>
> لوگو! اک امر کامگار ہے، عالی کلام والا اک مرد ہے اور صدا دے رہا ہے کہ گواہ رہو کہ اللہ واحد ہے اور محمدؐ اس کا رسول ہے[3]۔
>
> عمرؓ گرامی کو محسوس ہوا کہ وہ صدا عمر ہی کو دی گئی ہے اور اس صدا کا روئے کلام اسی کے لئے ہے، مگر عمر اسی ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کے لئے رواں رہے۔ اک آدمی[4] ملا اور کہا: اے عمر! کہاں کا ارادہ

---

[1] سیرت مصطفیٰ ج ا ص ۱۹۵۔ [2] سنن ابن ماجہ کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں دعا کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں اللھم ایدالاسلام بعمربن الخطاب حاصة (اے اللہ خاص عمر بن خطاب سے اسلام کو قوت دے) (ص ۱۹۵)

[3] اس بچھڑے سے یہ آواز آئی یاآل ذریع امر نجیع رحل یصح بلسان فصیح یدعوا الی شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله. (اے آل ذریح ایک کامیاب امر ہے ایک مرد ہے جو فصیح زبان کے ساتھ صدا دے رہا ہے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت کے لئے پکار رہا ہے (سیرت مصطفیٰ بحوالہ فتح الباری ص ۱۹۶)

[4] نعیم بن عبداللہ نحام ہے۔

ہے؟اس سے دل کاارادہ کہا: محمد کو مار کر ہی لوٹوں گا۔ وہ آدمی آگے ہوااور کہا:" اول والد کے داماداوراس کے گھر والوں کا حال معلوم کر وہ وہ اسلام لے آئے۔"

اس اطلاع سے عمر کھول اٹھے اور اسلحہ لے کر وہاں آئے ،اس گھر آ کر کلام الٰہی کی سحر کار صدا دل سے ٹکرائی، مگر وہ آگے آئے اور والد کے داماد اور اس کی گھر والی کو اس طرح مارا کہ وہ لہولہو ہو گئے ،مگر وہ اللہ والے اس کے آگے مار کھا کر ڈٹے رہے اور کہا: اے عمر! ہمارا کوئی حال کرو! ہم اسلام لے آئے اور اللہ کے کرم سے گمراہی سے دور ہوئے۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا: وہ کلام ہمارے آگے دہراؤ! اللہ کا کلام مسموع[۱] ہوا، دل کی گرہ کھلی گمراہی اور لاعلمی کی کالی گھٹا دل سے ہٹی، اک سرمدی سرور طاری ہوا اور کہا: وہ کلام ہر کلام سے اعلیٰ واکرم ہے"۔[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک اور ہمدم[۳] وہاں عمر مکرم کے ڈر سے لگے رہے آگے آئے اور کہا:

"اے عمر! مسرور ہو کہ ہادی اکرمؐ کی دعا کامگار ہوئی"۔

عمر مکرم کا اصرار ہوا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کی راہ دکھاؤ اور ہمارے ہمراہ آؤ!

۱؎ آپ کی بہن فاطمہؓ نے قرآن کے اجزا سامنے لا کر رکھ دیئے اٹھا کر دیکھا تو یہ سورت تھی سبح لله مافی السموات والارض و هو العزیر الحکیم (حدید) زمین وآسمان میں جو کچھ ہے سب خدا کی تسبیح پڑھتے ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے امنوا باللہ ورسولہ (خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) تو بے اختیار پکار اٹھے اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدرسول الله ۔(سیر الصحابہ، ج ا،ص ۹۹) ۲؎ قرآن کریم کی آیات سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا مااحسن هذاالکلام واکرمه کیا ہی اچھا اور بزرگ کلام ہے (سیرت مصطفیٰ ص ۱۹۷) ۳؎ اس وقت حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کی بہن اور بہنوئی کو تعلیم دے رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسد وسلم کے وہ ہمدم، عمر مکرم کو لے کر سوئے دار کوہ آئے اور وہاں در کھٹکھٹ کے کھڑے ہوئے، اس لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسدہ وسلم وہاں عم ہمدم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ رہے، عم ہمدم کو معلوم ہوا کہ عمر در کے ادھر کھڑا ہے۔ کہا.

''اگر عمر اصلاح کے ارادے سے آرہا ہے، ہم سے عمدہ سلوک حاصل کرلے گا اور اگر اس کا کوئی اور ارادہ ہے، اسی کی حسام[1] سے اس کو ہلاک کروں گا''۔

عمر مکرم راوی ہوئے:

''رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے گھر کا در کھلا، دو ہمدم اس کے لئے آگے آئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے الگ رہو اور کہا. اے عمر! اسلام لے آؤ اور دعا کی کہ ''**اللّٰھم اھدہ**''[2] اے اللہ! اس کو راہ ھدیٰ عطا کر''!

عمر مکرم آگے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اسی ارادے سے اس گھر کو راہی ہوا ہوں اور کلمہ اسلام کہہ کر رسول اکرمؐ کے حامی ہوئے ہادی اکرمؐ کمال مسرور ہوئے اور ''اللہ احد'' کی صدا لگا گئی۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل اسلام کو کمال حوصلہ ہوا۔ عمر مکرم اٹھے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! سارے اہل اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے حرم آؤ کہ اللہ کا گھر صدائے لا الٰہ الا اللہ سے معمور ہو''۔[3]

عمر مکرم اہل اسلام کو لے کر حرم آئے اور مکے کے گمراہوں سے کہا: اے لوگو! گواہ رہو کہ عمر کو راہ ھدیٰ مل گئی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا حامی ہوا ہے۔ اہل اسلام کھلم کھلا حرم

---

[1] حسام عربی میں تلوار کو کہتے ہیں (المنجد) [2] سیرت ابن ہشام کے حوالے سے سیرت مصطفیٰ میں یہی الفاظ نقل کئے گئے ہیں۔ [3] اس وقت تک مسلمان دار ارقم میں ہی چھپ کر عبادت کرتے تھے، حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد وہ علی الاعلان حرم شریف آکر عبادت کرنے لگے۔

آ کر محو حمد الٰہی ہوں گے اگر کسی کو حوصلہ ہو آ گے آ ئے۔

الحاصل اس طرح عمر مکرم کے واسطے سے اہل اسلام کے لئے حرم الٰہی کا در کھلا اور وہ کھلم کھلا وہاں آ کر اللہ کے آ گے سر ٹکا کر او ر دار اللہ کا دور[1] کر کے مسرور ہو ئے۔

علما ء سے مروی ہے کہ عمر مکرم اسلام لا ئے، عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ اول کسی اس طرح کے آ دمی کو اطلاع دوں کہ وہ سارے اہل مکہ کو اس امر سے مطلع کر دے، اس لئے ولد معمر کے گھر گئے اور اس سے اسلام کا حال کہا، وہ اسی دم سو ئے حرم دوڑے اور لوگوں کو عمر مکرم کے اسلام کی اطلاع دی[2]۔

عمر مکرم اس کے ہمراہ حرم آ ئے، لوگ اس کے عدو ہو کر حملہ آ ور ہو ئے اور عمر مکرم کو مارا عاص[3] ولد وائل سہمی عمر مکرم کے ماموں کہ اس لمحے راہ ھدیٰ سے محروم رہے۔ وہاں آ ئے لوگوں سے حال معلوم ہوا کہا: لوگو! اس سے الگ رہو! عاص اس کا حامی ہے۔ اس طرح وہ عمر مکرم کو گھر لے آ ئے، مگر عمر مکرم کو کہاں گوارا کہ اک گمراہ اس کا حامی ہو، ماموں کی مدد کو ٹھکرا کر گمراہوں کے آ گے ڈٹ گئے۔

مآل کار اہل اسلام کے ہمراہ دار اللہ گئے اور عماد اسلام ادا کی۔ وہ اول لمحہ ہوا کہ اسلام کو گمراہی سے علو حاصل ہوا، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عمر مکرم کو اک اہم اسم عطا ہوا، اس اسم کی مراد ہے کہ عمر سے اسلام اور گمراہی الگ الگ ہو گئے۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل مکہ کو کمال دکھ ہوا اور وہ آ گے سے سوا اہل اسلام کے عدو ہو ئے، ادھر اہل اسلام کو عمر مکرم کی ہمدمی سے کمال حوصلہ ہوا اور وہ کھل کر عمل اسلام کے لئے ساعی ہو ئے۔

---

[1] طواف۔ [2] یہ روایت ابن سعد کی ہے (جزو ۳، ج اول، ص ۱۹۳، سیر صحابہ، ج ۱، ص ۱۰۶) [3] عاص بن وائل سہمی نے حضرت عمر فاروقؓ کو پناہ دی۔ (سیرت مصطفیٰ، ص ۱۹۸)

وداع مکہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اکرمؑ کے ہمدموں کی مسلسل سائی سے
اردگرد کے لوگوں کو راہ ھدیٰ ملی اور کلمۂ اسلام کے حامی اک اک کر کے سوا ہوئے۔

مکہ کے گمراہوں کے دل حسد اور ہوس کی آگ سے دہک اٹھے، وہ کھلم کھلا اہل اسلام کے عدو ہو کر دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے سائی ہوئے۔ سارے اہل اسلام، اللہ اور اس کے رسول کے دلدادہ رہے اور ہر مسلم کا دل اسلامی دروس سے معمور رہا، اس لئے سارے دکھوں کو سہہ گئے[۱]۔

امروحی کو اک کم آٹھ سال ہوئے کہ عمر مکرم اسلام لائے[۲] اور امروحی کے دس اور سہ سال کو وداع مکہ کا حکم ہوا۔ اس طرح عمر مکرم دو کم آٹھ سال مکہ والوں کی الم رسائی کو سہہ کر اللہ کے آگے کامگار ہوئے۔

اہل اسلام کو وداع مکہ کا حکم ہوا عمر مکرم کا ارادہ ہوا کہ وہ اہل اسلام کے ہمراہ معمورۂ رسول کو راہی ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور وداع مکہ کی رائے لے کے اٹھے اور مسلح ہو کر گمراہوں کے آگے سے ہو کر داراللہ آئے، داراللہ کے دور کی ادائےگی کی اور عماداسلام ادا کر کے گمراہوں کے سرداروں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

''او کالے موں والو! اگر کسی کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اس کے روئے
اور اس کی گھر والی اس کو کھوئے اور اس کی اولاد اس کے سائے سے محروم
ہو، وہ آگے آئے اور عمر کو وداع مکہ سے روکے۔

سارے گمراہ اس حوصلے سے محروم رہے کہ وہ عمر مکرم کو روک کر مسرور ہوں۔

عمر مکرم ادھر سے راہی ہو کر عوالی[۳] آئے (کمار واہ مسلم) اور اک مددگار[۴] کے گھر آ کر

---

[۱] اگران بلاکشان اسلام میں غیر معمولی جوش ثبات اور وارفتگی کا مادہ نہ ہوتا تو ایمان پر ثابت قدم رہنا غیر ممکن تھا (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۶) [۲] حضرت عمر فارقؓ [۶] نبوی میں اسلام لائے اور [۱۳] نبوی میں ہجرت ہوئی (ایضاً)
[۳] قباء اس کا دوسرا نام عوالی ہے۔ [۴] رفاعہ بن عبدالمنذر۔

ٹھہرے عمرِ مکرم کے آ گے کئی ہمدم وداع مکہ کر کے معمورۂ رسولؐ اور سارے لوگوں کو رواں کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم مکرم، حاکمِ اسلام وداع مکہ کر کے معمورۂ رسول آئے۔[1]

معاہدۂ ہمدردی

رسول اللہؐ کے ہمدوں کے سارے اموال واملاک مکہ مکرمہ ہی رہ گئے، اس لئے مالی طور سے سارے ہمدوں کا حال گراں ہوا، اس لئے رسول اللہؐ کی رائے ہوئی کہ ہر مددگار اک ہمدم کو گھر لے آئے اور اس سے والد کے لڑکے کی طرح کا عمدہ سلوک کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگار، رسول اکرمؐ کے حکم سلوک سے کمال مسرور ہوئے اور ہمدوں کے لئے دلوں کے در وا کئے، ہر مددگار کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے اک الم گسار ملا، وہ اس کا ہر طرح سے ہمدرد اور دلدادہ ہوا۔[2]

عمرِ مکرم کا معاہدہ عمدہ سلوک اسرۂ اولاد سالم کے سردار ولد مالک[3] سے ہوا۔

صدائے عماد اسلام کے لئے عمرِ مکرم کی رائے

معمورۂ رسولؐ کا اسلام مکہ کی طرح دکھوں اور آلام سے دور رہا، اہل اسلام کھلم کھلا احکام اسلام کی راہ کے راہرو ہوئے اک اک کر کے اللہ والوں کا گروہ سوا ہوا اور لوگ معمورۂ رسول آ آ کر دور دور کے محلوں کو معمور کر کے رہے، اس لئے مسئلہ کھڑا ہوا کہ کس طرح اہل اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ہو؟

رسول اللہؐ کا حکم ہوا کہ لوگو! ہم کو رائے دو کہ کس طرح سارے اہل اسلام کو عماد اسلام کی اطلاع ملے؟ کسی کی رائے ہوئی کہ آگ سلگا کر اطلاع کرو۔ کسی کی رائے ہوئی کہ ڈھول کوٹ کر۔

عمرِ مکرم کی رائے ہوئی کہ اک آدمی کھڑا ہو کر عماد اسلام کے واسطے صدا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس رائے سے مسرور ہوئے، اک ہمدم[4] کو حکم ہوا کہ کھڑے ہو کر صدائے

---

[1] عقد مواخات [2] ہادی عالم ص ۱۵۹ [3] حضرت عتبہ بن مالک، (سیر الصحابہ ج ا ص ۱۰۷) [4] حضرت بلال حبشیؓ

عمدا سلام کہے!

اس طرح اسلام کا اک اہم کام عمر مکرم کی رائے سے طے ہوا کہ اس کی صدا سے سارا عالم سدا کے لئے دمکے گا۔[1]

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آکر اہل اسلام کے اعدائے اسلام سے کئی معرکے ہوئے، عمر مکرم ہر ہر معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معرکہ[2] اول اور عمر مکرم

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے سارے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوئے، معرکہ اول کے واسطے رائے لی گئی۔

اول ہمدم مکرم کا عمدہ اور حوصلہ ور کلام ہوا، ہمدم مکرم کے کلام کی حوصلہ وری کو مسموع کر کے عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہر حکم کے لئے آمادگی کا عہد کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔[3] عمر مکرم اس معرکے کے کمال حوصلہ وری سے لڑے۔

لڑائی کا اک اہم مرحلہ

لڑائی کے اک مرحلے عمر مکرم کا ماموں عاص[4] عمر مکرم سے معرکہ آراء ہوا اور عمر مکرم کی دھاردار حسام سے ہلاک ہو کر واصل دارالآلام ہوا، اس طرح عمر مکرم اسرہ کے گمراہ لوگوں کی ہمدردی سے دور رہے اور اہل عالم کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کو اللہ اور اس کے رسول کا حکم سارے لوگوں سے سوا مکرم ہے۔

مآل کار عسکر اسلام کامگار رہا اور معرکہ اول کے محصوروں اور مال کامگاری لے کر معمورہ رسول لوٹا۔

---

[1] (سیر الصحابہ ج ۱ ص ۱۰۷) [2] غزوہ بدر [3] (ہادی عالم ص ۱۷۰) [4] عاص بن ہشام بن مغیرہ۔

محصوروں کے لئے عمرِ مکرم کی رائے

محصوروں کے واسطے رائے لی گئی، رسولِ اکرمؐ کی رائے ہوئی کہ محصوروں سے عمدہ سلوک کرو! عمرِ مکرم کھڑے ہوئے اور رائے دی:

''اے رسول اللہ! سارے محصوروں کو مار ڈالو'' [۱]

عمرِ مکرم ساری عمر، اللہ اور اس کے رسول کے اعداء کے لئے دھاردار حسام ہو کر رہے، مگر رسولِ اکرمؐ کا دہرا کر کلام ہوا:

''لوگو! اللہ کے حکم سے محصوروں کے امور کے مالک ہوئے ہو، اس لئے سلوک سے کام لو!'' [۲]

عمرِ مکرم دہرا کر کھڑے ہوئے اور وہی رائے دی۔ ہمدمِ مکرم کھڑے ہوئے اور کہا کہ:

''اے رسول اللہ! ہماری رائے ہے کہ محصوروں سے مالِ [۳] رہائی لے کر سارے لوگوں کو رہا کر دو! اللہ سے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر گمراہوں کے آگے ہمارے مددگار رہوں گے۔'' [۴]

رسولِ اکرم کو ہمدمِ مکرم کی رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ محصوروں سے مالِ رہائی لے کر سارے لوگو کو رہا کر دو [۵]

---

۱ تلوار ۲ آنحضرتؐ نے شروع میں فرمایا تھا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے منشاء یہی تھا کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ ۳ زرِ فدیہ۔ ۴ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی یہ رائے اس لئے تھی کہ شاید یہ لوگ کسی وقت اسلام لے آئیں۔ (ہادی عالم، ص ۱۹۵) ۵ قرآن کریم کی آیت کریمہ یہ ہے ماکان لنبی ان یکون اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم (سورہ انفال آیت ۶۷) غیر منقوط اردو میں اس کا صرف مفہوم دیا گیا ہے آیت کریمہ کا اصل ترجمہ یہ ہے کسی نبی کیلئے لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کرے ورز مین میں ان کا خون بہائے، تم دنیا کا مال ومتاع چاہتے ہو اور اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے، اگر اللہ کا نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔ (ترجمہ از سیرت مصطفیٰ ص ۷۰، ۴ ماخوذ از ہادی عالم ص ۱۹۶-۱۹۷)

اس رائے کا اصل مدعی وہ احساس رہا کہ اگر محصور رہا ہو گئے آس ہے کہ وہ اسلام لا کر اہل اسلام کے حامی ہوں گے اس طرح اسلام کے کام کو سہارا لگے گا۔

اللہ مالک الملک کا دھمکی والا کلام

مگر اس عمل سے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس سے اللہ کا مدعی دوسرا ہی معلوم ہوا۔ کلام الٰہی کا ماحاصل اس طرح ہے۔

''کسی رسول کے لئے وہ امر گوارا کہاں کہ لوگ اس کے لئے محصور ہوں (گوارا ہے کہ) سارے محصوروں کو مار ڈالے، مگر لوگ اس عالم مادی کے مال واملاک کے لئے آمادہ ہو گئے اور اللہ اس عالم سرمدی کا ارادہ کر رہا ہے اور اللہ حاوی اور حکم والا ہے، اس مال سے کہ وصول ہوا اللہ کے دکھ اور الم کے حصہ دار ہوئے، مگر اللہ کا لکھا ہوا امر آڑے آ کر رہا۔''[1]

دراصل اس دھمکی والے کلام کے رو سے کلام کے مورد وہ لوگ ہوئے کہ اس عالم مادی کے مصالح کے لئے مال رہائی کی وصولی کے لئے عامل ہوئے، علماء کی رائے ہے معدود لوگ اس طرح کے رہے ہوں گے کہ حصول مال کا ارادہ کر کے اس رائے کے عامل ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ عمر مکرم کی رائے مدعا الٰہی سے ملی ہوئی رہی۔[2]

معمورۂ رسول کے اسرائلی گروہ سے معرکہ

معرکہ اول کے آگے معمورۂ رسول کے اک اسرائلی گروہ[3] سے معرکہ ہوا اور دوسرے کئی معرکے ہوئے، عمر مکرم ہر ہر معرکے سرگرم عمل رہے۔[4]

---

[1] (ہادی عالم) [2] (ایضاً) [3] بنوقینقاع۔ [4] جیسے غزوہ سویق وغیرہ۔ (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۱۰۹)

معرکۂ احد اور عمر مکرم

ودا عِ مکہ کے سال سوم ماہ صوم سے اگلے ماہ[1] معرکۂ احد ہوا[2]

اعدائے اسلام اور اہل اسلام اک دوسرے کے آگے آکر لڑائی کے لئے آماد ہوئے،
ادھر اعدائے اسلام کا دس دس سو کے سہ گروہ[3] کا اک کمال مسلح عسکر طرار اور ادھر اہل اسلام کا سو[4]
کم آٹھ سو کا محدود و معدود، کم عدد و کم مسلح عسکر۔[5]

ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ کر حملہ آور ہوئے، معرکہ گرم ہوا، سارے ہی
اہل اسلام اللہ اور اس کے رسول کے لئے دل کھول کر لڑے، مگر علی کرمہ اللہ، عم اسد اللہ[6]، اور عمر مکرم
اس طرح دلاوری اور حوصلہ وری سے لڑے کہ عسکر اعداء کے دل دھڑک اٹھے اور اہل اسلام لئے
کامگاری کا در کھلا، اس گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہلِ اسلام کی وہ کامگاری ادھوری رہ گئی۔
ادھر اہلِ اسلام کا مسلح رسالہ گھاٹی سے ہٹ کر الگ ہوا، ادھر مکہ کا اک سردار[7] کہ لڑائی
اور اس کے اطوار کا ماہر رہا، سو لوگوں کو ہمراہ لے کر گھوم کر اس گھاٹی کے آگے آکر حملہ آور ہوا۔
گمراہوں کے عسکر کو اس حال کی اطلاع ملی وہ حوصلہ کر کے اکٹھے ہوئے اور گمراہوں
کے دوسرے علمدار عکرمہ کے ہمراہ ہو کر اہل اسلام کے عسکر کے لئے حملہ آور ہوئے۔
اہل اسلام کو اک دھکا سا لگا، وہ ہر دو راہ سے اعداء اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر
اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا۔

گمراہوں کے حملے سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ڈاڑھ ٹوٹ کر گری
اور لوہے کی کلاہ کے دو کڑے روئے مسعود کو گھس گئے، رسول اکرمؐ اس حملے سے لڑکھڑا کر اک

---

[1] سات شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ [2] (سیر الصحابہ ج ص ۱۰۹) [3] قریش کی تعداد تین ہزار تھی
دو سو سوار اور سات سو زرہ پوش۔ [4] غازیانِ اسلام کی کل تعداد صرف سات سو تھی، جس میں سو زرہ پوش
اور دو سو سوار تھے۔ [5] (حوالہ بالا) [6] حضرت امیر حمزہؓ۔ [7] خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔

گڑھے گر گئے[1]

لڑائی کی گہما گہمی کم ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے اک گروہ کے ہمراہ کوہ احد گئے ،اعدائے اسلام اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ حملہ کے ارادے سے آگے آئے ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو روکو!

اسی لمحے عمر مکرم اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر آگے آئے اور اعدائے اسلام سے معرکہ آراء ہو کر اعداء کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے دور رکھا[3]

مآل کار اللہ والوں کا گروہ مار دھاڑ کر کے اکٹھا ہوا اور رسول اکرمؐ کے گرد آ کر اعداء سے معرکہ آراء ہوا۔

گمراہوں کو احساس ہوا کہ عسکر اسلامی اکٹھا ہو کر معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہے اور اللہ والوں کا ہر آدمی معرکہ آرائی کے ولولے سے معمور ہے، وہ حوصلہ ہار گئے اور معرکہ گاہ سے سمٹ کر الگ ہو گئے۔

رسول اکرمؐ کے دلدادہ ہمدم و مددگار اللہ کے رسول کو لے کر احد کی اک کھوہ آ گئے کہ وہاں اللہ کا رسول آرام کرے۔

گمراہوں کا سردار ادھر آ کر کھڑا ہوا اور صدا لگائی:

''محمد سالم[4] ہے''؟

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ رد کلام سے رکے رہو!

اسی طرح دہرا کر صدا لگائی ،مگر رسول اکرمؐ کے سارے ہمدم و مددگار کلام سے رکے رہے۔

---

[1] (ہادی عالم ص ۲۲۵) [2] آپؐ نے خالد بن ولید کو ایک دستے کے ہمراہ ادھر بڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ خدایا یہ لوگ یہاں تک نہ آنے پائیں۔ [3] حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین و انصار کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان لوگوں کو ہٹایا۔ (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۱۰۹) [4] ابوسفیان نے آواز لگائی افی القوم محمد (کیا تم لوگوں میں محمد زندہ ہیں؟) آپؐ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے (ہادی عالم ص ۲۲۶)

وہ سردار آگے ہوا اور صدا لگائی:

''ہمدم مکرم سالم ہے''؟

اس کلمے کو دہرا کر اس طرح صدا لگائی، مگر ردکلام سے محروم رہا۔

صدا لگائی:

''عمر سالم ہے''؟

مگر حکم رسول سے سارے ہمدم ردکلام سے رکے رہے۔

وہ سردار کمال مسرور ہوا اور کہا سارے ہلاک[1] ہوگئے! عمر مکرم کو اس کی سہار کہاں کہ وہ اللہ کے رسول کے لئے اس طرح کا کلام مسموع کر کے ردکلام سے رکا رہے؟ صدا لگائی:

''واللہ! محمد سالم ہے کہ اس کے واسطے سے اللہ گمراہوں کے سردار کو دکھ والم دے گا''۔[2]

گمراہوں کا سردار آگے ہوا اور مٹی کے الہ کا اسم لے کر صدا لگائی:

''او مٹی کے الہ عالی[3] ہو''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا عمر مکرم سے کلام ہوا کہ اس سے کہو:

''اللہ اعلیٰ و عالی ہے[4]''

سردار کی صدا آئی:

---

[1] ابوسفین کو جب کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا اماھو لاء فقدقتلوا (بے شک وہ سارے لوگ قتل ہوگئے) حضرت عمرؓ اس کی تاب نہ لا سکے فرمایا ''کذبت و اللہ یاعدو اللہ ابقی اللہ علیک مایحزنک (اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے جھوٹ بولا تیرے رنج وغم کا سامان اللہ نے باقی رکھا ہے۔ [2] (حوالہ بالا) [3] ابوسفیان حضرت عمر فاروقؓ کا جواب سن کر متعجب ہوا اور فخریہ لہجے میں کہنے لگا اعل ھبل. اعل ھبل ہبل بلند وبالا ہے۔ ''ہبل'' بت کا نام تھا۔ (تاریخ اسلام، ص ۱۶۵، سیر صحابہ، ج ۱، ص ۱۱۰) [4] رسول اللہؐ کے حکم سے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا اللہ اعلی و اجل (خدا بلند و برتر ہے)

''اکرام[1] والامٹی کاالہ ہماراہی ہے گروہ اسلام اس سے عاری ہے''

عمرمکرم کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ردکلام ہوا:

''اللہ[2] ہماراولی ہے گمراہوں کا ولی کہاں''؟

الحاصل سردار سے اسی طرح کامکالمہ ہوااور رمّال کا سردار آگے ہوااور کہا اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں دوسری لڑائی کا وعدہ ہے۔

عمرمکرم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس سے کہہ دو کہ وعدہ رہا ہم اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں آکر معرکہ آراء ہوں گے۔

عمرمکرم کے لئے اک اہم اکرام

وداعِ مکہ کے سالِ سوم، عمرمکرم کی لڑکی[3] سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی عروسی کا معاملہ ہوااور وہ مسلموں کی ماں اور رسول اکرم کی عروس ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر آئی، اس طرح عمرمکرم کو اک اور اکرام ملا کہ وہ رسول اکرمؐ کے سسر ہوئے[4]

دوسرے اسرائلی[5] گروہ سے معرکہ

اک دوسرے اسرائلی گروہ سے سوئے عہدی ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم

---

[1] اس کے جواب میں ابوسفیان بولا: لنا عزی ولا عزی لکم. (عزیٰ بت ہمارا ہے تمہارا نہیں) [2] عمرفاروقؓ نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا۔ اللہ مولنا ولا مولی لکم (اللہ ہماراولی ہے تمہارا نہیں)، ابوسفیان نے کہا کہ یہ لڑائی جنگ بدر کے برابر ہوگئی یعنی ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ حضرت عمرفاروقؓ نے آپؐ کے ارشاد کے موافق جواب دیا کہ نہیں برابر نہیں ہوئی، کیونکہ ہمارے مقتولین جنت میں ہیں اور تمہارے مقتولین دوزخ میں۔ اس کے بعد ابوسفیان خاموش ہوگیا پھر اس نے بلند آواز سے کہا اب ہمارا تمہارا مقابلہ آئندہ سال بدر میں ہوگا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ کہہ دو نعم ھو بیننا وبینکم موعد (اچھا ہم کو یہ وعدہ منظور ہے) تاریخ اسلام ج ا ص ۱۶۵۔ [3] ام المومنین حضرت حفصہؓ کا نکاح ۳ھ کے ماہ شعبان میں آنحضرتؐ سے ہوا۔ حضرت حفصہؓ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ کا انتقال غزوۂ احد سے قبل ہوا تھا اور ان کی موت کا سبب وہ زخم تھے جو انہیں غزوہ بدر میں آئے تھے (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۶۰) [4] (ہادی عالم ص ۲۳۲) [5] غزوہ بنونضیر۔

کے حکم سے اس گروہ کے سارے لوگ معمورہ رسول سے دور کیئے گئے، عمر مکرم ہر ہر گام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

معرکہ موعد[1] اور عمر مکرم کا کردار

معرکہ احد کو اک سال مکمل ہوا، مکے والوں کا سردار آمادہ ہوا کہ لڑائی کے اس وعدے کا معاملہ کسی طرح لڑائی سے الگ رہ کر ہی طے ہو، اس لئے وہ اک دوسرے گروہ کے سردار ولد مسعود[2] سے ملا اور کہا کہ اک کام کرو معمورہ رسولؐ کے لئے راہی ہو اور وہاں رہ کر ہمارے اسلحہ اور ہمارے عدد کا حال ہر آدمی سے اس طرح کہو کہ سارے لوگوں کے دلوں کو ہمارا ڈر طاری ہوا اور وہ ڈر کر معرکہ آرائی کے ارادے سے الگ ہوں، سردار مکہ کا وعدہ ہوا کہ وہ اس کے صلے اس کو اموال دے کر مسرور کرے گا۔

وہ سردار اس کام کے لئے معمورۂ رسول کے لئے راہی ہوا اور وہاں آ کر لوگوں سے طرح طرح کے احوال کہہ کہ رائے دی کہ اس سال مکے والوں سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور رہو!

اس سے لوگوں کو معمولی ڈر و ہراس ہو، اگر معاً ہی اللہ کی امداد کے احساس سے دل معمور ہوا اور کہا:

> ''اللہ ہمارے امور کا مالک ہے اور وہی سارے مددگاروں سے سوا ہمارا مددگار ہے۔''[3]

---

[1] غزوہ احد سے واپسی پر ابو سفیان یہ کہہ کر گیا تھا کہ اگلے سال مقام بدر میں جنگ ہوگی اور مسلمانوں نے منظور کر لیا تھا، اس لئے غزوہ کا نام غزوہ بدر موعد، غزوہ بدر ثانی غزوہ بدر صغری اور غزوہ بدر اخری مشہور ہے۔ (تاریخ اسلام ص ۱۷۴، ج ۱) [2] نعیم بن مسعود اشجعی۔ (ہادی عالم، ص ۲۵۴) [3] نعیم بن مسعود الاشجعی مدینہ منورہ آ کر رہا اور وہاں رہ کر لوگوں میں مکہ والوں کی طاقت وشوکت کا خوب چرچا کیا مگر مسلمانوں کے دل اور پکے ہو گئے اور اللہ پر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہہ کر اس غزوے کیلئے تیار ہو گئے۔ قرآن کریم کی اس بارے آیت نازل ہوئیں جن میں صحابہ کرام کی مدح اور جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کیلئے وعید آئی ہے۔ (ہادی عالم، ص ۲۵۵ بحوالہ سیرت مصطفی، ج ۱، ص ۶۲۱)

ہمدم گرامی عمر، رسول اکرمؐ کے آگے آئے اور اطلاع دی کہ لوگ مکہ والوں کے احوال معلوم کرکے اس طرح ہراساں ہوگئے۔؟ رسول اکرمؐ اٹھے اور کہا کہ کوئی حال ہو، اللہ کا رسول اس معرکے کے لئے لامحالہ راہی ہوگا۔ رسول اکرمؐ اہل اسلام کو لے کر معرکے کے واسطے راہی ہوئے، مگر گمراہ حوصلہ ہار کر گھروں کو لوٹ گئے، اس طرح اللہ کے رسول کا وعدہ مکمل ہوا کہ ہم اگلے سال معرکہ آرائی کے لئے راہی ہوں اور مکے والے اس وعدے سے روگرداں ہوگئے۔[1]

گمراہوں[2] سے اک معرکہ اور عمر مکرم

اس معرکے عسکر اسلامی کے دو علم ہوئے اک ہمدموں کا علم اور دوسرا مددگاروں کا۔ ہمدموں کے علمدار، ہمدم مکرم ہوئے اور مددگاروں کا علم، مددگار رسول، سعدؓ[3] کو ملا، عسکر اسلام کے وسطی حصے کی سرداری عمر مکرم کو ملی۔

راہ کے اک مرحلے آکر گمراہوں کا اک آدمی ملا کہ عسکر اسلام کے احوال کے حصول کے لئے وہاں سے راہی ہوا، عمر مکرم اس کو محصور کرکے لائے، اس سے عسکر اعداء کے اہم احوال معلوم کرکے اس کا مارڈالا، اس سے سارے اعداء ہراساں ہوگئے۔ اسی معرکے عمر مکرم مامور رہے کہ معرکے کی گہما گہمی کے لمحے صدا لگائے کہ ہر وہ آدمی کہ وہ کلمہ اسلام کہہ دے گا وہ ہلاکی سے دور رہے گا۔[4]

مکاروں کے سردار کی مکروہ کلامی اور عمر مکرم

عسکر اسلام کامگار ہوکر معمورۂ رسول لوٹا، راہ کے اک مرحلے اک ہمدم اور مددگار کی ماءطاہر کے کسی مسئلے کے لئے لڑائی ہوگئی، مکاروں کا سردار اس لڑائی سے کمال مسرور ہوا اور لڑائی کو ہوا دی اور کہا:

---

[1] (ہادی عالم) [2] غزوہ مصطلق، اس کو غزوہ مریسع بھی کہتے ہیں۔ مصطلق بنی خزاعہ کے ایک شخص کا لقب تھا۔ (حوالہ بالا) [3] حضرت سعد بن عاذ۔ [4] (سیرت خلفائے راشدین، ص ۹۹)

''سارے ہمدم ہمارے حاکم ہوگئے'' اور مکروہ کلامی کی[1] اس کی مکروہ کلام کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا[2]، رسول اکرمؐ کو اس کے مکروہ کلام کی اطلاع ہوئی، عمر مکرم اٹھے اور کہا:

''اے رسول اللہ! اگر حکم ہوا اس مکار کو مار ڈالوں؟ حکم ہوا کہ اس ارادے سے دور رہو۔

مکاروں کی عروس مطہرہ کے لئے اک مکروہ کاروائی اور عمر مکرم کی رائے

راہ کے اک مرحلے اک اور معاملہ ہوا کہ مکاروں کا گروہ عروس مطہرہ کی رسوائی اور سوء کردار کے لئے طرح طرح کی مکروہ کلامی کر کے ساعی ہوا کہ کسی طرح اہل اسلام کو رسوا کرے، رسول اکرمؐ کو اس سے دلی دکھ ہوا، اس لمحے عمر مکرم علی کرمہ اللہ اور ہمدم اسامہ سے رسول اللہؐ کو دلاسہ ملا اور سارے لوگ ہم رائے ہوئے کہ عروس مطہرہ اس مکروہ امر سے دور ہے اور وہ ہر طرح طاہر و مطہر ہے[3]۔

کھائی والا[4] معرکہ اور عمر مکرم

کھائی والا معرکہ اسلامی معرکوں کا اک اہم معرکہ ہوا، عمر مکرم اس معرکے کے اک اہم حصے کے سالار ہوئے، اس لئے اس محل اک اللہ کے گھر کی معماری کی گئی اور وہ اللہ کا گھر عمر مکرم کے اسم سے موسوم ہے[5]۔

معاہدۂ صلح اور عمر مکرم

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے اور اس سال کا دسواں ماہ ہوا[6] رسول اکرم صلی اللہ علی

---

[1] عبد اللہ بن ابی بن سلول نے کہا خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا [2] قرآن کریم میں ارشاد ہوا لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها الاذل. (سیرت خلفائے راشدین، ص ۹۰) [3] تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گواہی دی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہر برائی سے پاک ہیں۔ (ہادی عالم ص ۲۶۷ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ج ۲ ص ۶۱) [4] غزوۂ خندق۔ [5] (سیرت خلفائے راشدین، ص ۹۹، سیر الصحابہ، ج ص ۱۱۰) [6] صلح حدیبیہ۔ [6] آنحضرتؐ یکم ذی قعدہ ۶ھ کو مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (ہادی عالم، ص ۲۹۱)

کل رسد وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے اور اس امر کو محسوس کر کے کہ گمراہوں کو لگے گا کہ گروہ اسلام لڑائی کے ارادے سے آ رہا ہے، رسول اکرمؐ کا اہل اسلام کو حکم ہوا کہ اسلحہ رکھ کر راہی ہوں!

راہ کے اک مرحلے عمر مکرم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور کہا اے رسول اللہ! گروہ اسلام سوئے اعداء راہی ہوا ہے، کس طرح گوارا ہو کہ اسلحہ رکھ کر راہی ہو؟ ہماری رائے ہے کہ اسلحہ اٹھا کر راہی ہوں۔

رسول اکرمؐ اس رائے سے مسرور ہوئے اور حکم ہوا کہ معمورۂ رسول سے اسلحہ اٹھالاؤ![1]

راہ کے اک مرحلے آ کر رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر طرح لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہل اسلام کو مکے سے دور ہی روک کر معرکہ آراء ہوں گے، مگر رسول اکرمؐ کا ارادہ لڑائی سے دوری کا ہی رہا، اس لئے داماد رسول، اسلامؓ کے حاکم سوم[2] کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں! وہ مکہ مکرمہ گئے اور ادھر ہی روک لئے گئے۔

اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے، اس اطلاع سے رسول اکرمؐ کو کمال دکھ ہوا اور کہا کہ ہر آدمی ہم سے عہد کرے کہ وہ اللہ کے رسول کے ہمراہ اعدائے اسلام سے ڈٹ کر لڑے گا!

رسول اکرمؐ کے اس حکم کو مسموع کر کے دوسو کم سولہ سو اہل اسلام کا اسی دم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عہد ہوا، اسی عہد کے واسطے اللہ کا کلام وارد ہوا۔

عمر مکرم اول ہی سے لڑائی کے لئے آمادہ رہے، اطلاع ملی کہ لوگوں کا رسول اکرمؐ سے عہد ہو رہا ہے آگے آئے اور رسول اکرمؐ سے لڑائی کے واسطے عہد کر کے مسرور ہوئے۔

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۱) [2] حضرت عثمانؓ۔ (ہادی عالم ص ۲۹۸)

مکہ والوں کے کئی سردار آئے اور رسول اکرمؐ سے مکالمے کر کے لوٹ گئے۔

مآل کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ولدعمر سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا صلح کے امور کے لئے مکالمہ و معاہدہ ہوا۔

معاہدہ صلح کے طے کردہ امور سے اک امر کمال کڑا رہا کہ " اگر کوئی آدمی مکے والوں سے رہا ہو کر اور اسلام لا کر معمورۂ رسول آئے گا، وہ معاہدہ کی رو سے مکے والوں کے حوالے ہوگا اور اگر کوئی مسلم معمورۂ رسول سے راہی ہو کر مکہ مکرمہ آئے گا، وہ مکے والوں ہی کے ہمراہ رہے گے۔"

عمر مکرم کو اس امر سے کمال دکھ ہوا۔[1] عمر مکرم رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور کہا کہ " اے رسول اللہ! ہم راہ ھدیٰ کے عامل ہو کر کس لئے اس طرح رسوا ہوں؟ مگر ہادی کاملؐ اٹھے اور کہا: " اللہ کا رسول ہو کر وارد ہوا ہوں، امر محال ہے کہ وعدہ کر کے اس سے ہٹوں۔[2]"

عمر مکرم اٹھ کر مسلم اول، سسر رسول کے آگے آئے اور اس سے اسی طرح کا کلام ہوا۔

---

[1] (ہادی عالم، ص ۳۰۲) [2] معاہدہ صلح کی دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی رسول اللہؐ کے ہاں چلا جائے تو اس کو قریش کے پاس واپس کر دیا جائے گا، لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی شخص قریش کے ہاتھ آجائے تو ان کو واپس نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ عمر فاروقؓ کی غیور طبیعت اس شرط سے نہایت مضطرب ہوئی اور خود دربار رسالت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو باطل سے اس قدر دب کر کیوں صلح کرتے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے بھی اسی طرح کی گفتگو کی، انہوں بھی یہی جواب دیا بعد میں حضرت عمرؓ اپنی گفتگو پر بہت نادم ہوئے اور فرماتے تھے: میں نے بہت روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، خیرات دی، غلام آزاد کئے تا کہ اس گستاخی کا کفارہ ہو جائے یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اچھی بات کی تھی (گستاخی نہ تھی) روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں " مازلت اصوم و اتصدق و اصلی و اعتق من الذی صنعت یومئذ مخافة کلامی الذی تکلمت به حتی اجوت یکون خیراً (سیرت خلفائے راشدین، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۱)

مسلم اول کا عمر مکرم سے اسی طرح کا ردکلام ہوا کہ اس سے اول رسول اکرم ؐ کا ہوا۔

عمر مکرم کو احساس ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اس طرح سے سوال سوئے عملی ہے، اس لئے اس کے صلے عمداً اسلام کی ادائے گی کی ، صائم رہے، کئی مملوکوں کو رہائی دی اور عطاؤ کرم کے درکھولے کہ دل سے صدا آئی کہ وہ سوئے عملی سے دور ہوئے[۱]

معاہدے کے سارے امور مکمل ہوئے ، عمر مکرم مامور ہوئے کہ وہ اس معاہدے کو اسم عمر کی مُہر لگادے۔[۲]

رسول اکرمؐ معمورۂ رسول لوٹے ، راہ کے اک مرحلے آکر رسول اکرمؐ کو اک کامل سورہ[۳] وحی کی گئی۔

ہادی کاملؐ کا عمر مکرم کو حکم ہوا کہ اے عمر! ادھر آؤ! عمر مکرم آگے ہوئے ۔رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے وہ سورہ مسموع ہوئی ، رسول اکرمؐ کا کلام ہوا کہ اس لمحے اس سورہ کی وحی سے بہ کمال مسرور ہوئے۔[۴]

اسرائلی گروہ[۵] سے معرکہ اور عمر مکرم

وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے ، اک اسرائلی گروہ سے معرکہ ہوا، وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا، عسکر اسلام اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا، سارے اعداء اسلام حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو رہے۔

اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم حصار ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔

---

۱ (سیرت خلفائے راشدین ، سیر الصحابہ ، ج ۱، ص ۱۱۱) ۲ حضرت عمرؓ نے بھی اس پر دستخط کئے ۔ ۳ سورۃ الفتح جو کہ اس موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ۴ (سیر الصحابہ ، ج ۱، ص ۱۱۲) ۵ غزوۂ خیبر (ہادی عالم، ص ۳۷۲)

دوسرے حصار کے لئے اک سحر حاکم اول کو علم عطا ہوا، دوسری سحر عمر مکرم عسکر اسلام کے علمدار ہوئے، مگر کامگاری علی کرمہ اللہ ہی کے حملے سے حاصل ہوئی اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہاں کی املاک کے حصے کر کے عسکر اسلام کو دے گئے، اک حصہ عمر مکرم کو عطا ہوا، عمر مکرم کو کمال حاصل ہوا کہ سارے لوگوں سے اول وہ حصہ اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔[2]

معرکۂ مکہ مکرمہ اور عمر مکرم

اہل مکہ معاہدہ صلح سے روگرداں ہوگئے اور مکہ والوں کی مکروہ[3] عملی سے معاہدہ صلح ٹوٹا، اس طرح معرکہ مکہ مکرمہ کی راہ ہموار ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے سارے احوال سے اعداء اسلام کو لاعلم رکھو، مگر اک ہمدم[4] کہ اس کے گھر والے مکہ مکرمہ ہی ٹھہرے رہے، اس کو اس امر کا احساس ہوا کہ اگر وہ اہل مکہ کو اس معرکے کی اطلاع کر دے گا اس کے صلے مکہ والوں کا اس کے گھر والوں سے عمدہ سلوک ہوگا، اس احساس کو لے کر معرکے کی اطلاع کا حامل اک مراسلہ اہل مکہ کے واسطے لکھا اور وہ مراسلہ اہل مکہ کی اک مملوکہ سارہ کو دے کر کہا کہ مکہ والوں کو دے

---

[1] (ہادی عالم) [2] آنحضرت ﷺ نے خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کردی، چنانچہ ایک ٹکڑا ثمغ نامی حضرت عمر فاروقؓ کے حصے میں آیا، انہوں نے اس کو راہ خدا میں وقف کردیا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل آیا (سیر الصحابہ، ج۱،ص ۱۱۲) [3] صلح حدیبیہ میں بنوخزاعہ آنحضرت ﷺ کے اور بنوبکر قریش مکہ کے حلیف بن گئے، صلح نامہ کی رو سے اب وہ ایک دوسرے پر حملہ آور نہیں ہوسکتے تھے، بنوبکر کی نیت بگڑی انہوں نے بنوخزاعہ پر شبخون مارا، قریش مکہ کا فرض تھا کہ وہ اپنے حلیف کو اس سے باز رکھتے، لیکن قریش مکہ نے بنوبکر کو ہتھیار فراہم کئے اور اس کی مدد کی (تاریخ اسلام، ج۱،ص ۲۰۵) [4] حاطب بن ابی بلتعہؓ۔

آ ؤ! مملوکہ سارہ وہ مراسلہ لے کر سوئے مکہ راہی ہوئی، ادھر رسول اکرمؐ کو الہام الٰہی سے سارے معاملے کی اطلاع ہوئی اسی دم علی کرمہ اللہ ولد عوام[1] اور ولد اسود[2] کو حکم ہوا کہ مملوکہ کو مراسلہ کے ہمراہ محصور کر کے لاؤ!

علی کرمہ اللہ ہر دو ہمدم کے ہمراہ دوڑ کر گئے اور راہ کے اک مرحلے[3] اس کو روک کر کھڑے ہو گئے اور مراسلہ کے لئے سوال ہوا کہ کہاں ہے؟ وہ مکر گئی۔

مگر علی کرمہ اللہ کی دھمکی[4] سے ڈر گئی اور وہ مراسلہ اس کے موئے سر سے ملا۔ مراسلہ اور سارہ کو لے کر علی کرمہ اللہ، رسول اکرمؐ کے آگے آئے، رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ محرر مراسلہ کو لاؤ! وہ لائے گئے، رسول اکرمؐ کا اس سے سوال ہوا: کس لئے اس مکروہ عملی کے عامل ہوئے ہو؟

وہ آگے آئے اور کہا: اے رسول اللہ! مری مراد رہی کہ اس اطلاع سے اہل مکہ مسرور ہوں گے اور مرے گھر والوں سے مکے والوں کا عمدہ سلوک ہو گا۔

اس کلام کو مسموع کر کے عمر مکرم کھول اٹھے[4] حسام لے کر آگے آئے اور کہا: اے رسول اللہ! اگر حکم ہو کہ اس مکار کا سر اڑا دوں! رسول اکرمؐ کا کلام ہوا: اے عمر! معلوم ہے کہ وہ معرکہ اول کا مساہم ہے اور معرکہ اول والوں کے لئے کلام الٰہی ہے۔ ''کوئی عمل کرو! دار الآم سے دور ہی رہو گے[5]۔''

رسول اکرمؐ کے حکم سے اس ہمدم کو رہائی ملی[6]۔

---

[1] حضرت زبیر بن عوام۔ [2] مقداد بن اسود۔ [3] روضہ جناح، آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ عورت تمہیں روضہ جناح میں ملے گی ٹھیک اسی مقام پر ملی۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۲۰۷) [4] حضرت علی نے تلوار سونت کر کہا کہ خط دو، ورنہ برہنہ کر کے تلاشی لی جائیگی، اس پر اس نے اپنے جوڑے سے خط نکال کر دیا۔ (حوالہ بالا) [4] حضرت عمر فاروقؓ جو کہ منافقین سے سخت نفرت کرتے تھے حاطبؓ کو منافق سمجھ کر بولے یا رسول اللہ! اجازت دیجئے! میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

[5] آپؐ نے فرمایا کہ حاطبؓ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور خبر بھی ہے کہ اہل بدر کو اللہ نے جھانک کر دیکھا ہے اور ان سے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ [6] (عہد نبوت کے ماہ و سال، ص ۲۵۴، تاریخ اسلام ج ا ص ۲۰۷)

وداع مکہ کو آٹھ سال ہوئے ماہ صوم کی دس[1] کو رسول اکرمؐ کے حکم سے دس[2] دس سو کے دس گروہ اہل اسلام کے اکٹھے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے اور مکہ مکرمہ سے کئی مرحلے ادھر اک وادی[3] کے وسط آ کر رکے۔

مکہ والوں کا سردار، دوسرے سرداروں کے ہمراہ حصول احوال کے لئے مکہ مکرمہ سے راہی ہو کر وادی کے سرے آ کر کھڑا ہوا، رسول اکرمؐ کے ہرکارے اور عسکر اسلامی کی رکھوالی والے ادھر آئے اور سرداروں کو محصور کر کے کھڑے ہوئے، مکے کے سردار کی صدا مسموع کر کے رسول اللہؐ کے عم[4] مکرم ادھر آئے، مکے کا سرادر آگے ہوا اور کہا: اے عم رسول! ہماری رہائی کا کوئی سلسلہ کرو!

عم رسول کا کلام ہوا کہ اے سردار! مرے ہمراہ سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملو!
عم مکرم اس سردار کو سوار کر کے سوئے عسکر رواں ہوئے۔

عمر مکرم عسکر کی رکھوالی کے ارادے سے ادھر آئے اور معلوم ہوا کہ عم مکرم کے ہمراہ سردار مکہ سوار ہے، حسام لے کر اس سردار کے لئے دوڑے اور کہا:

''الحمد للہ مکہ کا سردار ہمارا محصور ہے۔''

عم رسول سواری دوڑا کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے، ادھر عمر مکرم دوڑے ہوئے وہاں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے کہا: اے رسول اللہ! وہ مکے کا سردار ہے! الحمد للہ کسی عہد کے علاوہ ہی ہم کو حاصل ہوا ہے، اس لئے اگر حکم ہو اس کا سر اڑا دوں۔

عم مکرم آگے آئے اور کہا: مکے کے اس سردار سے مرا عہد ہے کہ وہ ہلاکی سے

---

[1] ۸ھ ماہ رمضان المبارک کی دس تاریخ کو آپؐ مدینہ سے نکلے۔ [2] آپؐ کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے۔
[3] وادی مرالظہران۔ (تاریخ اسلام) [4] حضرت عباسؓ۔

دور ہوگا۔

عمر مکرم مصر رہے کہ مکے کی سرداری ہلاکی کا حکم ہو، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا:
اے عمر مکرم! اس سردار کو ہمراہ لے کر آرام گاہ لوٹو! اگلی سحر وہ اسلام لے آئے۔[۱]

اگلی سحر ہوئی رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلامی اس وادی سے رواں ہو! اسلام کا وہ عسکر طرار سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا۔

مکے والوں کا کہاں حوصلہ کہ وہ اس سے معرکہ آراء ہوں، رسول اکرمؐ مکہ مکرمہ کی کامگاری حاصل کر کے سوئے حرم رواں ہوئے، دار اللہ کا دور کر کے دار اللہ کے در کے آگے کھڑے ہوئے اور سارے لوگوں سے ہمکلام ہوئے۔[۲]

اس کلام کو کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمر مکرم کو ہمراہ لے کر اس کوہ آئے کہ وہ کلام الٰہی کی رو سے علم[۳] اللہ کے اسم سے موسوم ہے۔ مردوں کے کئی گروہوں کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے عہد ہوا، مگر ہر مادام کو عہد سے دور رکھا اور اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ عمر مکرم سے عہد کرے۔[۴]

معرکہ وادی واوطاس[۵]

اس معرکے کہ ہمدموں کے گروہ کا اک علم عمر مکرم کو عطا ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ ہمدموں کے گروہ کی سرداری کا اکرام عمر مکرم کو عطا ہوا۔[۶]

اول اول اس معرکے عسکر اسلام، اعداء کے حملوں سے ادھر ادھر ہوا اور رسول اکرمؐ کے ہمراہ کوئی دس آدمی رہ گئے، ہمدم مکرم، ہمدم عمر، علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ اور رسول اللہ صلی اللہ

---

۱ (ہادی عالم، ص: ۳۶۲) ۲ (ایضاً) ۳ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان الصفا والمروة من شعائر الله. (ترجمہ) بے شک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں اللہ کی (ترجمہ شیخ الہند) ۴ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۳) ۵ غزوہ حنین۔

۶ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۱۰۱)

علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم ہادی کامل کے ہمراہ رہے[1] مآل کامگاری اہل اسلام ہی کو حاصل ہوئی۔

معرکہ عسرہ[2]

اس معرکے عمر مکرم گھر کا آدھا مال اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے اور ہر ہر گام رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

اعدائے اسلام لڑائی کے حوصلے سے محروم رہے، رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اسلامی عسکر کے ہمراہ معمورہ رسول لوٹ آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے رحلہ[3] وداع کے لیے عمر مکرم ہادی کاملؐ کے ہمراہ رہے۔

وصالِ رسولؐ اور حالِ عمر

مکہ مکرمہ سے لوٹ کر رسول اکرمؐ معمورہ رسول آئے اور دس سحر محموم رہ کر دارالسلام کو راہی ہوئے۔

عمر مکرم حواس گم کر کے حرم رسول آئے اور لوگوں سے اس طرح ہم کلام ہوئے:

''اگر کوئی کہے گا کہ رسول اکرمؐ راہی ملک عدم ہوگئے، عمر اس کا سر اڑا دے گا''

کسے معلوم کہ عمر مکرم کی اس سے مراد ہو کہ مکاروں کا گروہ ہر طرح کی مکروہ کاروائی سے رکا رہے۔[4]

۱؎ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۱۰۱) ۲؎ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان لا کر رکھ دیا تھا۔ ۳؎ حجۃ الوداع۔ ۴؎ شاید اس میں یہ بھی مصلحت ہو کہ منافقین کو فتنہ پردازی کا موقع نہ ملے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۴)

مگراولا دساعدہ کے محل عالم اسلام کی سرداری کا مسئلہ کھڑا ہوا، عمر مکرم مسلم اول کے ہمراہ وہاں گئے اور کمال عمدگی سے وہ مسئلہ حل کر کے لوٹے اور سارے لوگوں سے اول عمر مکرم کا مسلم اول سے عہد ہوا۔

مسلم اول سوا دو سال اسلام کے حاکم اول رہے، ہر اہم کام کے واسطے حاکم اول کو عمر مکرم کی ہمراہی حاصل رہی، کلام الٰہی اک محل عمر مکرم ہی کی رائے سے اکٹھا ہوا۔

عمر مکرم، اسلام کے دوسرے حاکم

مسلم اول ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے ماہ صوم سے[1] سہ ماہ کم دس دس اور دو کو سوموار کی سحر راہی دار السلام ہوئے اور عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے۔

ملک کسریٰ اور دوسرے ملکوں کی کامگاری

آگے مسطور ہوا کہ ہمدم رسول، حسام اللہ کسکر اور دوسرے حصوں[2] کی کامگاری حاصل کر کے وائل کے سردار کو عسکر اسلام کی سالاری دے کر ملک روم کے واسطے راہی ہوئے، اس لئے ادھر کامگاری کا سلسلہ رکا۔

عمر مکرم حاکم اسلام ہو کر اول ملک کسریٰ کی کامگاری کے واسطے ساعی ہوئے اس لئے کئی سحر اسلامی لڑائی کے واسطے لوگوں سے ہم کلام رہے، مگر لوگ[3] آمادگی سے دور رہے۔

---

[1] ۲۲ جمادی الثانی بروز سوموار سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی۔ [2] بانقیا اور حیرہ ان پر ایران کی حکومت تھی، ان اضلاع کو خالد بن ولیدؓ فتح کر چکے تھے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے مثنیٰ بن حارثہ کو اپنا جانشین کر کے مہم شام کی اعانت کیلئے ان کو شام جانا پڑا تھا، حضرت خالد بن ولیدؓ کا جانا تھا کہ عراق کی فتوحات رک گئیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱ ص ۱۱۴)

[3] لوگ تین دن تک خاموش رہے، اس خاموشی کو مورخین نے خاص طور پر محسوس کیا اور انہوں نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے پہلے ہی دن چونکہ خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا فرمان لکھ کر شام کے ملک کی طرف بھیجا تھا، لہذا لوگ ان سے ناخوش ہو گئے تھے اور اسی لئے ان کے آمادہ کرنے سے آمادہ نہیں ہوئے تھے یہ خیال سراسر غلط ہے، فاروق اعظمؓ کے فرمان کی کسی نے بھی مدینہ میں ایسی مخالفت نہیں کی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔)

اک سحر کمال عمدہ کلامی کی ،اس سے[1] اہل اسلام کے دل اسلامی لڑائی کے اکرام سے معمور ہوئے ، سارے لوگوں سے اول ولد مسعودؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ وہ مہم ملک کسریٰ کے واسطے آمادہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ اس کا حال عام لوگوں کو معلوم ہوا ہو،اگر واقعی فاروق اعظمؓ سے لوگ مدینہ میں ناخوش ہوگئے تھے تو یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا ،اسکا ذکر خاص الخاص طور پر مورخین کو لکھنا پڑتا اور اسی ناراضی کے دور ہونے کے اسباب بھی بیان کرنے ضروری تھے یہ ایک ایسا غلط خیال ہے کہ اصحاب نبویؐ کی شان میں بہت بڑی گستاخی لازم آتی ہے، وہ لوگ ایسے نہ تھے کہ کسی اختلاف رائے کی بناء پر ترغیب جہاد کی تحقیر کرتے ۔بات صرف یہ تھی کہ جہاد کیلئے سب تیار تھے مگر ذمہ داری لینے یا بیڑا اٹھانے میں متأمل اور ایک دوسرے شخص کے منتظر تھے ،ان میں ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے زیادہ بزرگ اور مجھ سے زیادہ قابل عزت لوگ موجود ہیں ،وہ جواب دیں گے، اسی طرح ہر ایک شخص دوسرے کا منتظر تھا،بعض اوقات اس قسم کی گرہ بڑے بڑے مجمعوں میں لگ جایا کرتی ہے اور ہم اپنے زمانے میں بھی اس قسم کی مثالیں دیکھتے رہتے ہیں یہ انسانی فطرت کا خاصہ معلوم ہوتا ہے،اسی لئے اعمال نیک ،خیرات وصدقات کے متعلق ایک طرف سے بچنے کیلئے چھپانے کی ترغیب ہے تو دوسری طرف اعلانیہ بھی ان نیک کاموں کے کرنے کا حکم ہے تا کہ دوسروں کو تحریض وجرأت ہو اور خاموشی کی کوئی گرہ نہ لگنے پائے۔فاروق اعظمؓ نے اگر اپنی خلافت کے پہلے ہی دن حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا حکم لکھا تھا تو جہاد کی ترغیب تو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد ہی پہلی تقریر اور پہلی ہی مجلس میں دی تھی اس تقریر اور ترغیب کے بعد ہی انہوں نے خالد بن ولیدؓ کی معزولی کا پیغام لکھوایا ہوگا،پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس پہلی ترغیب کا جواب مجمع کی طرف سے کیوں نہ ملا ؟ بات یہ ہے کہ بعض اوقات کوئی استاد اپنے شاگردوں کو مدرسے کے کمرے میں حکم دیتا ہے کہ تختہ سیاہ کو کپڑے سے صاف کردو یا نقشے کو لپیٹ دو،مگر اس کے اس حکم کی کوئی طالب علم تعمیل نہیں کرتا،اس کا یہ سبب نہیں ہوتا ہے کہ استاد کے حکم کی تعمیل کو شاگرد ضروری نہیں سمجھتے ، بلکہ تعمیل نہ ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ استاد نے سارے کے سارے شاگردوں کو مخاطب کرکے یہ حکم دیا تھا جب وہی استاد کسی ایک یا شاگردوں کا نام لے کر یہی حکم دیتا ہے تو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوجاتی ہے۔ بہرحال لوگوں کے مجمع کا تین دن خاموش رہنا خواہ کسی سبب سے ہو مگر یہ سبب تو ہرگز نہ تھا کہ وہ خالد بن ولیدؓ کی معزولی سے ناراض تھے، کیونکہ خود مدینہ منورہ میں انصار کی ایک بڑی جماعت ایسی موجود تھی جو خالد بن ولیدؓ کو مالک بن نویرہ کے معاملے میں قابل مواخذہ یقین کرتی تھی ،اگر اور لوگ ناراض تھے تو وہ جماعت تو فاروق اعظمؓ سے خوش ہوگی ،ان لوگوں کو کس چیز نے خاموش رکھا ؟ (تاریخ اسلام جلد ا ص ۳۱۴)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ابوعبید بن مسعود ثقفیؓ یہ قبیلہ ثقیف کے سردار تھے ۔(ایضاً ص ۳۱۳)

اسی طرح سعد[1] کھڑے ہوئے اور دم کے دم دوسو کا عسکر لڑائی کے واسطے آمادہ ہوا۔
عمر مکرم کے حکم سے ولد مسعود اس عسکر کے سالار ہوئے، وہ عسکر اسلام کو لے کر مہم ملک کسریٰ کے واسطے راہی ہوئے، وائل کا مسلم سردار اس عسکر کے ہمراہ رہا۔[2]

آگے مسطور ہوا کہ حاکم اول کے دور کو ملک کسریٰ کے لوگوں سے اک لڑائی ہوئی اس لڑائی سے ادھر کے لوگ اہل اسلام کے عدو ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ کم عمر حاکم[3] کسریٰ کی دائی ماں[4] کہ ملکی کاموں کے واسطے سرکردہ رہی اس کے حکم سے اک مرد حوصلہ ور[5]، عسکر کا سالار اعلیٰ ہوا۔ اسی سالار اعلیٰ کی سعی سے اہل اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہو گئے[6] کسریٰ کی دائی ماں کے حکم سے اک اور عسکر طرار اس سالار اعلیٰ کی مدد کے واسطے آمادہ ہوا، اس عسکر کے دو حصے کر کے دو سرداروں[7] کے حوالے ہوئے ہر دو الگ الگ راہ[8] لے کر اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے اور ''رودررو'' ہو کر معرکہ آراء ہوئے، عسکر اسلام ڈٹ کر لڑا، عسکر کسریٰ ہار کر دوڑا، اسی طرح دوسرے عسکر کا حال ہوا، وہ دوسری راہ[9] سے آ کر اہل اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوا، اس سے اردگرد کے سارے رؤسا محکوم ہو گئے۔

---

۱ سعد بن عبید انصاریؓ ان کے بعد سلیط بن قیسؓ کھڑے ہوئے۔ ۲ مثنیٰ پہلے اسلامی لشکر کے سردار تھے، لیکن اب وہ ابوعبید بن مسعود ثقفیؓ کی ماتحتی میں روانہ ہوئے۔ (تاریخ اسلام. ج۱، ص ۳۱۷) ۳ یزدگرد، اس کی عمر سولہ سال تھی۔
۴ یزدگرد کی متولیہ پوران رخت یہ کسریٰ کی جگہ ملکی انتظامات کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص ۱۱۶)
۵ رستم جو کہ نہایت شجاع اور مدبر آدمی تھا، پوران رخت نے اس کو بلوا کر وزیر جنگ بنا دیا۔
۶ رستم نے ابوعبیدؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی اضلاع فرات میں غدر کروا دیا اور جو مقامات مسلمانوں کے قبضے میں آ چکے تھے وہ ان کے قبضے سے نکل گئے۔
۷ نرسی اور جابان۔ ۸ نمارق، جابان کی فوج نمارق پہنچ کر ابوعبیدؓ سے برسرپیکار ہوئی اور بری طرح شکست کھا کر بھاگی۔
۹ ایرانی فوج کا دوسرا سردار نرسی سقاطیہ کی طرف سے آیا ابوعبیدؓ نے آگے بڑھ ان سے معرکہ آراء ہوئے اور ایرانوں کو شکست سے دوچار کیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص:۱۱۶)

عسکر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے دس دس سو[1] کے دو اور دو گروہ اکٹھے ہو کر عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوئے۔

اسلامی عسکر کے سالار اعلیٰ ولد مسعود کو اس حال کی اطلاع ملی، اس کا ارادہ ہوا کہ عسکر اسلام کو لے کر ماء[2] رواں کے اُدھر لڑائی کرے، عسکر کے سرکردہ لوگ آڑے آئے اور کہا کہ ماء رواں کے اِدھر ہی معرکہ آرائی ہو، مگر ولد مسعود عسکر کو ہمراہ لے کر ماء رواں کے اُدھر گئے[3] اور اعداء اسلام سے معرکہ آراء ہوئے۔

اس معرکے اہل اسلام کو کمال دھکا لگا، عسکر اسلام کے ساٹھ سو[4] آدمی کام آئے، اس اطلاع سے عمر مکرم کو کمال دکھ ہوا، وہ اٹھے اور سارے ملک کے لوگوں کو ملک کسریٰ کی مہم کے واسطے للکارا، عمر مکرم کی عمدہ کلامی سے ہر مسلک کے لوگ لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔ روح اللہ رسول[5] کے حامی لوگوں کے سردار[6] عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ وہ لڑائی دو اہم گروہوں کی ہے، اس لئے ہمارا ہر آدمی اہل اسلام کے ہمراہ مل کر عسکر کسریٰ سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہے۔

الحاصل اک عسکر طرار اکٹھا ہوا، والد عمر[7] کو اس عسکر کا سالار طے کر کے عمر مکرم کا حکم

---

۱ نرسی اور جابان کی ہزیمت کا سن کر رستم نے مردان شاہ کو چار ہزار کی جمعیت کے ساتھ ابو عبیدؓ کے مقابلہ میں روانہ کیا۔

۲ جاری پانی۔ فرات۔ ۳ ابو عبیدؓ نے فوجی افسروں کے اختلافات کے باوجود فرات سے پار اتر کر غنیم سے نبرد آزمائی کی، کیونکہ اس پار کا میدان تنگ اور ناہموار تھا نیز عربی دوروں کیلئے ایران کے کوہ پیکر ہاتھیوں سے یہ پہلا مقابلہ تھا، اس لئے مسلمانوں کو سخت نقصان ہوا، نو ہزار فوج میں سے صرف تین ہزار فوج بچی۔ ۴ چھ ہزار۔ ۵ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۶ نمر و تغلب کے سرداروں نے جو مذہباً عیسائی تھے، اپنے قبائل کے ہمراہ مسلمانوں کے ساتھ شرکت کی اور کہا کہ آج عرب و عجم کا مقابلہ ہے، اس قومی معرکے میں ہم بھی قوم کے ساتھ ہیں۔ (ایضاً ص ۱۱۷)

۷ حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ ان کی کنیت ابو عمر تھی۔ (صحابہ کرام کا انسائیکلو پیڈیا ص ۲۰۳)

ہوا کہ عسکر اسلام کو لے کر معرکہ گاہ کو رواں ہو!

ادھر وائل کے سردار کی سعی سے سرحدی لوگوں کا اک عسکر اس معرکے کے واسطے آمادہ ہوا۔

کسریٰ کی دائی ماں کو عسکر اسلام کا حال معلوم ہوا، وہ اٹھی اور اہم عسکر سے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[1] اک گمراہ سردار[2] کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں کئے۔

راہ کے اک مرحلے اعدائے اسلام، عسکر اسلام سے معرکہ آراء ہو کر رسوا ہوئے۔ گمراہوں کا سردار ہلاک ہو کر راہی دارالآلام ہوا۔ وائل کا سردار گمراہوں کی راہ روک کر کھڑا ہوا اور لا محدود گمراہوں کو مارا۔ عسکر اسلام کو کامگاری ملی اور عسکر اسلام ملک کسریٰ کے اہم حصہ کو راہی ہوا۔ سردار وائل آگے ہو کر اس محل حملہ آور ہوا کہ لوگ وہاں سوداگری کے واسطے اکٹھے ہوئے، اس حملے سے لوگ ڈر کر دوڑے، سارا مال اہل اسلام کو ملا، اسی طرح سورا، کسکر اور دوسرے کئی حصوں[3] کے اہل اسلام مالک ہوئے اور وہاں اسلامی علم لہرائے گئے۔

اہلِ کسریٰ اس حال کو معلوم کر کے دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کی دائی ماں ملکی کاموں سے ہٹائی گئی اور سارا ملک سولہ سالہ لڑکے کے حوالے ہوا، ملک کے سرکردہ لوگ اکٹھے ہوئے اور اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے عہد ہوا، سارے حصار اور عسکر گاہ محکم کئے گئے۔ ہر آدمی سرگرم ہوا کہ اہل اسلام کے مملوکہ حصوں کے لوگوں کو اہل اسلام سے روگرداں[4] کرے اور اہل اسلام مملوکہ حصوں سے محروم ہوں۔

اس سرگرمی سے سارا ملکِ کسریٰ دمک اٹھا، اہل اسلام کئی مملوکہ حصوں سے محروم

---

[1] پوران رخت نے ان تیاریوں کا حال سنا تو اپنی فوج خاصہ سے بارہ ہزار جنگ آزما بہادر منتخب کر کے مہران بن مہرویہ کے ساتھ مجاہدین کے مقابلے کے لئے روانہ کئے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱ ص ۱۱۷) [2] مہران ابن مہرویہ۔ [3] حراۃ اور فلالیج وغیرہ۔ [4] باغی۔

ہو گئے۔ سردار وائل طوعاً و کرہاً سمٹ کر اسلامی سرحدوں کو آ لگا اور[1] اردگرد کے لوگوں کو اکٹھا کر کے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو ارسال کی۔

اہل کسریٰ کی سرگرمی کا حال معلوم کر کے عمر مکرم کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ماموں، سعد[2] کو دس[3] دس سو کے دو اور اٹھارہ گروہ دے کر حکم ہوا کہ وہ مہم ملک کسریٰ کو سر کر کے آئے! راہ اور مراحلِ راہ، عمر مکرم ہی کے طے کردہ رہے۔

ہمدم سعد کا عسکر کئی طرح سے اہم رہا، اس لئے کہ اس عسکر کے ہمراہ دس کم اسی آدمی معرکہ اول[4] والے اور سہ سو اہل سمرہ[5] اور سہ سو معرکۂ مکہ مکرمہ والے اور اک کم آٹھ سو وہ لوگ رہے کہ وہ ہمدموں اور مددگاروں کی اولاد رہے۔

ہمدم سعد عسکر کو لے کر راہی ہوئے اور اٹھارہ مراحل طے کر کے اک محل[6] آ کر ٹھہرے اور اک عرصہ رک کر آگے رواں ہو گئے۔

سردار وائل اک محل[7] اسی سو[8] لوگوں کے عسکر کے ہمراہ سعد مکرم کے واسطے کھڑے رہے، مگر اس سے اول کہ سعد ادھر آئے، سردار وائل کا لمحہ موعود آ لگا ولد[9] حسامہ کو عسکر کا سالار طے کر کے اور ولد ام[10] کو معرکہ آرائی کے اطوار کہہ کر راہی ملک عدم ہوئے۔

سردار وائل کے ولد ام عسکر کے ہمراہ ادھر آ کر سعد سے ملے اور سردار وائل کا کلام کہا اور اسی محل سردار وائل اور سعد کے عسکر اک دوسرے سے مل گئے اور اسلامی عسکر کا عدد سوا ہوا[11]۔

---

[1] مثنی مجبور ہو کر عرب کی سرحد میں ہٹ آئے اور ربیعہ اور مضر کے قبائل کو جو اطراف عراق میں پھیلے ہوئے تھے، ایک تاریخ معین تک اسلامی علم کے نیچے جمع ہونے کیلئے طلب کیا۔ (سیر الصحابہ، ج، ص ۱۱۸) [2] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ [3] بیس ہزار۔ [4] غزوہ بدر۔ [5] بیعت رضوان کیکر کے درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ [6] مقام ثعلبہ آ کر رکے اور سیراف کو روانہ ہوئے۔ [7] موضع ذی قار۔ [8] آٹھ ہزار۔ [9] بشیر بن حسامہ۔ [10] مثنی کے بھائی مغنی بن حارثہ شیبانی۔ [11] لشکر اسلام کی تعداد بیس اور تیس ہزار کے درمیان تھی۔ (ایضاً)

اسی محل ہمدم سعد کو عمر مکرم کا حکم ملا کہ ادھر کے سارے احوال لکھ کر ہم کو ارسال کرو! اس لئے سارے احوال لکھ کر ارسال کئے گئے۔

احوال کا مطالعہ کر کے عمر مکرم کا ہمدم سعد کو حکم[۱] ہوا کہ معرکہ آرائی کے واسطے اس طرح کے محل آ کر ٹھہرو کہ اُدھر ملکِ کسریٰ ہو اور اِدھر ہمارے کہسار۔ اگر کامگار ہوئے آگے ہو کر اور حملے کرو اور اگر معاملہ الٹا ہو، سوئے کہسار لوٹ آؤ اور اکٹھے ہو کر دہرا حملہ کرو!

ہمدم سعد اس حکم کے عامل ہوئے اور اسی طرح کے اک محل آ کر دو ماہ ٹھہرے رہے[۲] حصول رسد کے لئے ادھر ادھر کے گاؤں آ کر حملہ آور رہے۔[۳]

ادھر کے لوگ کسریٰ کے آگے گئے اور سارا حال کہا اور کہا کہ دوڑ کر اہل اسلام کو روکو اور اگر معاملہ اسی طرح رہا، ہم اہل اسلام کے محکوم ہوں گے۔ اس اطلاع کو لے کر کسریٰ کا سالارِ اعلیٰ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر عسکرِ اسلام کو اس لوٹ کھسوٹ سے روکو اور عسکرِ اسلام کو ہلاک کر کے ہی لوٹو!

کسریٰ کا سالارِ اعلیٰ ساعی رہا کہ اک اک کر کے دوسرے سرداروں کو لڑائی کے واسطے رواں کرے اور اس سلسلے کو طول دے، مگر حاکم کسریٰ کا دہرا حکم ہوا کہ دوڑ کر معرکہ آرائی کرو!

اس حکم کو لے کر کسریٰ کا سالارِ اعلیٰ طوعاً و کرھاً رواں ہوا اور راہ کے اک مرحلے آ کر ٹھہرا، ملک کے ہر حصے سے لوگ آ آ کر اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اس کے عسکری آدھا لاکھ کم دو لاکھ ہو گئے۔[۵]

۱؎ فاروق اعظمؓ کا فرمان ان کے نام پہنچا کہ ''قادسیہ کی طرف بڑھو اور قادسیہ پہنچ کر اپنے مورچے ایسے مقام پر قائم کرو کہ تمہارے آگے فارس کی زمین ہو اور تمہارے پیچھے عرب کے پہاڑ ہوں، اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہے آگے بڑھتے جاؤ، لیکن خدانخواستہ معاملہ برعکس ہو تو پہاڑ پر آ کر ٹھہرو اور پھر خوب چوکس ہو کر حملہ کرو۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۳۰) ۲؎ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیراف سے کوچ کر کے قادسیہ آ کر ٹھہرے اور دو ماہ تک ایرانی لشکر کا انتظار کیا۔ (ایضاً) ۳؎ لشکر اسلام کو جب سامان رسد کی ضرورت ہوتی تو ایرانی علاقوں پر مختلف دستے چھاپے مارتے اور ضروری سامان حاصل کرتے (ایضاً) ۴؎ قادسیہ کے متصل علاقوں کے لوگ دربار کسریٰ میں شاکی بن پہنچنے شروع ہو گئے کہ جلد کچھ تدارک ہونا چاہئے ورنہ ہم مجبوراً عربوں کی فرمان روی اختیار کر لیں گے (ایضاً) ۵؎ (ایضاً)

ہمدم سعدؓ[1] کے حکم سے سارے احوال کی اطلاع عمر مکرم کو دی گئی۔ عمر مکرم کا رد کلام ہوا کہ کسریٰ کے ٹڈی دل کے ڈر کو دل سے دور رکھو اور اللہ سے آس رکھو اور اللہ ہی سے مدد حاصل کرو اور ہاں لڑائی سے آگے اک گروہ کو حکم دو کہ وہ کسریٰ سے ملے اور اسلام کا حکم کرے!

اس حکم کو لے کر ہمدم سعد کھڑے ہوئے اور اس کے حکم سے عسکر اسلام سے اہل رائے، ماہ رو، عمدہ کلام والے اور حوصلہ ور لوگوں کا اک گروہ اس کام کے واسطے مامور ہوا[2]۔

وہ گروہ آ کر کسریٰ سے ملا۔ کسریٰ کا گروہِ اسلام سے مکالمہ[3] ہوا، اہل اسلام کی عمدہ کلامی اور حوصلہ وری کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے دل کی آگ دھک اٹھی اور اس کا ارادہ ہوا کہ سارے گروہ کو ہلاک کر دے، مگر اس کا کلام ہوا کہ رسولوں[4] کی ہلاکی سے سارے ملوک سدا دور

---

[1] حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار خلافت میں ایرانیوں کی جنگی تیاریوں اور نقل و حرکت کے حالات بھیجے فاروق اعظمؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا کہ تم ایرانیوں کی کثرت افواج اور ساز و سامان کی فراوانی دیکھ کر مطلق خائف و مضطرب نہ ہو، بلکہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور خدائے تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرتے رہو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کی ایک سفارت یزدجرد، شاہِ ایران کے پاس بھیجو تاکہ وہ دربار ایران میں جا کر دعوت اسلام کے فرض سے سبکدوش ہوں۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۳۳۱) [2] اس اسلامی سفارت میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے: نعمان بن مقرنؓ، قیس بن زرارہؓ، اشعث بن قیسؓ، فرات بن حبانؓ، عاصم بن عمرؓ، عمرو بن معد یکربؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، مغنی بن حارثہؓ، عطارد بن حاجبؓ، بشیر بن ابی رہمؓ، حنظلہ بن الربیعؓ، عدی بن سہلؓ۔ (ایضاً) [3] کسریٰ نے پوچھا تم لوگوں کو ہمارے مقابلے میں جرأت کیسے ہوئی؟ کیا تم بھول گئے کہ تمہاری قوم دنیا کی ذلیل و احمق قوم تھی اور تمہاری سرکشی کو ہمارے سرحدوں کے عامل ٹھیک کرتے تھے؟ یہ سن کر نعمان بن مقرنؓ نے جواب دیا کہ ہم دنیا سے بت پرستی اور شرک کو مٹاتے ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں، اسلام ہی کے ذریعے انسان سعادت انسانی حاصل کر سکتا ہے، اگر کوئی اسلام نہ لائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی حفاظت میں سپرد کر دے اور جزیہ ادا کرے ورنہ اس کے اور ہمارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۳۳۲) [4] سفراء۔

رہے، اس لئے دور ہوں، مگر اس کا حکم ہوا کہ اک ٹوکری مٹی لاؤ اور اس گروہ کے سردار کے سر رکھ کر ہماری درگاہ سے دور کردو! مٹی لائی گئی۔ ہمدم عاصم کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اٹھا کر کہا کہ: ''وہی اس گروہ کا سردار ہے''۔

مٹی لے کر سارے لوگ ہمدم سعد کے آگے آئے اور کہا کہ اللہ کی عطا سے ہم کو ملک کسریٰ کی مٹی ملی ہے، ہم کو ملک کسریٰ کی کامگاری ملے گی۔

اس کلام سے ہمدم سعد کمال مسرور ہوئے[۱] ادھر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کو کسریٰ سے کئی کمکی سردار ملے اور حکم ہوا کہ دوڑ کر اہل اسلام سے معرکہ آرائی کرو، مگر کسریٰ کا سالار اعلیٰ اک عرصہ ٹال مٹول کر کے معرکہ آرائی سے دور رہا اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح لڑائی ٹلے، اس لئے اہل اسلام کے ٹھہراؤ والے[۲] محل آ کر ہمدم سعد کو اطلاع دی کہ اہلِ اسلام کا کوئی آدمی ہمارے آگے آئے کہ صلح کا معاملہ طے ہو۔ ہمدم سعد کے حکم سے ہمدم ولد[۳] عامر کسریٰ کے سالار اعلیٰ کے آگے گئے اور اس سے مکالمہ کر کے لوٹے۔ اگلی سحر دہرا کر ہمدم سعد کو اطلاع ملی کہ کوئی آدمی ارسال کرو! ہمدم

۱؎ حضرت سعدؓ اس قول سے بہت خوش ہوئے۔ ۲؎ رستم لڑائی کو ٹالنا چاہتا تھا، اس لیے اس نے مدائن سے قادسیہ تک پہنچنے میں چھ ماہ صرف کر دیئے۔ اس نے رستم مقام عقیق آ کر ٹھہرا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اپنے کسی سفیر کو ہمارے پاس بھیج دو تا کہ ہم اس سے مصالحت کی گفتگو کریں۔ ۳؎ حضرت ربیع بن عامرؓ، رستم کے پاس سفیر بن کر گئے، رستم نے پر تکلف دربار سجایا تا کہ صحابی رسولؐ کا دل خوفزدہ ہو، مگر حضرت ربعی بن عامرؓ اس شان وشوکت والے دربار میں داخل ہوئے اور گھوڑے کو اک گاؤ تکیہ سے جو کہ لب فرش پڑا تھا باندھ کر تیر کی انی ٹیکتے ہوئے اور رومی قالینوں والے فرش کو چاک وسوراخ دار بناتے ہوئے، رستم کے سونے کے تخت کی طرف بڑھے اور اس کے برابر جا بیٹھے، لوگ آڑے آئے کہ کسی طرح حضرت ربعیؓ کو نیچے اتاریں، حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ میں آیا نہیں، بلایا گیا ہوں اور ہمارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ کوئی شخص خدا بن بیٹھے اور دوسرے لوگ غلاموں کی طرح ہاتھ باندھ کر اس کے سامنے کھڑے ہوں، رستم نے اپنے آدمیوں کو روک دیا، مگر کچھ سوچ کر ربعیؓ خود اٹھے اور تخت سے اتر کر خنجر سے زمین پر بچھے ہوئے قالین اور فرش کو چاک کر کے نیچے سے خالی زمین نکال کر اس پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا ہم کو تمہارے اس پر تکلف فرش کی ضرورت نہیں، ہمارے لئے خدا تعالیٰ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سعد کا اک دوسرے ہمدمؓ کو حکم ہوا، وہ گئے اور کسریٰ کے سالار اعلیٰ سے ملے، سالار اعلیٰ کا سوال ہوا کہ کل والا آدمی کہاں ہے؟ کہا: ہمارا سردار عادل ہے، کل اک کو اس کام کا اکرام ملا اور اس سحر دوسرے کو۔ سالار اعلیٰ کا اس ہمدم سے اسی طرح کا مکالمہ ہوا[۲] اور وہ لوٹ آئے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا بچھا ہوا فرش یعنی زمین کافی ہے، اس کے بعد ترجمان کے ذریعے رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ اس جنگ و پیکار سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ حضرت ربعیؓ نے جواب دیا کہ ہم خداتعالیٰ کے بندوں کو دنیا کی تنگی سے دار آخرت کی وسعت میں۔ ناظلم اور مذاہب باطلہ کی جگہ عدل و انصاف اور اسلام کی اشاعت چاہتے ہیں جو شخص عدل اور اسلام پر قائم ہو جائے گا، ہم اس سے اور اس کے ملک و اموال سے معترض نہ ہونگے، جو شخص ہمارے رستے میں حائل ہوگا، ہم اس سے لڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں پہنچ جائیں گے یا فتح مند ہونگے، اگر تم جزیہ دینا منظور کروگے تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تم سے معترض نہ ہونگے اور جب کبھی تم کو ہماری ضرورت ہوگی تمہاری مدد کو موجود ہوں گے اور تمہاری جان، مال کی حفاظت کریں گے، اس کے بعد رستم نے حضرت ربعیؓ سے سوال کیا کہ تم مسلمانوں کے سردار ہو، حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ نہیں، میں ایک معمولی سپاہی ہوں، لیکن ہم میں ہر شخص خواہ ادنی ہو اعلیٰ کی طرف سے اجازت دے سکتا ہے، یہ سن کر رستم اور اس کے درباری دنگ رہ گئے، پھر رستم بولا تمہاری تلوار کا نیام بہت بوسیدہ ہے، حضرت ربعیؓ نے فوراً تلوار نیام سے کھینچ کر کہا کہ اس پر آب ابھی دکھائی گئی ہے، پھر رستم نے کہا تمہارے نیزے کا پھل بہت چھوٹا ہے یہ لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا؟ حضرت ربعیؓ نے فرمایا کہ پھل سیدھا دشمن کے سینے کو چھیدتا سو پار ہو جاتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی چھوٹی سی چنگاری سارے شہر کو جلا ڈالنے کیلئے کافی ہوتی ہے؟ اسی قسم کی نوک جھونک کی باتوں کے بعد رستم نے کہا اچھا ہم تمہاری باتوں پر غور کرلیں۔ حضرت ربعیؓ وہاں سے واپس آگئے۔ (ایضاً ص ۳۳۴)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] حضرت حذیفہ بن محصن۔ [۲] حضرت حذیفہؓ اسی انداز اور آزادانہ روش سے گئے جیسے کہ حضرت ربعیؓ گزشتہ روز گئے تھے، حضرت حذیفہؓ رستم کے سامنے پہنچ کر گھوڑے سے نہ اترے بلکہ گھوڑے پر چڑھے ہوئے اس کے تخت کے قریب پہنچ گئے، رستم نے پوچھا کیا سبب ہے آج تم آئے ہو وہ کل والے صاحب کیوں نہیں آئے؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ ہمارا سردار عادل ہے ہر خدمت کیلئے ہر ایک شخص کو موقع دیتا ہے، کل اس کی باری تھی آج میری باری آگئی، رستم نے کہا تم ہم کو کتنے دن کی مہلت دے سکتے ہو؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ آج سے تین روز تک کی۔ رستم یہ سن کر خاموش ہوا، حضرت حذیفہؓ گھوڑے کی باگ موڑ کر سیدھے اسلامی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سردار دربار حضرت حذیفہؓ کی بے باکی اور حاضر جوابی دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا۔

اس سے اگلی سحر دہرا کر اسی طرح ہوا، اک اور ہمدم[1] سالار اعلیٰ کے آگے گئے، کسریٰ کا سالار ساعی ہوا کہ ہمدم کو مال دے کر اسلام سے دور کرے اور دھمکی دی، مگر ہمدم رسول کا کڑا کلام ہوا، سالار اعلیٰ اور سارے گمراہ دل مسوس کر رہ گئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھا اور عالم کے مہر[2] سے عہد کر کے کہا:

''سارے عسکر اسلام کو ہلاک کر کے ہی دم لوں گا''۔

کالی سواری[3] والا معرکہ

اس طرح کا کلام کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ کل لڑائی ہوگی، آمادہ رہو!

اگلی سحر کسریٰ کا ٹڈی دل عسکر مسلح ہو کر اہل اسلام کے آگے آ کھڑا ہوا۔ اس عسکر کے آگے کالی سواری کا وہ عسکر رہا کہ اس کے اسم سے کلام اللہ کی اک سورہ موسوم ہے[4]۔

ادھر اہل اسلام کا معدود عسکر معرکہ گاہ آ کر عدو کے آگے کھڑا ہوا[5] اور لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے کئی لوگ عسکر سے آگے آئے اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

اسلامی عسکر سے اک اک کر کے کئی آدمی گئے اور گمراہوں کو محصور کر کے لائے[6]۔

---

[1] حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (ایضاً، ص ۳۳۵) [2] حضرت مغیرہؓ کے نہایت سخت اور معقول جواب پر رستم کو غصہ آیا اور کہا آفتاب کی قسم میں تمام عربوں کو ویران کردوں گا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۱۹) [3] ہاتھی۔ کلام پاک کی اک سورت کا نام سورۂ فیل ہے۔ فیل عربی میں ہاتھی کو کہتے ہیں۔ [4] جنگ قادسیہ۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کے پاس تین سو ہاتھی تھے، اس لئے اس کو کالی سواری والا معرکہ کہا گیا۔ [5] اسلامی لشکر بیس سے تیس ہزار کے درمیان تھا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۲۹) [6] سب سے پہلے لشکر ایران کی طرف سے ہرمز نامی ایک شہزادہ میدان میں نکلا، جو زریں تاج پہنے ہوئے تھا اور ایران کے مشہور پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس سے مقابلے کیلئے حضرت غالب بن عبداللہ اسدیؓ لشکر سے نکلے، حضرت غالبؓ نے میدان میں جاتے ہی ہرمز کو گرفتار کرلیا اور لا کر حضرت سعدؓ کے سپرد کر گئے۔ اس کے بعد دو اور بہادر نکلے، ان کا بھی یہی حال ہوا۔ (ایضاً، ص ۳۳۶)

اس حال کا مطالعہ کر کے کسریٰ کے سالار اعلیٰ کا عسکر کو حکم ہوا کہ عام حملہ کرو! اس طرح معرکہ عام کا سلسلہ ہوا، ادھر سے اللہ والے "اللہ احد" کی صدا لگا کر آگے آئے اور ہر دو گروہ اک دوسرے سے ٹکرائے، اس عرصے ہمدم سعد کے اک درد اٹھا[۱] وہ اس سے محروم ہوئے کہ اٹھ کر سوار ہوں اور معرکہ گاہ وارد ہوں، اس لئے وہ معرکہ گاہ کے سرے اک ٹوٹے گھر کے عالی حصے آ کر رکے اور ادھر ہی سے عسکر اسلام کی اہم اہم صلاحوں سے مدد کی۔

اعدائے اسلام کا کالا عسکر آگے رہا، اس کے حملوں سے کئی مسلم گھائل ہو کر گرے اور کئی اللہ کے گھر کو سدھار رہے (ہم ساروں کا اللہ کا مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ کے گھر لوٹے گا)۔[۲]

اسلامی سہام کاروں کے واسطے ہمدم سعد کا حکم ہوا کہ عدو کے کالے عسکر کو سہام کاری سے گھائل کر کے روکو! ہمدم عاصم اور کئی دوسرے سہام کار کالے عسکر کے آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح سہام کاری کی کہ کالا عسکر اور اس کے سوار ادھر ادھر ہٹ گئے۔[۳]

مہر عالم مدہم ہوا، سحر مکمل ہوئی مگر کامل کامگاری سے ہر عسکر ہی محروم رہا اور اس سحر کی لڑائی اک اسم سے موسوم ہوئی۔[۴]

---

۱ سپہ سالار لشکر اسلامی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے دنبل نکل رہے تھے اور عرق انساء کے درد کی بھی آپؓ کو شکایت تھی، بہذا نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتے تھے اور نہ چل پھر سکتے تھے، اسلامی لشکر گاہ کے ایک سرے پر اک پرانے زمانے کی پختہ عمارت کھڑی تھی، حضرت سعدؓ خود اس عمارت کی چھت پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے اور اپنی جگہ میدان جنگ کا سردار حضرت خالد بن عرفطہؓ کو تجویز کیا، اور لڑائی کے نقشے اور اہم تغیر و تبدیل کو اپنے ہاتھ میں ہی رکھا یعنی برابر حضرت خالدؓ کے پاس ہدایت روانہ کرتے رہے۔ ۲ یہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا مفہوم ہے۔ ۳ حضرت عاصمؓ اور دوسرے بہادروں نے تلوار اور نیزے سے ہاتھیوں کی سونڈھوں پر حملے شروع کئے اور تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ فیل نشینوں کو جوابی تیر اندازی کی مہلت ہی نہ ملی، نتیجہ یہ ہوا کہ ہاتھی پیچھے ہٹ گئے۔ (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۳۶) ۴ قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ تھا، عربی میں اس کو یوم ارماث کہتے ہیں۔

دوسری سحر ہوئی گواہوں کو لحد کے حوالے[۱] اہل اسلام معرکہ گاہ آئے اور عدو کے آگے ڈٹ گئے، لڑائی سے آگے ہی اک دوسرا اسلامی عسکر، روم کے سرحدی حصوں کی مہم سر کر کے لوٹا اور کئی حصے ہو کر ہمدم سعد کے عسکر سے آملا[۲] اس اسلامی کمک سے عسکر کسریٰ کے دل ڈر گئے۔

کل کی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا، اسلامی عسکر سے اک ہمدم[۳] آگے ہوا اور لڑائی کے لئے للکار دی، ادھر سے اک آدمی آگے ہوا اور اک عرصہ لڑ کر عدو ہلاک ہوا، اسی طرح کا معاملہ عدو سے آئے ہوئے ہر آدمی سے ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کا حکم ہوا کہ عام حملہ کرو ہر دو گروہ اک دوسرے کے آگے ڈٹ گئے۔ سحر مکمل ہوئی اور ہر دو عسکر کامگاری سے محروم ہی آرام گاہ لوٹ گئے اور وہ لڑائی اک دوسرے اسم[۴] سے موسوم ہوئی۔

اگلی سحر کو ہر عسکر کامگاری کی آس لے کر معرکہ گاہ آ کر کھڑا ہوا اور ساری سحر لڑائی رہی کہ مہر عالم کی دمک مدہم ہوئی، اک عرصہ کے لئے ہر دو عسکر ہٹے، مگر دہرا کر آئے اور معرکہ آراء ہو گئے۔ اہل اسلام حملے کر کر کے عدو کے سالار اعلیٰ کے محل آ گئے، کسریٰ کا سالار اعلیٰ اٹھ کر معرکہ آرا ہوا اور گھائل ہو کر عسکر اسلام کے اک آدمی، ہلال کے آگے لگ کر دوڑا،

---

۱ شہداء کی تجہیز و تکفین۔ ۲ ملک شام سے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حضرت ہاشم بن عتبہؓ کی سرداری میں لشکر عراق کو واپس بھیجا تھا۔ ہاشم بن عتبہ میدان جنگ کے گرم ہونے کا حال سن کر اپنی چھ ہزار فوج کے بہت سے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے اور حکم دیا کہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایک ایک حصہ تکبیر کہتا ہوا داخل ہو! اس طرح شام تک یہ دستے یکے بعد دیگرے لشکر اسلام میں داخل ہوئے اور ایرانی اس طرح پیہم کمکی دستوں کی آمد دیکھ دیکھ کر خوف زدہ ہوتے رہے (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۲۳۷) ۳ حضرت قعقاعؓ شام سے ایک ہزار لشکر لے کر آئے اور حضرت سعدؓ سے اجازت لے کر میدان میں نکلے اور مبارز طلب کیا مقابلہ میں بہمن جادویہ آیا اور مارا گیا۔ ۴ یوم الاغواص۔

ہلال ادھر گئے اور اسلحہ سے حملہ آور ہوئے اور اس حملے سے کسریٰ کے سالا راعلیٰ کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ ماءرواں کو گرا، ہلال گھوڑے سے کودے اور اس کو محصور کر کے اس کا گلا کاٹ ڈالا اور اسی کی کرسی رکھ کر کھڑے ہوئے اور صدا لگائی:

''واللہ! عدو کا سالا راعلیٰ مرے وار سے ہلاک ہوا۔''[۱]

اس صدا کو مسموع کر کے اہل اسلام کِھل اٹھے اور ''اللہ احد'' کی صدا لگائی۔

اس اطلاع سے عدو کے سواروں کے حواس گم ہو گئے اور وہ معرکہ گاہ سے دوڑے اور معدودلوگوں کے علاوہ سارے مارے گئے[۲] اور ساٹھ سو اہل اسلام اللہ کے گھر کو سدھارے۔[۳]

اسلامی عسکر کو وہم وگماں سے اعلیٰ مال کامگاری حاصل ہوا۔اک آدمی کو ہمدم سعد کا حکم ہوا کہ دوڑ کر اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو دے آؤ!

عمر مکرم کو اطلاع ملی وہ اس اطلاع سے کمال مسرور ہوئے اور حرم رسول آئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

''لوگو! عمر حاکم و مالک کہاں کہ وہ لوگوں کو مملوک کرے؟ عمر اللہ کا مملوک ہے۔ ہاں! عمر کو اک اہم عہدہ ملا ہے، اگر اس کام کو اس طرح ادا کروں کہ ہر آدمی آرام سے رہے وہ اللہ کی عطا ہے اور اگر ارادہ کروں کہ ہر آدمی عمر کے گھر آ کر موں دکھائے، وہ سوئے عملی ہے۔ عمر لوگوں کو کلام اور عمل ہر دو سے آگاہی دے رہا ہے۔''[۴]

اس معرکے سے علمِ کسریٰ سدا کے لئے گرا اور اسلامی علم کو کمال علو ملا۔

اہل اسلام اور آگے گئے، ملک کسریٰ کے دوسرے حصوں کے مالک ہوئے۔[۵]

---

[۱] (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۳۳۸) [۲] صرف تیس سوار بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ (ایضاً) [۳] چھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ (ایضاً) [۴] (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۳۳۹) [۵] مسلمانوں نے قادسیہ سے بڑھ کر آسانی کے ساتھ بابل، کوثی، بہرہ، شیر پر قبضہ کرلیا۔ (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۱۲۱)

اہل کسریٰ رسوا ہو کر اک حصے سے دوسرے حصے کو دوڑے اور اہم راہوں کو مسمار[1] کر گئے کہ کسی طرح اسلامی عسکر ہم سے دور رہے، مگر اسلامی عسکر ہر دم رواں ہی رہا۔

اک اہم معاملہ

ملک کسریٰ کے اک اہم حصے[2] اور اہل اسلام کے وسط اک گہرا ماء رواں حائل ہوا، اہل کسریٰ ماء رواں کی راہوں کو مسمار اور مائی سواری کو معدوم کر گئے اور اعداء کا اک عسکر ماء رواں سے ادھر کھڑا ہوا کہ وہ عسکر اسلام کی ادھر آمد کو روکے سارے احوال کا مطالعہ کر کے عسکر اسلام کے سالار ہمدم سعد کا اسلامی عسکر کو حکم ہوا:

''کمر کس لو''

اور کہا:

''کوئی سردار وعدہ کرے کہ وہ اک گروہ کو لے کر عسکر اسلام کو عدو کے حملے
سے اس لمحے دور رکھے گا کہ اسلامی عسکر ماء رواں کا راہی ہوگا۔''

ہمدم عاصم آگے آئے اور کہا: ''وعدہ ہے کہ وہ اس کام کو کرے گا۔'' ہمدم عاصم دو سو کم آٹھ سو سہام کاروں کے ہمراہ اک عالی محل آ کر رکے۔

سالار اسلامی ہمدم سعد، اللہ سے دعا گو ہوئے[3] اور گھوڑے کو لے کر ماء رواں کے راہی ہوئے۔ اس حال کا مطالعہ کر کے عسکر اسلام کو حوصلہ ملا، عسکر اسلام آگے ہوا اور گھوڑوں کو لے کر ماء رواں کا راہی ہوا۔

اہل اسلام آدھی راہ طے کر گئے کہ ادھر سے اعداء کی سہام کاری ہوئی، ادھر سے ہمدم

---

[1] ایرانیوں نے بہرہ سے بھاگتے ہوئے پل مسمار کر دیا۔ (تاریخ اسلام) [2] مدائن۔ [3] حضرت سعدؓ نے نستعین باللہ و نتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہہ کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ (تاریخ ملت ج ا ص ۳۶۲)

عاصم اوراس کا گروہ آگے ہوااوراس طرح سے سہام کاری کی کہ عسکر کسریٰ کے کئی لوگ مر گئے اورکئی گھائل ہوکر دوڑے اور عسکراعداء اس ارادے سے محروم رہا کہ وہ عسکراسلام کی ادھر آمد کوروکے۔

مآل کار کسی مائی سواری اور مائی راہ کے علاوہ ہی عسکراسلام ادھر آ نگا اوراہل اسلام کے گھوڑوں کے سم مکمل سوکھے رہے۔

اہل اسلام آگے ہوئے اوراعدائے اسلام سے معرکہ آرا ہوکر کامگار ہوئے۔

اک دوسری لڑائی[۱]

ادھراہل اسلام کی آمد ہوئی، ادھر کسریٰ گھر والوں کو لے کرآگے رواں ہوا، کسریٰ کے سالاراعلیٰ کی ماں کا لڑکا[۲] ساعی ہوا کہ وہ لوگوں کواسلامی عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے اکٹھا کرے، اس کی سعی سے اک عسکر طرار اکٹھا ہوااہل اسلام اس محل گئے[۳] کئی ماہ کا محاصرہ رہا کئی معرکے ہوئے اوروہ حصہ عسکراسلام کی ملک ہوا۔ معرکہ مکمل ہوا عسکر کسریٰ کے اک لاکھ آدمی واصل دارالآلام ہوئے اور سہ کروڑ کا مال کامگاری اہل اسلام کوملا۔ وللہ الحمد!

کسریٰ کواطلاع ملی کہ اہل اسلام کامگار ہوگئے وہ وہاں سے رے کوراہی ہوااس کے حکم سے اک سالار کمال اسلحہ سے مسلح ہوکر عسکراسلام کی راہ روک کر کھڑا ہوا۔ اسلامی عسکر سے معرکہ آرائی ہوئی اور عسکر کسریٰ ہار کر دوڑا۔ اللہ کے کرم سے اسلامی عسکراس حصے کا مالک ہوااوراک صدالگوائی کہ اے لوگو اسلام لے آؤ معصوم رہوگے، اسی طرح مال صلح ادا کرو معصوم رہوگے اس صدا سے کئی امراء ورؤساء دل سے اسلام لے آئے۔

اہل علم سے مروی ہے کہ اس محل سے آگے ملک کسریٰ اہم حصے کی حد مکمل ہوئی، اس

---

۱ معرکۂ جلولاء۔ ۲ رستم بن فرخ زاد کا بھائی، خرزاد بن فرخ زاد۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۴۳)

۳ (سیرالصحابہ، ج ۱، ص ۱۲۱)

لئے عمر مکرم کا دلی ارادہ رہا کہ اس محل اسلام اور اہل کسریٰ کے وسط اک آگ کا کوہ حائل ہو کہ ہر اک گروہ معرکہ آرائی سے دور رہے۔

مگر ملک کے کئی اہم حصوں سے محروم ہو کر اہل کسریٰ کو سکھ کہاں؟ مروآ کر کسریٰ ساعی ہوا کہ کسی طرح سرداری کے کھوئے ہوئے ٹھاٹھ لوٹائے، اس کام کے لئے رسائل لکھے گئے اور ہر سو ہرکارے دوڑائے گئے۔

کسریٰ کے رسائل واحکام سے اردگرد کے ممالک کو اک آگ سی لگ گئی اور آدھا لاکھ کم دو لاکھ لوگوں کا ٹڈی دل اکٹھا ہوا۔

اس عسکر طرار کا سالار لڑائی کے اطوار کا ماہر آدمی[1] طے ہوا اور اک اہم علم[2] کہ وہ سدا سے اہل کسریٰ کے ہاں مسعود رہا سالار اعلیٰ اس کے ساۓ ساۓ عسکر طرار کو لے کر کامگاری کی آس لگائے رواں ہوا۔

اس حال کی اطلاع عمر مکرم کو ملی، عمر مکرم کا اک ہمدم کو حکم ہوا کہ اک گروہ کو ہمراہ لو اور عسکر کسریٰ کو روکو! راہ کے اک مرحلے آکر ہر دو عسکر اکٹھے ہو کر اک دوسرے سے معرکہ آراء ہوئے اسلامی عسکر کے سالار اعلیٰ اللہ کے گھر کو سدھار گئے۔ اس کا ولد امام آگے ہوا اور علم اٹھا کر عدو سے معرکہ آراء ہوا اور اسلامی عسکر کو اس سے لاعلم رکھا کہ اس کا ولد امام اور عسکر اسلام کا سالار اعلیٰ دارالسلام کو سدھارا۔

سحر مکمل ہوئی عسکر کسری حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے سمٹ کر ہٹا۔ اہل اسلام کمال حوصلہ وری سے حملہ آور ہوئے۔ مال کار کامگاری اہل اسلام کا حصہ ہوئی اور دس دس سو کے سہ گروہ عسکر کسریٰ کے مارے گئے اس معرکے عسکر اسلام کا عدد اعداء اسلام کے عدد کا سدس رہا۔ والد لولؤ کہ اس کے وار سے عمر مکرم اللہ کے گھر کو سدھارے، وہ اسی لڑائی کا محصور ہے۔

---

[1] فیروزاور بقول دیگر مردان شاہ۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۵۸) [2] درفش کاویانی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۲۲)

آگے مسطور ہوا کہ عمر مکرم کی دلی آس رہی کہ کسی طرح معرکہ آرائی کا سلسلہ رکے، مگر مملوکہ حصوں کے لوگوں کی حکم عدولی اور معرکہ آرائی کا حال مسموع کر کے عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اک معرکہ عام ہو کہ اس کے آگے دہرا کر ہر آدمی اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے ارادے سے دور ہے، اس لئے عسکر اسلام کے کئی حصے کئے گئے اور ہر عسکر کو الگ الگ علم عطا ہوا، سارے عسکر معرکہ عام کے لئے طے کردہ ممالک کو رواں ہوئے اور کمال حوصلہ وری سے لڑے، دو سال سے کم عرصہ لگا کہ کسریٰ کا سارا ملک اہل اسلام کی مِلک ہوا اور اللہ کے کرم سے اسلام کو علو ملا۔

کسری ادھر سے رسوا ہو کر اگلے[1] ممالک کو راہی ہوا اور اک حاکم[2] سے ملا اور اس کو عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ کر کے مسرور ہوا، گو کہ وہ حاکم اک عسکر طرار کے ہمراہ اہل اسلام سے معرکہ آراء ہوا، مگر رسوائی گلے کا ہار ہوئی اور وہ کئی سرداروں کو مروا کر دوڑا،[3] اس سے کسری کی رہی سہی آس ٹوٹ گئی، وہ اٹھا اور سارا مال اکٹھا کر کے آگے راہی ہوا۔

اس حال کا مطالعہ کر کے کسری کے ملک کے لوگ آڑے آگئے اور اس کو اس سے روکا، مگر کسریٰ کا ارادہ مصمم اسی طرح رہا۔

مآل کار کسریٰ کے لوگ کسریٰ سے معرکہ آرا ہوئے اور لڑلڑ کر سارا مال لے کر ہی رہے۔[4]

---

[1] یزدجرد ترکستان کے علاقہ فرغانہ میں چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج۱، ص:۳۶۱) [2] خاقان۔[3] یزدجرد جب خاقان کے پاس فرغانہ میں پہنچا تو اس نے اس کی بڑی عزت کی اور زبردست فوج لے کر یزدجرد کے ہمراہ خراساں کی طرف روانہ ہوا، بلخ تک خاقان تو مرورود پر حملہ آور ہوا اور یزدجرد نے مرو شاہجہان پر حملہ کیا۔ خاقان احنفؒ بن قیس سے مقابلہ کر کے ناکام ہوا اور اپنے بعض ناموروں کو قتل کروا کے واپس فرغانہ بھاگ گیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۶۱)

[4] یزدجرد نے کو خاقان کے واپس جانے کی خبر ملی تو اس نے مایوس ہو کر خزانہ اور جواہرات ساتھ لئے اور ترکستان کا عزم کیا، درباریوں نے دیکھا کہ ملک کی دولت ہاتھ سے نکلی جاتی ہے تو روکا، اس نے نہ مانا تو مقابلہ کر کے تمام مال و اسباب ایک ایک کر کے چھین لیا۔ یزدجرد بے سروسامانی کی حالت میں خاقان کے پاس پہنچا اور خدا کی نافرمانی کے باعث مدتوں فرغانہ کی گلیوں کی خاک چھانتا رہا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۲۳)

اس طرح رسوا ہوکر کسریٰ وہاں سے آگے راہی ہوا اور اسکے مددگار[1] حاکم کے ہاں کئی سال رہا اور رسوائی گلے کا ہار ہوئی۔

اس کامگاری کی اطلاع عمر مکرم کو ملی، عمر مکرم کمال مسرور ہوئے اور لوگوں کو اکٹھا کر کے کہا:

''اس لیے کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور اہل کسریٰ سدا اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم ہوں گے۔ اس لیے اسلام اور اہل اسلام ہر طرح سے معصوم ہوئے۔ اے لوگو! اگر راہ ھدیٰ سے ہٹو گے، اللہ اسی طرح اہل اسلام کا ملک دوسروں کو دے دے گا۔''[2]

ملکِ حمص[3] کے معرکے

ملک کسریٰ کے معرکوں کا حال مسطور ہوا اس لیے ملکِ حمص کے معرکوں کے احوال مسطور ہوں گے۔

اس ملک کے کئی حصے[4] حاکم اول کے دور کو ہی اہل اسلام کی ملک ہوئے، عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے، اس لیے اک اہم ملک[5] اہل اسلام کے محاصرے کا محصور رہا۔

مآل کار ماہ صوم سے دو ماہ ادھر[6] ہمدم حسام اللہ سے اس کی کامگاری ہوئی۔ اہل اسلام کی اس کامگاری سے رومی لوگوں کے دل کمال ملول ہوئے، ادھر ادھر سے کئی عسکر اکٹھے ہو کر عسکر اسلام سے لڑائی کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اس اطلاع کو لے کر عسکر اسلام اٹھا اور عسکر اعداء کے آگے آڑ ٹا اک ہمدم[7] رسول صلعم کے واسطے

---

[1] خاقان۔ [2] (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۳۶۱) [3] ملک شام۔ [4] اجنادین بصریٰ اور دوسرے چھوٹے چھوٹے مقامات۔ (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۱۲۴) [5] دمشق۔ [6] رجب ۱۴ھ۔
[7] حضرت معاذ بن جبلؓ۔

گئے، مگر کامگاری سے محروم لوٹ آئے۔

مآل کار وداع مکہ کے دو کم سولہ سال کو ماہ صوم سے دو ماہ آگے ہی کئی معرکے ہو کر اک معرکہ عام ہوا اور اہل اسلام کامگار ہوئے۔ وللہ الحمد!

وہاں کے لوگ آگے آئے اور مال صلح ادا کر کے معصوم ہوئے۔

حمص کی کامگاری

کئی اہم حصون[1] کی کامگاری حاصل کر عسکر اسلام حمص وارد ہوا اور اہل حمص کا محاصرہ ہوا۔

اک عرصہ حمص والے ڈٹے رہے، مگر مآل کار صلح کر لی۔ حمص کی کامگاری کے آگے کئی دوسرے ممالک اہل اسلام کی مِلک ہوئے اور عسکر اسلام کا ارادہ ہر کول[2] کے دار الملک[3] کی کامگاری کا ہوا، مگر عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اس سال اس ارادے سے دور ہی رہو، اس لئے اسلامی عسکر ادھر لوٹا۔

دار المطہر[4] کی کامگاری

ہمدم عمرو ولد عاص آگے ہی سے اس ملک[5] کی کامگاری کے واسطے مامور رہے کہ اس کا اک حصہ رملہ کے اسم سے موسوم ہے، اس ملک کی کامگاری حاصل کر کے عمرو ولد عاص عسکر اسلام کو دار المطہر لائے اور دار المطہر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

دار المطہر کے لوگوں کا اسلامی سالار اعلیٰ سے کلام ہوا کہ ہم کو علم سماوی کے واسطے سے معلوم ہوا ہے

---

[1] دمشق اور اردن مفتوح ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رخ کیا، راہ میں بعلبک، حماۃ، شیراز، اور معرۃ النعمان فتح کرتے ہوئے حمص پہنچے اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ (سیر الصحابہ ج ۱، ص ۱۲۴) اور تاریخ اسلام مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی کے مطابق مقام فحل مقام بیسان، صیداء، عرقہ، جبیل، بیروت کو دمشق کے بعد فتح کیا گیا اور مذکورہ بالا ملکوں کو حمص کے بعد فتح کیا گیا۔ (تاریخ اسلام ج ۱، ص ۳۴۶) [2] ہرقل۔ [3] جہاں بادشاہ رہتا ہو۔ (لغات کشوری) ہرقل کا پایہ تخت انطاقیہ۔ [4] بیت المقدس۔ [5] فلسطین۔

کہ وہ آدمی کہ اس سے دارالمطہر کی کامگاری ہوگی، وہ کوئی اور ہی ہے،[۱] اس لئے اس کولاؤ ہم صلح کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اس حال کی اطلاع عمر مکرم کو دی گئی۔ اس اطلاع کو مسموع کر کے عمر مکرم کا لوگوں سے کلام ہوا:

''اے لوگو! ہم کو رائے دو!''

لوگوں سے رائے لی اور معمورہ رسولؐ کا عامل داماد[۲] رسولؐ کو طے کر کے دارالمطہر کو راہی ہوئے۔

عمر مکرم کا رحلۂ دارالمطہر

وداع مکہ کا سولواں سال ہے، اک سواری، اک مملوک اور معمولی سے مال کے ہمراہ راہ کے مراحل اس طرح طے کئے کہ گاہ عمر مکرم سوار اور مملوک سواری کے آگے آگے سواری کی لگام لے کر راہی رہا اور گاہ مملوک سوار اور اسلام کے حاکم دوم، سسر رسولؐ عمر مکرم سواری کی لگام لئے سواری کے آگے آگے راہی ہوئے۔[۳]

اسلامی سالار[۴] آگے آئے اور عمر مکرم کو سلام کر کے مسرور ہوئے، راہ اک محل عمر مکرم ٹھہر گئے، ادھر ہی دارالمطہر کے رؤسا آکر عمر مکرم سے ملے۔

۱۔ بیت المقدس کے عیسائی اور یہودی علماء نے کہا عمرو بن العاصؓ بیت المقدس کو فتح نہیں کر سکتے، کیونکہ فاتح بیت المقدس کا حلیہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو عمرو بن عاصؓ پر منطبق نہیں ہوتا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروقؓ کو دی تو حضرت عمر فاروقؓ تشریف لے گئے۔ (سیرت خلفائے راشدین ص ۱۷۰)

۲۔ حضرت عثمان غنیؓ (تاریخ اسلام، ج ۱ ص ۳۴۹)

۳۔ فاروق اعظمؓ کے اس سفر کی سادگی و جفاکشی عام طور پر مشہور ہے کبھی غلام اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلتا اور فاروق اعظمؓ سوار ہوتے اور کبھی غلام اونٹ پر سوار ہوتا اور فاروق اعظمؓ اونٹ کی مہار پکڑ کر آگے چلتے۔ اللہ! اللہ! یہ اس عظیم الشان شہنشاہ اور خلیفہ کا سفر تھا جس کی فوج قیصر و کسریٰ کے محلات اور تخت و تاج کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند چکی تھیں۔ رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ۔ (ایضاً)

معاہدہ صلح[۱] لکھ کر عمر مکرم دارالمطہر راہی ہوئے، اول عمادِاسلام والے محل وارد ہوئے، اس کے آگے روح اللہ رسول کے لوگوں کے محل مکرم (صعومہ[۲]) آکر گھومے، عمادِاسلام کی گھڑی آئی، وہاں کے رؤسا آگے ہوئے اور کہا: ''ہمارے اس محل مکرم آکر عمادِاسلام ادا کرلو!''

مگر عمر مکرم وہاں سے ہٹ گئے اور کہا: ''اگر عمر اس محل عمادِاسلام ادا کرے گا، آگے کے لوگ لامحالہ عمر کے اس عمل کے عامل ہوں گے اور اسی طرح کے ہر محل کو لے کر مسرور ہوں گے''۔[۳]

اس لئے عمر مکرم اٹھے اور دوسرے محل آکر عمادِاسلام ادا کی اور سارے ملک کا دورہ اور سرحدوں کا مطالعہ کر کے معمورہ رسول لوٹے۔

دوسرے معرکوں[۴] کے احوال

دارالمطہر کی کامگاری کے آگے کئی اور معرکے ہوئے۔ ہرکول کی مدد سے حمص کے

۱؎ اس معاہدے میں حضرت عمرؓ نے لکھا ایلیا والوں کی جان مال گھر، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست سب کو امان ہے۔ ایلیا والوں پر فرض ہے کہ جزیہ دیں اور یہودیوں اور یونانیوں کو نکال باہر کریں، یہودیوں اور یونانیوں میں سے جو شہر سے باہر نکل جائے، اس کی جان مال اس وقت تک محفوظ ہیں، جب تک وہ محفوظ مقام تک نہ پہنچ جائے۔ اس عہد نامے پر اللہ اور رسول اور خلفاء اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے بشرطیکہ اہل ایلیا مقررہ جزیہ کی ادائے گی سے انکار نہ کریں۔ (ایضاً) ۲؎ گرجا۔ ۳؎ حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ آئندہ نسلیں میرے گرجا کے اندر نماز پڑھنے کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں، باہر نماز پڑھی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۲۷) ۴؎ عیسائیوں نے حمص پر دوبارہ قبضہ کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے ناکام کردی ۱۸ھ میں قیساریہ پر اول عمرو بن العاص حملہ آور ہوئے اور پھر امیر معاویہؓ نے اس کو فتح کیا۔ جزیرہ پر عبداللہ بن مغنمؓ نے فوج کشی کی۔ تکریت کا ایک ماہ تک محاصرہ رہا اور اس دوران چوبیس حملے ہوئے، آخر میں حسن تدبیر سے مسخر ہوا۔ باقی علاقوں کو عیاض بن مغنمؓ نے فتح کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اہواز، مناذر، سوس، رامہرز کو فتح کرتے ہو خوزستان کے صدر مقام کا رخ کیا، یہ نہایت مستحکم اور قلعہ بند تھا، لیکن ایک شخص کی راہنمائی سے مسلمان تہہ خانے میں گھس گئے اور اس کو مسخر کیا یہاں کا سردار ہرمزان گرفتار ہوا اور اس کو مدینہ بھیجا گیا، ادھر وہ مسلمان ہوگیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۲۷)

لوگ حکم عدولی کر کے ساعی ہوئے کہ کسی طرح حمص دہرا کر اہلِ حمص کا ہو، مگر وہ اس مراد سے محروم ہی رہے۔

مصر کی کامگاری

عمرو ولد عاص، عمر مکرم کے آگے آئے اور کہا کہ اس کا ارادہ ہے کہ وہ اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہو! اللہ کی مدد سے وہاں اسلام کو علو ملے گا۔

عمر مکرم کی رائے سے عمرو ولد عاص اک عسکر کے ہمراہ مصر حملہ آور ہوئے اور مصر اور دوسرے کئی ملکوں[1] کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

گواہی[2] (رحلۂ دارالسلام)

اک ہمدم[3] رسولؐ کا مملوک، والدلؤلؤ اک سحر عمر مکرم کے آگے ہوا اور کہا:

''اس کا مالک حد سے سوا محصول اس کے سر لگائے ہوئے ہے، اس سے کہو کہ وہ کمی کرے۔''

عمر مکرم کا سوال ہوا: ہم سے محصول کا عدد کہو! کہا: ''دو درھم ہے۔''

عمر مکرم کا دہرا سوال ہوا: کس عمل کے عامل ہو؟ کہا: ''لوہے کا، لکڑی کا، اور گل کاری کا۔''[4]

عمر مکرم کا کلام ہوا: ''اس طرح کے کاموں کے دو درھم کا محصول معمولی ہے[5]۔''

اس کلام سے والدلؤلؤ کا دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھا اور اس کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح عمر مکرم کو ہلاک کرے، اس لئے وہ مردود، سحر کی عمادِ اسلام کے لمحے حرم رسول وارد ہوا، عمر مکرم عمادِ اسلام کی ادائے گی کے واسطے آگے ہوئے، اسی لمحے مردود والدلؤلؤ اٹھا اور دھاری

---

[1] افریقہ، جبیس اور ام و نین فسطاط، اسکندریہ کو مسلمانوں نے فتح کیا۔ (ایضاً)

[2] شہادت۔ [3] حضرت مغیرہ بن شعبہؓ۔

[4] آہنگری، نجاری اور نقاشی کرتا تھا۔ ابولؤلؤ فیروز۔ [5] (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۳۶۴)

دارآلے سے عمرمکرم کوگھائل کرکے دوڑا۔

عمرمکرم مصلے سے ہٹے اوراک ہمدم رسول، والد محمد[1] کوعماد اسلام کے لئے آگے کھڑا کرکے کھاؤ کے صدمے سے گر گئے، کئی لوگ دوڑے کہ کسی طرح والد لؤلؤ مردود، محصور ہو، اک آدمی[2] کو ہلاک اور کئی لوگوں کوگھائل کرکے وہ مردود محصور ہوا اور اسی دھاری دارآلے سے گلا کاٹ کے وہ مردود سدا کے لئے واصل دارالآلام ہوا (اللہ اس مردود کو دارالآلام کے سارے دکھ دے اور حد سے سوا کرے)

گھاؤ کمال گہرے لگے، اس لئے لوگوں کو حاکم دوم کی عمر کی آس ٹوٹ گئی، لوگوں کی رائے ہوئی کہ ہمدم مکرم، حاکم اول[3] کی طرح کسی آدمی کو حاکم اسلام کرو!

عمرمکرم کا حکم ہوا کہ دوکم آٹھ لوگوں کے گروہ سے کسی اک آدمی کو حاکم اسلام طے کرلو!

اس گروہ کے لوگوں کا اسم اس طرح ہے:

"رسول اللہ ؐ کے دہرے داماد، حاکم سوم[4]، دامادرسول ؐ علی کرمہ اللہ، ہمدم طلحہ، ہمدم سعد، ہمدم ولد عوام[5]، ہمدم والد محمد[6]۔"

---

[1] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ (جن کی کنیت ابومحمد ہے۔) نے لوگوں کو اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظمؓ زخمی حالت میں سامنے لیٹے تھے۔ [2] جب لوگوں نے اس مردود ابولؤلؤ کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے کئی آدمیوں کو زخمی کیا اور حضرت کلیب بن ابی بکیرؓ کو شہید کردیا آخر گرفتار کرلیا گیا، لیکن اس نے گرفتار ہوتے ہی خودکشی کرلی اور ہمیشہ کے لئے واصل جہنم ہوا۔ [3] سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔ [4] حضرت عثمان غنی ؓ۔ [5] حضرت زبیر بن العوامؓ، [6] حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا، ص۔ ۲۶۹) آپؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علی کرمہ اللہ وجہہ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبدالرحمٰن ابن عوفؓ کو طلب فرمایا۔ حضرت طلحہؓ مدینہ میں تشریف نہ رکھتے تھے، اس لئے پانچ آدمیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا: تین دن تک حضرت طلحہؓ کا انتظار کرنا، اگر آجائیں تو ان کو بھی اپنی جماعت میں شامل کرنا ورنہ تم پانچ آدمی ہی مشورہ کرکے اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۶۵)

(اللہ ہر اک سے مسرور ہو)

اس مرحلے کو مکمل کر کے عمر مکرم کے حکم سے عروس مطہرہ کو اطلاع دی گئی کہ عمر کی دلی آس ہے کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی آرامگاہ والے محل کی ہمراہی ملے[1]۔

عروس مطہرہ کی رائے اسی طرح کی ہو گئی[2] عمر مکرم اس سے کمال مسرور ہوئے، اس کے آگے عمر مکرم کا کلام ہوا:

''وہ آدمی کہ حاکم اسلام ہو، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگاروں اور ہمدموں کو مکرم رکھے۔''

اور لڑکے[3] سے کہا عمر کے سر لوگوں کا ادھار ہے، ہو سکے عمر ہی کے مال سے ادا کرو! اگر ادائے گی ادھوری رہے، اسرۂ عدی سے سوال کرو کہ کسی طرح ادھار ادا ہو، مگر اس سے دور رہو کہ سارے لوگوں سے سوال کرو![4]

اہل علم سے مروی ہے کہ معمورہ رسولؐ کے اک گھر کے عمر مکرم مالک رہے، عمر مکرم کا حکم ہوا کہ اس گھر کو مول دے کر عمر کا ادھار ادا کرو[5] اس طرح کا اہم کلام کر کے عمر مکرم اک اور دو سحر گھائل رہے۔

وداع مکہ کو سولہ اور آٹھ سال ہوئے، محرم الحرام کی اول کو ساڑھے دس سال اسلام کا حاکم رہ کر، سسر رسول، اسلام کا حاکم دوم، مراد رسولؐ راہی دارالسلام ہوئے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔)[6]

---

[1] (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۲۶۶) [2] سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کی تھی، لیکن اب میں عمر فاروقؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ عمر فاروقؓ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میری سب سے بڑی مراد بر آئی۔ (ایضاً) [3] حضرت عبداللہ بن عمرؓ [4] (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۱۹)

[5] اس گھر کو حضرت امیر معاویہؓ نے خرید اتھا۔ (تاریخ اسلام، ج ا،ص ۱۶۷)

[6] (ایضاً، ج ا،ص ۲۶۶، ہادی عالم،ص ۴۰۷)

رکوع سے عاری عمادِ اسلام[1] کے امام ہمدم رومی[2] ہوئے اور حاکم سوم، ہمدم علی، ولد عوام، ولد عمر اور والد محمد کی مدد سے لحد کے حوالے کئے گئے۔

[1] نماز جنازہ۔ [2] حضرت صہیب رومیؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے قبر میں اتارا۔ (تاریخ اسلام، ج۱، ص ۳۶۶)

حمد اللہ کے لئے، سلام رسول اللہ اس کے ہمدوں کے لئے

حصہ دوم

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

دو داماد

دہرا دامادِ رسول اور ہمدم علی

(اللہ ہر دو سے مسرور ہو)

کے احوال کا حامل ہے

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

والدِ عمرو،[1] رسول اللہؐ کا دہرا داماد، دو[2] رحلوں والا، ولد[3] ولد والد عاص، دولمعوں والا[4]۔ اسلام کا حاکم سوم۔

مولودی سلسلہ

دامادِ رسول حاکم سوم کا مولودی سلسلہ والد اور ماں ہر دو کے واسطے سے ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملا ہوا ہے[5]۔

دامادِ رسول، حاکم سوم کو دولمعوں والا اس لئے کہا کہ ہادی اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی دو لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوئی۔

حاکم سوم کا اموی اسرہ دورِ لاعلمی سے ہی کو سرداری کا حامل رہا۔

عالم مادی کو آمد

مکہ مکرمہ کے لئے اک سال اس طرح کا ہوا کہ اک حاکم مردود، داراللہ کی مسماری کے ارادے سے مکہ وارد ہوا، حاکم سوم اس سال سے دو کم آٹھ سال ادھر[6] مولود ہوئے اور رحلۂ

---

[1] حضرت عثمانؓ کی کنیت۔ (صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا، ص ۱۶۵) [2] ذوہجرتین۔ [3] عثمانؓ بن ابو اعاص۔ [4] ذوالنورین۔

[5] والد کی طرف سے پورا سلسلہ نسب یہ ہے. عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی القرشی۔ والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے: اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمان کا سلسلہ پانچویں پشت عبد مناف پر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے یعنی عبد مناف کے دو فرزندوں میں سے ایک کی اولاد میں رسول اللہ ہیں اور ایک کی اولاد میں حضرت عثمانؓ آپؓ کی نانی بیضا، ام حکیم، حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن اور رسول اللہ کی پھوپھی تھیں۔ غرض آپؓ ماں اور باپ دونوں طرف سے بہت قریب کی قرابت رسول اللہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۲۰۰، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۷۴، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷۵) [6] واقعہ فیل کے چھٹے سال یعنی ہجرت نبویؐ سے ۴۷ سال قبل پیدا ہوئے۔

وداع مکہ سے سہ کم آدھی صدی آگے مولود ہوئے۔

داماد رسول، حاکم سوم اک آسودہ حال سوداگر اور داد و عطا کے عادی رہے۔

حاکم سوم کا اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کی عمر اٹھارہ اور سولہ سال کی ہوئی، مکہ مکرمہ کی وادی صدائے لا الہ سے معمور ہوئی گوکہ اس صدا سے اہل مکہ اک عرصہ سے لاعلم رہے، مگر حاکم سوم کہ ملائم دل والے رہے، اس لئے اسلام کے حاکم اول کا کلام مسموع کر کے اسلام کے واسطے آمادہ ہوئے۔

اور اس ارادے سے کھڑے ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آکر اسلام لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر ہی مل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے والد عمرو! اسلام لاکر دار السلام حاصل کرلو! حاکم سوم اسی لمحے اسلام سے مالا مال ہوئے۔[1]

اک اہم کلام

اہل مطالعہ کو معلوم رہے کہ اسلام کے حاکم سوم کا اموی اسرہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کا ہمکار[2] رہا اور وہ ہادی عالم کی کامگاری اور علوا اسلام سے حاسد ہوا کہ اگر اسلام

---

[1] سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷٦ [2] حریف۔ (فیروز اللغات) حضرت عثمان غنیؓ کا تعلق اموی خاندان سے تھا جو بنو ہاشم کا حریف تھا، رسول اللہ ﷺ کی کامیابی کو اس لئے خوف و حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا کہ اس طریقے سے عرب کی سیادت کی باگ بنوامیہ کے ہاتھ سے نکل کر بنو ہاشم کے دست اقتدار میں چلی جائے گی یہی وجہ تھی کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان وغیرہ اس تحریک کو دبانے میں نہایت سرگرمی سے پیش پیش تھے، مگر حضرت عثمانؓ کا آئینہ دل خاندانی تعصب کے گرد و غبار سے پاک تھا، اس لئے اس قسم کی کوئی پیش بینی ان کی صفائی باطن کو مکدر نہ کرسکی، آپ چوتھے مسلمان تھے۔
(سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷٦، تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۷۵)

کوعلو ملے گا سرداری، اموی اسرہ سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اسرہ کو ملے گی۔ اس لئے اموی اسرہ کے کئی سرکردہ لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح صدائے اسلام رکے، مگر داماد رسول حاکم سوم کا دل اس طرح کے ہر حسد سے کوسوں دور رہا۔ اسی لئے وہ اول اول اسلام لے آئے، اس سے اس کے اسرہ کے لوگ اس کے عدو ہو گئے۔

دامادیٔ رسولؐ کا عالی اکرام

حاکم سوم کے اسلام کو اک عرصہ ہوا، حاکم سوم کو اک اعلیٰ اکرم ملا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے داماد ہوئے۔

رسول اکرمؐ کی اک لڑکی کی عروسی ہادی اکرمؐ کے عم گمراہ[2] کے اک لڑکے[3] سے ہوئی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم داعی اسلام ہوئے، عم گمراہ لڑکے کے گھر آئے اور اس کو حکم ہوا کہ محمدؐ کی لڑکی کو الگ کر دو! والد کے حکم سے لڑکا دوری کر کے مسرور رہوا۔

رسول اللہؐ کی رائے سے اس لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہو گئی[4]۔

رحلۂ اول[5]

مکہ مکرمہ کی وادی صدائے اسلام سے معمور ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدموں کی مساعی سے اسلام کو علو ملا۔ اس سے اہل مکہ کے دل حسد کی آگ سے سلگ اٹھے اور وہ اہل اسلام کو دکھ دہی اور الم رسائی کے واسطے ساعی ہوئے۔ گو کہ حاکم سوم، اموی اسرہ کے سرکردہ آدمی رہے، مگر اسلام کے لئے دکھ والم سہے۔ حاکم سوم کے اک عم گمراہ کو اطلاع ملی کہ اس کے ولد ام کا لڑکا اسلام سے مالا مال ہوا ہے، وہ اٹھا اور حاکم سوم کو رسی سے کس کے مارا۔[6]

---

[1] حضرت رقیہؓ۔ [2] ابولہب۔ [3] عتبہ۔ آپؐ کے دعوے نبوت کے بعد ابولہب ملعون کو آنحضرتؐ سے اتنی عداوت ہو گئی کہ اس نے اپنے لڑکے عتبہ پر دباؤ ڈال کر حضرت رقیہؓ کو طلاق دلوادی۔ [4] (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۱۷۷) [5] ہجرت حبشہ۔ [6] حضرت عثمان غنیؓ کے چچا کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ مسلمان ہو گئے ہیں تو اس نے حضرت عثمانؓ کو باندھ کر مارا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۱۷۸)

اول اول اہل اسرہ سردمہری کے عامل رہے، مگر وہ لمحہ آ کے رہا کہ اسرہ اور مکہ کے گمراہوں کے دکھ دہی اور الم رسائی کے سلسلے کو اس طرح طول ہوا کہ اس کی سہار آدمی کو کہاں؟ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حاکم سوم کو حکم ہوا کہ گھر والوں کو لے کر ملک اصحمہ[۱] کو راہی ہو[۲]۔

حاکم سوم گھر والی کو لے کر سوئے ملک اصحمہ راہی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے:

''معمار حرم[۳] اور لوط رسول (سلام اللہ علیٰ روحھما) کے علاوہ والد عمرو[۴] ہی وہ آدمی ہے کہ گھر والی کے ہمراہ رحلہ کر گئے۔''

حاکم سوم آٹھ سال ادھر رہے[۵] اور اس کی اطلاع کو مسموع کر کے مکہ لوٹے کہ اہل مکہ سارے کے سارے اسلام لے آئے، مگر مکہ آ کر معلوم کہ اہل مکہ اسلام سے محروم ہی دور ہے۔ کئی آدمی دہرا کر ملک اصحمہ لوٹ گئے، مگر حاکم سوم مکہ ہی رک گئے[۶]۔

رحلۂ دوم[۷]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام معمورہ احد کو اک اک کر کے رواں ہوں، ہمدموں کو اس حکم اور اس رائے کی اطلاع دی گئی، لوگوں کو حکم رسول ملا اور وہ اس حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے لئے آمادہ عمل ہوئے۔

۱؎ نجاشی۔ ۲؎ (سیرت خاتم الانبیاء، ص ۱۳۶) ۳؎ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہم اسلام نے بھی اپنے اہل کے ساتھ ہجرت کی تھی، ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ نے۔ (سیرت خلفائے راشدینؓ، ص ۲۰۲، سیر الصحابہ، ج ۱ص ۱۷۸) ۴؎ حضرت عثمان غنیؓ ۵؎ (صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا، ص ۱۶۸)؎ ۶؎ صحابہ کرامؓ کو قریش کے اسلام غلط خبر ملی وہ سب مکہ آ گئے ان میں عثمانؓ بھی تھے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱ص ۱۷۸) ۷؎ مدینہ کی ہجرت۔

حاکم سوم مع گھر والوں کے آمادہ ہوئے کہ مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر اس مصر کو رواں ہوں کہ وہی معمورہ رسول ہوگا۔[1]

حاکم سوم معمورۂ احد آ کر مددگارِ رسول اوس[2] کے ہاں ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے سے مددگار اوس اور حاکم سوم کا اک دوسرے سے معاہدہ ہمدردی و رواداری ہوا۔[3]

ماءِ رومہ[4] اور داماد رسول

معمورۂ رسول آ کر اہل اسلام کو ماءِ طاہر سے محرومی ہوئی، لوگوں سے معلوم ہوا کہ معمورہ رسول کے لئے اک ماءِ طاہر کا گڑھا ہے، مگر اس کا مالک اک اسرائلی[5] ہے اور وہ ماءِ طاہر اس کی کمائی ہے۔

اہل اسلام کی ماءِ طاہر سے محرومی کو محسوس کر کے داماد رسول کا ارادہ ہوا کہ اسرائلی کو دام دے کر ماءِ طاہر کا گڑھا مول لے لوں اور اس کو اللہ کی راہ دے دوں۔

اس ارادے کو لے کر حاکم سوم اٹھے اور اس اسرائلی کے آگے آ کر اس سے کہا:

''ہم کو رومہ کا گڑھا مول دے دو!''

اس کا ردِ کلام ہوا کہ آدھا گڑھا مول دوں گا[6] اور وہ اس طرح کہ اک سحر رومہ ہمارا ہوگا اور اک سحر داماد رسول کا۔ داماد رسول آمادہ ہو گئے اور دام ادا کر کے آدھے رومہ کے مالک ہوئے اور اس کو اللہ کی راہ دے کر مسرور ہوئے۔

۱؎ (ہادی عالم، ص: ۱۳۶) ۲؎ حضرت اوس بن ثابتؓ۔ ۳؎ آپؐ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت اوس بن ثابتؓ کے درمیان مواخات قائم کردی۔ (صحابہ کرام انسائیکلوپیڈیا، ص. ۱۶۸) ۴؎ بیئر رومہ۔ ۵؎ یہودی۔ ۶؎ یہودی صرف نصف حق فروخت کرنے پر راضی ہوا اور شرط یہ قرار پائی کہ ایک دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوگی اور ایک دن یہودی کیلئے یہ کنواں مخصوص رہے گا۔ (سیر الصحابہ، ص ۱۷۹)

وہ سحر کی رومہ دامادِ رسول حاکم سوم کی ملک رہا، اسی سحر سارے لوگ اس کے ماءِ طاہر سے مالا مال ہوئے اور گھڑوں ماءِ طاہر گھر لا کر مسرور ہوئے۔

دوسری سحر رومہ لوگوں کی آمد سے محروم ہی رہا۔ کئی سحر اسی طرح ہوا، اس سے اسرائلی کو ملال ہوا کہ کمائی گئی،[۱] اس لئے وہ داماد رسول حاکم سوم سے آ کر ملا اور کہا:

''وہ آمادہ ہے کہ دام طے کر کے رومہ کا دوسرا حصہ داماد رسول کے حوالے کر دے۔''

حاکم سوم اٹھے اور دام دے کر سارے رومہ کے مالک ہوئے اور سارے رومہ کو اللہ کی راہ دے مسرور ہوئے۔ اس طرح سارے لوگوں کی ماءِ طاہر سے محرومی دور ہوئی۔

معرکے اور دوسرے احوال

معمورۂ رسول آ کر اہل اسلام کو آرام ملا، مگر گمراہوں کو کہاں گوارہ کہ مسلم آرام سے رہے اور اسلام کو علو ملے؟

اس ڈر سے کہ اگر معمورۂ رسول اسلام کا گہوارہ ہوا، اہل مکہ کی راہ کھوٹی ہوگی، وہ اسلام اور اہل اسلام کی رسوائی کے واسطے ساعی ہوئے اور اس لئے وداع مکہ کے دوسرے سال سے لے کر مکہ کی کام گاری کے لمحے معرکوں کا سلسلہ دائم رہا۔ داماد رسول حاکم سوم اک، دو معرکوں کے علاوہ ہر ہر معرکے ہادی اکرمؐ کے ہمراہ رہے۔

اسلام کا معرکہ اول[۲] اور اسلام کے حاکم سوم

اسلام کے معرکۂ اول کے لمحے داماد رسول کی گھر والی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی لڑکی، محموم رہی، اس لئے داماد رسول، حاکم سوم کو ہادی اکرمؐ کا حکم ہوا کہ گھر والی کی دلداری

---

[۱] جس دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی، اس دن مسلمان اس قدر پانی بھر کر رکھ لیتے تھے کہ دو دن تک کیلئے کافی ہوتا تھا، یہودی نے دیکھا کہ اب اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر راضی ہوگیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۷۹) [۲] غزوہ بدر۔

کے واسطے ادھر ہی ٹھہرو! اللہ کی درگاہ سے صلہ واکرام اور مال کامگاری ملے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کے ہمراہ معرکۂ اول کے واسطے راہی ہوئے اور دامادِ رسول، حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے معمورۂ رسول ہی ٹھہر گئے کہ گھر والی کی دلداری کر سکے۔[۱]

دامادِ رسول، حاکم سوم کی گھر والی کئی سحر محموم رہ کر اللہ کے گھر کو سدھاری۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔[۲])

ہادی کاملؐ معرکہ گاہ سے سوئے معمورۂ رسول رواں ہوئے، رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ دو آدمی دوڑ کر سوئے معمورۂ رسول رواں ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو اہل اسلام کی کامگاری کی اطلاع ملے، اس امر کے لئے ولد رواحہ اک اور مددگار کے ہمراہ رواں ہوئے۔

ہمدم اسامہؓ[۳] راوی ہوئے کہ ہم کو اہل اسلام کے اس معرکے سے کامگاری کی اطلاع ماہ صوم کی اٹھارہ کو ملی، اسی لمحے ہم سرورِ عالمؐ کی لڑکی اور ہمدم داماد کی اہل کو مٹی دے کر آئے۔

معلوم رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدم داماد اور اسلام کے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے رسول اللہؐ کی لڑکی کی دلداری کے لئے معمورہ رسول ہی رہے۔ اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم داماد سے معرکہ اول کے کامگار لوگوں کا سا سلوک ہو! اسی لئے معرکہ اول کے مال کامگاری سے اس کو دوسرے لوگوں کے مساوی حصہ ملا اور اللہ کی درگاہ سے وہ سارے احوال واکرام ملے کہ اس معرکے کے

---

۱ غزوہ بدر کے موقع پر آپؐ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بیمار تھیں، اس لئے آپؐ نے حضرت عثمان غنیؓ سے فرمایا تم مدینہ ٹھہر کر اپنی اہلیہ کی تیمارداری کرو، تم کو پورا پورا اجر ملے گا۔ اس لئے آپؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۲۰۶، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۸۰) ۲ سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۸۰، ہادی عالم، ص ۲۰۷۔ ۳ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے لوٹے تو ہمیں فتح کی اطلاع ملی۔ (ایضاً، ص ۱۹۴)

دوسرے لوگوں کو ملے۔[1]

اہل علم سے مروی ہے کہ دامادِ رسول حاکم سوم کو اس سے کمال دکھ ہوا کہ ادھر معرکہ اول سے محرومی ہوئی اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے سلسلہ دامادی ٹوٹا اور رسول اکرمؐ کا کلام ہے:

''دارالمعاد[2] کو مرے سلسلے کے علاوہ ہر سلسلہ ٹوٹ کر رہے گا۔''[3]

اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اکرمؐ آئے اور دامادِ رسول کی دلدہی کی اور کہا کہ والد عمرو کے لئے وہی اکرام ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کا ملا۔

دامادیٔ رسول کا دہرا اکرام

دامادِ رسول، حاکم سوم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے اک اکرام اس طرح کا ملا کہ سارے رسولوں کے سارے ہمدم وحواری اس سے محروم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے سے رسول اللہؐ کی دوسری لڑکی کی عروسی حاکم سوم سے ہوگئی۔ اس طرح حاکم سوم رسول اللہؐ کے دہرے داماد ہو گئے اور دولمعوں والے کہلائے۔

معرکہ احد

معرکہ احد کو حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور کمال حوصلہ وری سے لڑے، مگر گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی کامگاری ادھوری رہ گئی اور وہ ہر دو راہ سے اعدائے اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا۔

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ حضرت رقیہؓ کی شدید بیماری کی وجہ سے مدینہ منورہ رہ گئے تھے، مگر آنحضرتؐ نے ان کو اصحاب بدر ہی میں شمار فرمایا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا (ہادی عالم، ص ۱۹۷ بحوالہ اصح السیر) [2] آخرت۔ [3] رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے قیامت کے دن میری قربت کے سوا ساری قرابت داریاں منقطع ہو جائیں گی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۸۱ بحوالہ کنز العمال ج ۲، ص ۳۷۹) [4] حضرت ام کلثومؓ۔ [5] ذوالنورین۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہم رو ہمدم گمراہوں سے لڑ کر اللہ کے گھر کو سدھارا، اس سے اس گمراہ کو دھوکہ لگا کہ محمدؐ گھائل ہو کر گرے، وہ مسرور ہوا اور کہسار کے اک سرے سے صدا لگائی کہ محمدؐ کا وصال ہوا!

گمراہوں کے دل اس صدا سے مسرور ہوئے، مگر اہل اسلام کے دل اس صدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سارے لوگ اک دم ٹھٹھر کر رہ گئے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم کا حال دگر ہوا، وہ حواس گم کر کے رسول اللہ سے دور ہو گئے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال کی اطلاع عام ہوئی، اک مسلم کو اس کی سہار کہاں؟ حاکم سوم اس دوری کو لے کر سدا دکھی رہے، حالاں کہ اس طرح کے لوگوں کے لئے اللہ کا کلام وارد ہوا:

"اللہ سے اس طرح کے سارے لوگوں کو رہائی ملی، لامحالہ، اللہ کمال حلم والا اور رہائی والا ہے۔"[2]

---

[1] (ہادی عالم، ص۔ ۲۲۲) [2] احد کی لڑائی میں جب رسول خداؐ کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی اور صحابہ کرامؓ میں نہایت بے چینی اور سراسیمگی پھیل گئی اور اس پریشانی و بدحواسی میں بعض لوگ میدان جنگ سے ہٹ گئے، بعض معمولی روایت سے جن کی حیثیت اخبار احاد سے زیادہ نہیں، حضرت عثمان غنیؓ کا نام بھی پیچھے ہٹ جانے والوں میں لیا گیا ہے، حالانکہ ایک تو حضرت عثمانؓ جیسے جلیل الشان و عظیم المرتبت صحابی کا میدان احد سے ہٹ جانا قابل تسلیم نہیں۔ دوسرے ان ہٹ جانے والے لوگوں پر کوئی ملامت بھی نہیں۔ اول اس وجہ سے کہ رسول اللہؐ کی شہادت کی خبر سے سراسیمہ ہو کر ہٹے تھے۔ دوم اس وجہ سے کہ ان ہٹ جانے والوں کے حق میں صاف طور پر قرآن کریم میں وارد ہو گیا ہے ولقد عفا الله عنهم ان اللـه غفور حليم تحقیق اللہ نے ان سب کو معاف کر دیا، بے شک اللہ بڑا حلم والا اور بخشنے والا ہے۔ آل عمران ۱۵۵ (سیرت خلفائے راشدین، ص ۲۰۷)

دوسرے معرکے

وداع مکہ کو دو اور دو سال ہوئے کہ ذروالی[1] عماد اسلام والا معرکہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس معرکہ کے واسطے راہی ہوئے اور داماد رسول، حاکم سوم کو معمورۂ رسول کا والی کر گئے۔

اسی طرح اسرائلی گروہ سے معرکہ[2] ہوا اور اس کے آگے کھائی والا معرکہ[3] ہوا، داماد رسول اہل اسلام کے ہمراہ رہے۔

معاہدہ صلح اور حاکم سوم

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے، راہ کے اک مرحلے رسول اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ مکے کے گمراہ ہر طرح لڑائی کے واسطے آمادہ ہو گئے اور سارے لوگوں کا ارادہ ہے کہ اہل اسلام کو مکہ سے دور ہی روک کر معرکہ آراء ہوں گے۔

سرکار دو عالمؐ اہل اسلام کو لے کر مکہ مکرمہ سے کوئی دس کوس ادھر اک گاؤں آکر رکے، وہی محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کی ورودگاہ ہوا۔[4]

مگر ہادی اکرمؐ لڑائی کے ارادہ سے کہاں آئے؟ اس لئے ہادی کاملؐ کا دہرے[5] داماد اور اسلام کے حاکم سوم کو حکم ہوا کہ مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوں اور مکے والوں سے کہو کہ ہمارا عمرے کا ارادہ ہے اور ہمارا عہد ہے کہ ہم لڑائی سے دور ہوں گے اور رؤسائے مکہ سے اور مکہ مکرمہ کے مسلموں سے

---

[1] غزوہ ذات الرقاع، چونکہ اس غزوہ میں صلوۃ الخوف مشروع ہوئی، اس لئے اس کو یہ نام دیا۔ اس غزوے کے کل پانچ نام ہیں (۱) غزوہ ذات الرقاع۔ (۲) غزوہ بنو محارب۔ (۳) غزوہ بنو ثعلبہ۔ (۴) غزوہ صلوۃ الخوف۔ (۵) غزوۃ الاعاجیب۔ (عہد نبوت کے ماہ و سال، ص ۸۰) [2] غزوہ بنو نضیر۔ (ہادی عالم، ص ۲۴۵) [3] غزوہ خندق۔ [4] حدیبیہ، مکہ مکرمہ سے ساڑھے نو میل جدہ کی سمت واقع ہے۔ (ایضاً، ص ۲۹۳) [5] حضرت عثمانؓ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب مسلمانوں کو فتح دے گا اور اپنے دین کو غالب کرے گا۔ (ایضاً ص ۲۹۴)

کہہ دو کہ اک عرصہ ادھر، اللہ اہل اسلام کو کامگاری عطا کرے گا اور اسلام کو علو حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد، رسول اللہؐ کے حکم سے مکہ کے اک آدمی کے ہمراہ مکہ مکرمہ گئے اور وہاں کے سرداروں اور مسلموں کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حوالے سے اطلاع دی۔

مکہ والے اک رائے ہوگئے کہ اس سال مکہ مکرمہ سے دور رہو اور عمرے کے ارادے کو دل سے دور کرو! ہاں اگلے سال آکر عمرہ ادا کرو اور داماد رسول سے کہا کہ اگر ارادہ ہو، دار اللہ کا دور کرلو! مگر داماد رسول حاکم سوم کو کہاں گوارہ کہ اللہ کا رسول دار اللہ کے دور سے محروم رہے اور وہ اس اکرام وسرور کو حاصل کرے۔؟

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد وہاں روک لئے گئے اور ادھر اہل اسلام کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے۔

حاکم سوم کے صلۂ دم کے واسطے اہل اسلام کا رسول اللہؐ سے عہد[1]

سرور عالمؐ کو اس کی اطلاع ہوئی، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو کمال صدمہ ہوا اور کہا کہ دہرے داماد کا صلۂ دم لے کر ہی وہاں سے راہی ہوں گے اور وہاں سمرہ[2] کے سائے آئے اور عام صدا دی:

> "ہر وہ آدمی کہ اللہ کے رسول کے ہمراہ حوصلہ وری سے لڑائی کے لئے آمادہ ہے، آگے آئے اور وہ رسول اللہؐ سے عہد کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ ہر طرح سے لڑے گا اور دل کھول کر معرکہ آراء ہوگا۔"

---

[1] بیعت الرضوان یعنی وہ بیعت جس سے صحابہ کرامؓ کیلئے اللہ تعالیٰ کی عام رضا کا اعلان قرآن کریم میں ہوا۔ (ہادی عالم، ص ۲۹۴) [2] سمرہ، کیکر کا وہ درخت جس کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعت لی (ایضاً بحوالہ سیرت مصطفیٰ ص ۲۳۰، ج ۲)

سارے لوگوں سے اول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک دلدادہ، اسد کی
آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے معرکہ آرائی کا عہد کر کے لوٹے۔
سارے اہل اسلام کھڑے ہوئے اور اک اک کر کے سارے لوگ عہد کر مسرور ہوئے، دہرے
داماد کے لئے کلام ہوا: ''اس کے لئے اس طرح کا عہد اللہ کا رسول ہی کرے گا۔''

ہمدموں اور مددگاروں کے اسی عہد کے لئے کلام الٰہی وارد ہوا اور اس عہد کے حامل
سارے اہل اسلام کو وہ اکرام ملا کہ دوسرے لوگ اس سے محروم رہے۔ اس کلام الٰہی سے اس
امر کی گواہی ملی کہ اللہ مالک الملک عہد کاروں سے مسرور ہوا اور اللہ کو سارے اہل اسلام کے
دلوں کا حال معلوم ہے اور اہل اسلام کے لئے دل کا سرور وارد ہوا اور اس کے صلے، اللہ کی درگاہ
سے اک عرصہ ادھر اک کامگاری عطا ہوئی اور اموال کامگاری ملے۔[1] مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل
رسلہ وسلم کے دہرے داماد کسی طرح مکہ والوں سے الگ ہو کر رود گاہ آ گئے اور رسول اکرم سے
آملے اور آ کر رسول اکرم سے عہد کر کے اس اکرام کے حصہ دار ہوئے۔[2]

مآل کار اہل مکہ صلح کے لئے آمادہ ہوگئے، معاہدہ صلح کے امور طے کر کے رسول اللہ صلی
اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کو لے کر سوئے معمورہ رسول لوٹ گئے۔

اس کے آگے کئی دوسرے معرکے ہوئے،[3] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے

---

[1] قرآن کریم کی یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونھا و کان اللہ عزیزا حکیما ترجمہ بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جس وقت کہ وہ آپؐ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اللہ کو ان کے دلوں کا خلوص معلوم ہو گیا۔ اللہ نے ان پر سکینت نازل کی اور انعام میں قریبی فتح عطا فرمائی اور بہت سے اموال غنیمت عطا فرمائے، اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۹۵) [2] (ایضاً) [3] ۷ھ میں غزوہ خیبر پیش آیا پھر ۸ھ میں فتح مکہ ہوا، اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی جو غزوہ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عثمانؓ ان تمام معرکوں میں شریک رہے۔ (سیر الصحابہ ج ص ۱۹۳)

دہرے داماد، ہر ہر معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

معرکہ عسرہ[1] اور اسلام کے حاکم سوم کی داد وعطا

ملک روم کے حاکم کو کسی طرح اطلاع ملی کہ محمدؐ اس دار مادی سے دارالسلام کو راہی ہوئے اور اس ملک کے لوگ مال وطعام سے محروم ہوگئے، اس لئے اگر اس ملک آکر حملہ آور ہوگے، کامگار ہوگے۔

حاکم روم ہرکلس کا دل ملک ومال کی طمع سے معمور ہوا اور وہ اک عسکر طرار اکٹھا کر کے آمادہ ہوا کہ معمورہ رسول آکر حملہ آور ہو۔

ادھر ملکِ روم کے کسی کارواں کے لوگوں سے سرورِ عالمؐ کو معلوم ہوا کہ حاکم روم حملے کا ارادہ کر رہا ہے، سرورِ عالمؐ کا حکم ہوا کہ عسکر اسلام ملک روم کے رحلے کے لئے آمادہ ہو!

وہ سال اہلِ اسلام کے لئے کڑا رہا، اس لئے کہ اس سے اگلے سال گراں سالی رہی اور وہ موسم کثائی کا موسم رہا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اس معرکے کے لئے لوگ کھلے دل سے اموال دے کر اللہ کے آگے کامگار ومسرور رہوں!

ہمدم مکرم اور اسلام کے حاکم اول گھر کا سارا مال اور عمر مکرم گھر کا آدھا مال لے کر آئے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اک آسودہ حال سوداگر رہے اور اس کا اک سوداگری کا کارواں ممالک روم سے مالا مال ہوکر لوٹا، اس لئے وہ اٹھے اور کہا کہ وہ عسکر اسلام کے سہ حصے کر کے اک حصہ کو مکمل اسلحہ اور اس کے ہر ہر آدمی کو لدی لائی سواری دے گا۔[3]

---

[1] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکلیف کے ہیں۔ (ہادی عالم) [2] (ایضاً، ص ۳۸۴) [3] اسی زمانے میں حضرت عثمان غنیؓ کا تجارتی قافلہ ملک شام سے نفع کثیر کے ساتھ واپس آیا تھا، اس لئے انہوں نے اک تہائی فوج کے جملہ خرچات تنہا اپنے ذمہ لے لئے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۸۳)

ولد سعد سے مروی ہے کہ معرکہ عسرہ کے لمحے عسکر اسلام کا عدد دس سو کے دس گروہ کم آدھالا کھ رہا[1]

اہل مطالعہ کو معلوم ہوا کہ دہرے داماد کا مال عسکر اسلام کے دس دس سو کے دس رسالوں سے سوا لوگوں کو ملا اور ہر اک کے لئے رسی اسی کے مال سے لی گئی[2] اس کے علاوہ دس سو سواری[3] اور دس کم اسی گھوڑے اور رسد کے لئے اموال دئے۔

ہادی اکرم سارے اموال کا مطالعہ کر کے کمال مسرور ہوئے اور مسکرا مسکرا کر درھموں[4] کو ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر الٹا الٹا کر کہا:

''اس سحر سے آگے داماد رسول کا ہر عمل اس کو گھاٹے سے دور رکھے گا۔''

(رواہ احمد و حاکم)

ہادی اکرمؐ کا رحلۂ وداع اور رسول اللہؐ کا دہرا داماد

وداع مکہ کو دس سال ہوئے، ہادی اکرمؐ کا رحلۂ وداع اسی سال ہوا، رسول اکرمؐ کے دہرے دامادِ رسول اللہؐ کے ہمراہ رہے۔

رسول اکرمؐ کے وصال مسعود کے آگے سسر رسول، ہمدم مکرم حاکم اسلام ہوئے، اس لمحے دامادِ رسول اہل الرائے کے سرکردہ آدمی رہے۔

---

[1] لشکر اسلام کی تعداد چالیس ہزار تھی، جن میں تیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوار شامل تھے۔ (ایضاً) [2] گویا حضرت عثمانؓ نے دس ہزار سے زیادہ فوج کیلئے سامان مہیا کیا اور اس اہتمام کے ساتھ کہ اس کیلئے ایک ایک تسمہ تک ان کے روپے سے خریدا گیا۔ (ایضاً) [3] ایک ہزار اونٹ۔ [4] حضرت عثمان غنیؓ نے ایک ہزار دینار دیئے آپؐ اس فیضی سے اس قدر خوش تھے کہ دیناروں کو دست مبارک سے اچھالتے تھے، و فرماتے تھے ماضر عثمان ماعمل بعدھذاالیوم ترجمہ آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی کام اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا (ایضاً، بحوالہ مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۱۰۲، ترمذی، ابواب المناقب باب مناقب عثمان)

دہرے دامادِ رسول کی مدح سسرِ رسول سے

ہمدم مکرم کے وصال کے آگے ہمدم مکرم کے ارادے اور اہل اسلام کی رائے سے عمر مکرم، اولی الامر ہوئے، اس کا حال اس طرح ہوا کہ ہمدم مکرم کے وصال سے اک عرصہ ادھر ہمدم مکرم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کے واسطے اک رسالہ اس طرح کا لکھوادوں کہ وہ اسلام کے اگلے حاکم کے اسم کا حامل ہو کہ لوگوں کے لئے حاکم اسلام کا مسئلہ سہل ہو، اس لئے ہمدم مکرم اور اسلام حاکم کے اول کا دامادِ رسول حاکم سوم کو حکم ہوا کہ ہمارے کلام کو لکھو!

حاکم سوم آئے اور کلام کا اک حصہ لکھا اس سے آگے کہ ہمدم مکرم اس آدمی کا اسم لکھوائے کہ وہ لوگوں کے واسطے اسلام کا اگلا حاکم ہوگا، درد کی کسک سے حواس گم کر گئے [۱]

دامادِ رسول اسلام کے حاکم سوم کو الہامی طور سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی کہ اگلا حاکم اسلام ہوگا، وہ عمر مکرم ہی ہے، اس لئے عمر مکرم کا اسم لکھ کر رک گئے، کئی لمحے اسی طرح رہ کر ہمدم مکرم اٹھے اور کہا:

''ہمارے آگے کہو کس طرح لکھا ہے''؟

حاکم سوم سے عمر مکرم کا اسم مسموع کر کے کمال مسرور ہوئے اور رسول اللہؐ کے دہرے داماد کی مدح کی [۲] اس کے آگے عمر مکرم حاکم اسلام ہوئے اور دس سال حاکم اسلام رہ کر دارالسلام کو سدھارے اور دو کم آٹھ لوگوں کا اسم لے کر کہا:

''دو اور اک سحر لگا کر رائے سے کسی اک کو حاکم اسلام کر لو!''

عمر مکرم کے امور لحد کو مکمل کر کے دو کم آٹھ لوگوں کا گروہ اکٹھا ہوا کہ اولی الامری کا مسئلہ حل

---

[۱] حضرت ابوبکر صدیقؓ استخلافِ عمرؓ کا وصیت نامہ حضرت عثمان غنیؓ سے لکھوا رہے تھے، دوران کتابت کسی خلیفہ کا نام لکھانے سے قبل حضرت ابوبکر صدیقؓ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی عقل وفراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ کا نام لکھ دیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہوش آیا تو کہا کیا لکھا ہے پڑھ کر سناؤ؟ انہوں نے سنا شروع کیا اور جب حضرت عمرؓ کا نام لیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے اور حضرت عثمانؓ کی اس فہم فراست کی بہت تعریف وتوصیف کی [۲] (سیر الصحابہ، ج۱، ص ۱۸۴)

ہو، سارے لوگوں سے آگے والد محمد[۱] کھڑے ہوئے اور کہا کہ کوئی ہے کہ کہے کہ وہ اولی الامری والے معاملے سے الگ ہے اور کسی کے لئے وہ اولی الامری کا حکم کردے؟ اس کا حکم مسلم ہوگا۔

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگ رد کلام سے رکے رہے۔

کئی لمحے ٹھہر کر والد محمد کا کلام ہوا کہ وہ اولی الامری والے معاملہ سے الگ ہے اور آمادہ ہے کہ کسی اک کے لئے اولی الامری کا حکم کرے، مگر عہد کرو کہ حکم عدولی سے دور رہوگے!

اس کلام کو مسموع کر کے سارے لوگوں کا رد کلام ہوا کہ ہم آمادہ ہوئے، مگر ہمدم علی کرمہ اللہ رد کلام سے رکے رہے۔

والد محمد کا کلام ہوا.

''اے علی! کلام کرو!''

ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ آمادہ ہوں، مگر عہد کرو کہ اسلام اور اہل اسلام ہی کی اصلاح کو آگے رکھ کر حکم کروگے! کہا:

''ہمارا عہد ہے کہ اسی طرح ہوگا۔''

اس کلام کو مسموع کر کے ہمدم علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ کسی کے لئے اولی الامری کا حکم کرو، ہم سارے حکم عدولی سے دور رہوں گے!

مآل کار اگلی سحر، سحر کی عمادِ اسلام ادا کر کے والد محمد کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا کہ لوگو! حاکم اسلام رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد ہوں گے۔

لوگ آگے آئے اور اک اک کر کے عہد کر کے لوٹے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ اول اول عہد سے رکے

---

۱ حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ (صحابہ کرام انسائیکلو پیڈیا) حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ کوئی ہے جو خلافت سے دست بردار ہو جائے تو اس کو یہ حق ملے گا کہ وہ جس کیلئے بھی خلافت کا حکم کریگا دوسرے اس کا حکم مانیں گے؟ بالآخر عبدالرحمن بن عوف ؓ خود ہی خدمت سے دستبردار ہو گئے اور فرمایا کہ میں انتخاب خلیفہ کے کام کو انجام دینے کیلئے تیار ہوں۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۷۶)

اور ادھر سے ہٹے، مگر معمولی عرصہ ٹھہر کر دوڑ کر آئے اور عہد کر کے لوٹے[1]

اس طرح محرم کی دوا اور دو کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد مسلمہ طور سے سارے اہل اسلام کے حاکم ہو گئے۔ (اللہ اس سے مسرور ہو)

اسلام کے حاکم سوم کی درگاہ کا اول معاملہ

عمر مکرم کے وصال سے کئی سحر ادھر والدلوئلؤ اک دھاری دارآلے کے ہمراہ کسروی سردار[2] کے آگے وارد ہوا، ادھر اک مملوک روح اللہ رسول کے مسلک کا راہرو[3] اس سردار کا ہمراہی رہا۔ والدلولوکئی لمحے ہر دو سے ہم کلام رہا[4]

اس گروہ کی ہم کلامی کا مطالعہ کر کے حاکم اول کا لڑکا محمد ادھر راہی ہوا، والدلوئلؤ کو معلوم ہوا کہ محمد ولد حاکم اول کا ارادہ ادھر ہی کا ہے، وہ اٹھا اسی لمحے اس کا دھاری دار آلہ گرا، والدلوئلؤ کو دا اور اس کو اٹھا کر آگے رواں ہوا۔

اس لمحے حاکم اول کا لڑکا محمد، ہر طرح کے وساوس سے دور رہا، مگر عمر مکرم کے وصال کے آگے معلوم ہوا کہ وہ دھاری دار آلہ کہ عمر مکرم اس سے ہلاک ہوئے، وہی ہے کہ کئی سحر آگے والدلوئلؤ اس کا حامل رہا۔

حاکم اول کا لڑکا اٹھا اور والدلوئلؤ، کسروی سردار اور مملوک کی ہم کلامی اور دھاری دار آلے کا حال لوگوں کے آگے کہا۔ عمر مکرم کے اک لڑکے[5] کا دل صلۂ دم[6] کی آگ سے معمور ہوا، وہ اٹھا اور صمصام کے وار سے کسروی سردار کو گھائل کر کے رہا، سردار گھائل ہو کر گرا، عمر مکرم

---

[1] حضرت علیؓ کو اول اول اس نظارے سے کچھ دل گرفتگی ہوئی اور مسجد سے اٹھ کر باہر جانے لگے، لیکن پھر کچھ خیال آیا تو فوراً بڑی عجلت و بے تابی کے ساتھ صفوں کو چیرتے ہوئے بڑھے اور حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۷۸) [2] ہرمزان۔ [3] جفینہ عیسائی غلام۔ [4] ابولولؤ، ہرمزان اور عیسائی غلام جفینہ سے باتیں کر رہا تھا، محمد بن ابوبکرؓ کو دیکھ کر اٹھ کر چل دیا، اٹھتے وقت اس کا خنجر نیچے گرا، اس نے فوراً اس کو اٹھا لیا یہ سارا منظر محمد بن ابوبکرؓ نے دیکھ لیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ۱، ص ۳۷۹) [5] حضرت عبید اللہ بن عمرؓ۔ [6] انتقام۔

کالڑکا مملوک کی ہلاکی کے واسطے ادھر دوڑا۔مگراس کی ہلاکی سے اول ہمدم سعد آگے آ گئے اور ولد عمر کو محصور کر کے ہمدم رومی[۱] کے آگے لائے۔[۲] ہمدم رومی اک اور دوسحر کے لئے حاکم اسلام ہوئے، اس لئے اس کا حکم ہوا اس کو محصور کردو! وہ آدمی کہ اسلام کا حاکم ہوگا وہی اس مسئلے کو حل کرے گا۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد حاکم اسلام ہوئے، سارے معاملوں سے اول ولد عمر کا معاملہ اسلام کے حاکم سوم کے آگے ہوا۔

داماد رسول حاکم سوم کا ولد عمر سے سوال ہوا کہ کسروی سردار، ولد عمر ہی کی صمصام سے ہلاک ہوا ہے؟ کہا: ہاں![۳]

اسلام کے حاکم سوم کا لوگوں سے کلام ہوا۔ لوگو! ہم کو اس مسئلے کے حل کے واسطے رائے دو!

دمادِ رسول علی کی رائے ہوئی کہ ولد عمر کے سر سردار کسریٰ کا لہو ہے اس لئے ولد عمر کو ماردو!

مگر عمرو ولد عاص کی رائے اور ہوئی، اس کا کلام ہوا کہ لوگوں کو معلوم ہے کہ اک دوسحر ہی ہوئی، کہ اس کے والد مارے گئے۔ کہاں کا عدل ہے کہ اس کو ہلاک کردو؟ مری رائے ہے کہ اس کی ہلاکی

۱؎ حضرت صہیب رومیؓ۔ ۲؎ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عبیداللہ بن عمرؓ کو گرفتار کرلیا اور اسکو عارضی خلیفہ حضرت صہیب رومیؓ کے آگے لے گئے۔ (ایضاً) انتہائی غور کا مقام ہے کہ صحابہ کرامؓ اسلامی تعلیمات پر کس طرح سختی سے عمل پیرا تھے کہ ایک طرف مسلمان ہے دوسری طرف عیسائی مگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی مسلمان خواہ وہ خلیفہ رسول عمرؓ کا فرزند ہی کیوں نہ ہو، کسی عیسائی پر بھی ظلم کرے، فوراً اس کو گرفتار کرلیا، اس سے بڑھ کر قابل غور امر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد تین دن انتخاب خلیفہ میں لگے یہ مدت خواہ قلیل ہی سی مگر صحابہ کرامؓ نے اپنا عارضی خلیفہ رومی باشندے حضرت صہیب رومیؓ کو منتخب فرمایا۔ سبحان اللہ! (رضی اللہ عنہم اجمعین) از مؤلف۔

۳؎ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عبیداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ تم نے ہی ہرمزان کو قتل کیا ہے؟ حضرت عبیداللہؓ نے اقرار کرلیا۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج ا، ص ۳۷۹)

سے دور رہو! کئی لوگ ہمدم عمرو کی رائے کے ہم رائے ہوئے۔

حاکم سوم کے واسطے مسئلے کا حل گراں[1] ہوا، مگر اسی لمحہ کہا: ولد عمر کا مسئلہ عمر مکرم اور ہمارے دور کے علاوہ کا ہے، اس لئے اس مسئلے کا حل ہمارے سر کہاں؟ اس کے آگے اس مسئلے کے حل کے واسطے اک عمدہ سعی کی۔[2]

وہ اس طرح کہ دامادرسول حاکم سوم ولد عمر کے ولی ہوئے اور اس کے مال دم کی ادائے گی کر دی۔ سارے لوگ اس عمل سے کمال مسرور ہوئے اور ولد عمر کو صلۂ دم سے رہائی ملی۔

علو اسلام اور کامگاری کے احوال

عمر مکرم کا عہد، عہد کامگاری رہا، اس دور کو روم، مصر اور ملک کسریٰ ممالک محروسہ کا حصہ ہوئے، عمر مکرم ملکی کارواں کے لئے عمدہ اصول دے کر گئے، اس لئے حاکم سوم کے لئے راہ ہموار رہی، وہ ہمدم مکرم کا سا ملائم دل لے کر، عمر مکرم کے ملکی اصولوں کے عامل رہے، اک سال کا عرصہ اسی طرح مکمل ہوا۔ ہاں اک ہمدم رسول[3] کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر ہمدم سعد[4] کو والی و حاکم طے کر کے کہا:

''عمر مکرم کا ارادہ اسی طرح کا رہا۔''

---

[1] صحابہ کرامؓ کی رائے چونکہ مختلف تھی، اس لئے سیدنا عثمان غنیؓ شش و پنج میں مبتلا ہو گئے، مگر پھر فرمایا: یہ واقعہ نہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا ہے اور نہ میرے عہد خلافت کا، کیونکہ میرے خلیفہ ہونے سے پہلے یہ واقعہ ظہور میں آ چکا تھا، میں اس کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ [2] سیدنا عثمان غنیؓ نے خود عبید اللہ بن عمرؓ کا ولی بن کر اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کر دی اور منبر پر بیٹھ کر ایک پر اثر تقریر کی۔ تمام لوگ اس فیصلے سے خوش ہو گئے۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج۔۱، ص: ۳۸۰) [3] مغیرہ بن شعبہؓ۔ [4] حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو مغیرہ بن شعبہؓ کی جگہ کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا، لوگوں نے اس تقرری اور برطرفی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: مغیرہ کو کسی خطا پر معزول نہیں کیا گیا، بلکہ میں نے یہ انتظام، وصیت فاروقی کے مطابق کیا ہے، کیونکہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے منشاء کو مجھ سے فرما چکے تھے۔ (تاریخ اسلام، اکبر شاہ، ج۱، ص ۳۸۰)

اسی دور کو وہ ملک[1] کہ ہمدم سعد اس کے حاکم ہوئے، اس کے دارالمال کے والی ولد مسعود[2] رہے، اک سحر کا حال ہے کہ ہمدم سعد[3] دارالمال کے والی، ولد مسعود کے آگے آئے اور کہا:

''اس کو دارالمال سے ادھار دے دو! لوٹا دوں گا۔''

ولد مسعود، حاکم سعد کے حکم کے عامل ہوئے، اک عرصہ ٹھہر کر ولد مسعود ہمدم سعد کے آگے اور کہا: ''وہ ادھار لوٹاؤ!''

ہمدم سعد کا رد کلام ہوا کہ مال سے محروم ہوں، کہاں سے ادائگی کروں[4]؟

اک دوسرے کی صدا[5] اٹھی اور ماحول مکدر ہوا اور معاملہ اسلام کے حاکم سوم کے آگے ہوا، حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے اک سال کا عرصہ ہوا، اگلے[6] سال حاکم سوم کے حکم سے ہمدم سعد عہدے سے ہٹائے گئے اور اس ملک[7] کا حاکم اک دوسرا آدمی ہوا[8] اسلام کے حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے اک سال مکمل ہوا وہ سال[9] معرکوں سے عاری رہا۔

اگلے[10] سال کے معرکے

حاکم سوم کو اولی الامر ہوئے دوسرا سال ہے اس سال معمولی معرکے ہوئے۔

اہل روم سے معرکہ

عمر مکرم کے وصال کی اطلاع مسموع کرکے حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ اہل اسلام کے اک معاہد[11] ملک آکر حملہ آور ہو کر اس کا مالک ہو، اس لئے اس کے حکم سے اک رومی عسکر حملہ آوری کا ارادہ کرکے ساگر کی راہ[12] سے اہل اسلام کے معاہد ملک کے ساحل وارد ہوا۔

---

۱ کوفہ۔ ۲ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ۳ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی کسی ضرورت کی غرض سے بیت المال سے قرض لیا تھا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۸۲) ۴ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ باوجودیکہ کوفہ کے گورنر تھے، مگر ان کے پاس اتنے پیسے بھی نہ تھے کہ وہ اپنا قرض ادا کر دیتے۔ ۵ بات بڑھ گئی۔ ۶ یعنی ۲۵ھ میں۔ ۷ کوفہ۔ ۸ ولید بن عقبہ بن ابی معیط۔ ۹ یعنی ۲۴ھ میں کوئی اہم اور قابل تذکرہ واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۸۰) ۱۰ یعنی ۲۵ھ ۱۱ اسکندریہ۔ ۱۲ سمندری راستہ۔ رومی فوج جہازوں کے ذریعہ اسکندریہ کے ساحل پہنچی تھی۔

اہل اسلام اس اطلاع کو لے کر ادھر آئے، راہ کے اک محل عسکر روم اور عسکر اسلام کا ٹکراؤ ہوا اور معرکہ عام ہوا، اس معرکہ آرائی سے عسکر اعداء کا سالار اعلیٰ ہلاک ہوا۔ اس سے عسکر روم حوصلہ ہارا اور رسوائی کو گلے لگا کر دوڑا۔ کئی رومی واصل دار الآلام ہوئے، عسکر اسلام کے سالار اعلیٰ عمرو ولد عاص معاہد ملک کے لوگوں کے آگے آئے اور وہ گھاٹے کہ لوگوں کو عسکر روم سے ملے اس کی ادائگی کر کے لوٹے[1]

اہل رے و ہمداں کی حکم عدولی

عمر مکرم کے وصال کا حال مسموع کر کے ہی اہل روم کو اہل اسلام کے معاہد ملک[2] کی حملہ آوری کا حوصلہ ہوا، اسی اطلاع کو لے کر اہل رے اور اہل ہمداں حکم عدولی کا علم لے کر اٹھے۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی، والد[3] موسیٰ اور دو اور مسلم سرداروں کو حاکم سوم کا حکم ہوا:

''ادھر کے لوگوں کو حکم عدولی سے دور رکھو!''

مسلم سردار اسی حکم کے عامل ہوئے اور معمولی معرکہ آرائی سے لوگ حکم عدولی سے رک گئے۔

عسکر روم سے معرکہ اور کامگاری[4]

رسول اکرمؐ کے سالے[5] کے حکم سے ولد[6] مسلمہ اہل روم کے ممالک محروسہ کے اک

---

[1] حضرت عمرو بن عاصؓ نے رومیوں کو بھگا کر اسکندریہ اور نواح اسکندریہ کے باشندوں کے تمام ان نقصانات کی تحقیق کروائی جو رومی فوج کے ذریعے ہوا تھا، ان تمام نقصانات کو حضرت عمرو بن عاصؓ نے پورا کیا کیونکہ وہ رومیوں کی حفاظت اوران کو نقصانات سے بچانے کا ذمہ دار اپنے آپ کو سمجھتے تھے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱ص ۳۸۱) [2] اسکندریہ۔

[3] حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، براء بن عازبؓ اور قرظ بن کعبؓ کو حضرت عثمان غنیؓ نے ان بغاوتوں کے فرو کرنے پر مامور فرمایا۔ (تاریخ اسلام) [4] فتح آرمینیا [5] سیدنا امیر معاویہؓ۔ [6] حبیب بن مسلمہ۔

ملک کی کامگاری کے واسطے عسکر اسلام کے ہمراہ ادھر گئے، رومی لوگ طوعاو کرھا[1] مال صلح کی ادائے گی کے لئے آمادہ ہوگئے۔

اس اطلاع سے حاکم روم[2] کا دل صلہ کی آگ سے معمور ہوا۔

اس کے حکم سے کئی ممالک کے عساکر اکٹھے ہوئے اور دس دس سو کے اسی گروہوں[3] کا عسکرِ طرار، ہمدم مسلمہ کے عسکر سے معرکہ آرائی کے واسطے رواں ہوا۔

ہمدم مسلمہ کے حکم سے اس حال کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے[4] کو دی گئی، اُس کے واسطے سے حاکم سوم کو عسکر گراں کا حال معلوم ہوا۔

حاکم سوم کا اک مسلم سردار[5] کو حکم ملا کہ دس دس سو کے دس گروہوں سے ہمدم مسلمہ کی مدد کرو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے اور اک عسکر کے ہمراہ ہمدم مسلمہ کے عسکر سے آملے اور اکٹھے ہوکر عسکر روم سے معرکہ آراء ہوئے۔ اللہ کے کرم سے سارے ملک کی کامگاری حاصل کر کے لوٹے۔

مصر کے احوال

ولد سعد[6] کہ وہ والد سرح کے اسم سے معلوم ہوئے، وہ اسلام کے حاکم سوم کے دودھ کے واسطے سے ولد ام رہے۔

رسول اکرمؐ کے عہد کو اسلام لا کر اسلام سے روگرداں ہو گئے، مگر دہرا کر دل سے اسلام لائے اور ساری عمر مسلم رہے۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد کے حکم سے مصر اور اس کے دارالمال کے

---

۱ چار و ناچار۔ ۲ قیصر قسطنطین۔ ۳ اسی ہزار۔ ۴ سیدنا امیر معاویہؓ۔ ۵ گورنر کوفہ ولید بن عقبہ۔ ۶ حضرت عبداللہ بن سعد امعروف بہ ابن ابی سرح حضرت عثمان غنیؓ کے رضاعی بھائی تھے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۸۳)

والی ہوئے اور عمر ولد عاص عسکری امور کے والی رہے۔[۱] اس دوعملی سے ملکی اور عسکری سردار اک دوسرے سے دور ائے ہوئے، اس سے ماحول مکدر رہوا۔ حاکم سوم کو اس کی اطلاع ملی، حاکم سوم کے حکم سے عمرو ولد عاص عسکری عہدے سے الگ ہوئے اور ولد سعد ملکی و عسکری عہدوں کے مالک ہوئے۔[۲]

گوکہ ولد سعد حوصلہ ور گھڑ سوار رہے مگر معرکہ آرائی کے اطوار کا علم عمرو ولد عاص سے کم ہی رہا اور وہ اس سے محروم رہے کہ اہل مصر کے دلوں کو گھر کرے اور اہل مصر کو اس سے صدمہ ہوا کہ عمرو ولد عاص معطل کئے گئے، اس لئے وہ ولد سعد کی حکم عدولی کے لئے آمادہ ہوئے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم روم[۳] کا ارادہ ہوا کہ اک عسکر کو مصر سے ملے ہوئے اک ملک[۴] کی کامگاری کے واسطے رواں کرے، اس لئے اس کے حکم سے اہل روم کا اک عسکر طرار ساگر کی راہ سے اس ملک کے ساحل آ لگا اور معمولی سے لڑائی لڑ کر اس ملک کا مالک ہوا۔

اسلام کے حاکم سوم کو اس حال کی اطلاع ہوئی، اس کے حکم سے عمرو ولد عاص دہرا کر حاکم مصر ہوئے[۵] اور اسی لمحے عسکر روم سے معرکہ آرائی کے واسطے آمادہ ہوئے اور عسکر روم سے اس طرح لڑائی لڑی کہ رومی حوصلہ ہار گئے اور عسکر گاہ سے دوڑے اور وہ اسلامی ملک دہرا کر اہل اسلام کی ملک ہو، اس کے آگے عمر ولد عاص دہرا کر عہدے سے معطل کئے گئے اور ولد سعد دہرا کر حاکم مصر ہوئے، اس سے عمرو ولد عاص دکھی ہوئے۔

عمرو ولد عاص کی معطلی کا حال دوسرے علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمر مکرم، اسلام کے حاکم دوم کے دور کو مصر کے حاکم عمرو ولد عاص رہے اور اک معمولی حصہ کی اولی الامری

---

۱ حضرت عمرو بن عاصؓ فوجی افسر تھے۔ ۲ ۲۶ھ میں سیدنا عثمان غنیؓ نے ان معزول کر کے عبداللہ بن سعدؓ کو مصر و اسکندریہ کے کامل اختیارات دے دیئے۔ ۳ قیصر قسطنطین۔ ۴ اسکندریہ۔ ۵ بغاوت اور اسکندریہ پر رومی فوج کے قبضے کا سن کر حضرت عثمان غنیؓ نے عمرو بن العاصؓ کو پھر مصر کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ (تاریخ اسلام)

ولدسعد کو ملی۔

مصر کے محصول کی کمی عمر مکرم ہی کے دور سے محسوس کی گئی، وہی کمی حاکم سوم کے دور کو رہی، اس لئے حاکم سوم کا والی مصر عمرو ولد عاص سے کلام ہوا کہ اس کمی کی اصلاح کرو! عمرو ولد عاص کا رد کلام ہوا:

''دودھ والی سواری کا دودھ اس سے سوا کہاں''؟[۱]

اس لئے حاکم سوم کے حکم سے عمرو ولد عاص معطل ہوئے اور ولد سعد سارے مصر کے والی ہوئے۔

ادھر کے لوگ حکم عدولی کا علم کے اٹھ کھڑے ہوئے، اس لئے حاکم سوم کے حکم سے عمرو ولد عاص دہرا کر حاکم مصر ہوئے اور لوگوں کو اس حکم عدولی سے روکا۔

حاکم سوم کی رائے سے ولد سعد ملکی امور کے والی رہے اور عمرو ولد عاص عسکری امور کے۔ مگر دو عملی کو ٹھہراؤ کہاں؟ اس لئے ماحول مکدر ہوا۔

مآل کار عمرو ولد عاص عسکری عہدے سے معطل ہو کر معمورہ رسول آ گئے اور ولد سعد ملکی و عسکری امور کے مالک ہوئے۔

عمرو ولد عاص کے دور مصر کے محصول کا عدد دس اور دس لاکھ رہا، مگر ولد سعد کی سعی سے اس کا عدد دسوا ہوا۔[۲]

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم سوم کا ہمدم عمرو سے کلام ہوا کہ لو! دودھ اور سوا ہوا۔ کہا ہاں! مگر اولاد محروم رہ گئی۔[۳]

---

۱ حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا کہ اونٹنی اس سے زیادہ دودھ نہیں دے سکتی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۹۶) حضرت عمرو بن عاص جب والی مصر تھے تو مصر کا خراج بیس لاکھ تھا حضرت عبداللہ بن سعدؓ کی کوششوں سے چالیس لاکھ ہو گیا۔ ۳ جب مصر کا خراج چالیس لاکھ ہو گیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے فرمایا دیکھو آخر اونٹنی نے زیادہ دودھ دیا، انہوں نے کہا ہاں مگر بچے بھوکے رہ گئے۔ (ایضاً)

اک صحرائی ملک کی کامگاری[۱]

ولد سعد حاکم سوم کی رائے سے اک صحرائی ملک کی کامگاری کے واسطے راہی ہوئے اور ادھر کے سرحدی رؤساء وامراء سے معرکہ آراء ہوئے، وہ مال صلح کی ادائے گی کے واسطے آمادہ ہوئے۔[۲]

اس کے آگے عسکر اسلام ملک کے وسطی حصے وارد ہوا، ادھر حاکم سوم کے حکم سے اک کمک معمورہ رسول سے رواں ہوئی اور مصر سے ہوکر عسکر اسلام سے آملی اس سے عسکر اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رومی لوگوں سے معرکہ[۳]

رومی لوگ عسکر اسلام سے معرکہ آرائی کے واسطے آئے، مگر اہل اسلام کی حوصلہ وری کی سہار سے محروم رہے۔

اور ہار کر دوڑے، ادھر کی کامگاری[۴] حاصل کر کے عسکر اسلام صحرائی[۵] ملک وارد ہوا اور صحرائی ملک کی کامگاری حاصل کی۔

اک اور ملک کی کامگاری[۶]

صحرائی ملک کی کامگاری سے اک اور ملک کی کامگاری کا در کھلا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے اسلامی عسکر آگے رواں ہوا اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کرلی، مگر وہ مہم ادھر ہی

---

۱ فتح افریقہ اس زمانہ میں افریقہ ایک براعظم کا نام ہے، مگر صحابہ کے دور میں فریقہ نام کی ایک ریاست بھی تھی جو طرابلس اور طنجہ کے درمیانی علاقے پر پھیلی ہوئی تھی، لیکن اس زمانے میں افریقہ ان ملکوں کے مجموعے پر بھی بولا جاتا تھا جو آج کل براعظم فریقہ کے شمالی حصہ میں واقع ہیں یعنی طرابلس، الجیریا، ٹیونس مراکو وغیرہ۔ (تاریخ اسلام، ج ۱ص ۳۸۴) ۲ فتح طرابلس ۔۳ طرابلس پر قبضہ مکمل کر کے لشکر اسلام خاص ریاست افریقہ کی جانب بڑھا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱ص ۳۸۴) ۴ فتح افریقہ۔ ۵ عبد اللہ بن سعدؓ نے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مصر سے خروج کیا اور برقہ میں سرحدی رئیسوں کو مغلوب کر کے جزیہ کی ادائگی پر مجبور کیا ایضاً۔ ۶ اسپین کے بعض علاقے فتح کئے۔ (سیر الصحابہؓ۔ ج ۱ص ۱۸۸)

روک دی گئی ۔ ولد سعد[۱] مصر لوٹ آئے اور اک دوسرا آدمی[۲] صحرائی ملک کا والی طے ہوا۔

ساگر[۳] کی مہموں کے احوال

اول اول اہل اسلام ساگر کی مہموں سے لاعلم رہے، اس لئے کہ ساگر کی مہموں سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے دور کو حاکم روم کے سارے ٹھاٹ مٹی ہوئے، اس کے مُلک کے سارے اہم حصے اہل اسلام کی ملک ہوئے، مگر کئی ساحلی ممالک اسی کی مِلک رہے۔

روڈس اور اس سے ملے ہوئے ملک کی کامگاری[۴]

رسولِ اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اک سالے[۵] کا عمر مکرم کے دور سے ہی ارادہ رہا کہ وہ ساحلی ملکوں کی کامگاری کے واسطے عسکرِ اسلام کے ہمراہ راہی ہو، مگر عمر مکرم آمادگی سے سدا دور رہے۔

عمر مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کا حاکم سوم[۶] سے کلام ہوا: "اے دامادِ رسول! ساحلی ملکوں کی کامگاری کا ارادہ ہے ۔ ساگر کی مہموں کے واسطے آمادہ ہوں ۔ اس کے لئے حاکم سوم کی رائے درکار ہے اور معلوم رہے کہ ساگر کی مہموں والا معاملہ سہل ہی ہے محال کہاں"؟[۷]

اس کلام کو مسموع کر کے حاکم سوم کا رد کلام ہوا: "اگر معاملہ سہل ہے ہماری رائے ہے کہ اک عسکر ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہو، مگر اس عسکر کے ہمراہی وہی لوگ ہوں کہ وہ دل سے آمادہ ہوں"۔[۸]

---

۱ عبداللہ بن سعدؓ معروف بہ ابن ابی سرح ۔۲ عبداللہ بن نافع بن عبدقیس افریقیہ کے حاکم مقرر کئے گئے ۔۳ بحری جنگیں ۔۴ قبرص۔ ۵ امیر معاویہؓ۔ ۶ سیدنا عثمان غنیؓ ۔۷ حضرت امیر معاویہؓ نے سیدنا عثمان غنیؓ کو اطمینان دلایا کہ بحری جنگ کو جس قدر خوفناک سمجھا جاتا ہے، اس قدر خوفناک نہیں ہے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۸۹) ۸ سیدنا عثمان غنیؓ نے اجازت تو دی، مگر فرمایا کہ اس مہم میں اسی کو شریک کیا جائے جو اپنی خوشی سے شرکت کرے۔ (ایضاً)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کی سعی سے اک گروہ ساگر کی مہم کے واسطے آمادہ ہوا۔ ام حرام اور اس کا مرد اسی گروہ کے ہمراہی ہوئے۔

اہل مطالعہ کو علم ہوگا کہ ساگر کی مہموں کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی آمادگی معلوم رہی۔

علماء کرام سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ اک سحر آدھی سحر کے لمحے ام حرام کے گھر آئے اور آکر سو گئے اک عرصہ سو کر اٹھے اور مسکرائے، ام حرام کا سوال ہوا:

''اے اللہ کے رسول! کس لئے مسکرا رہے ہو''؟

رسول اکرمؐ کا ردکلام ہوا: ''ہم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ اہل اسلام کا اک گروہ امراء ورؤساء کی طرح ٹھاٹ سے ساگر کے راہوار[1] کا سوار ہوکر رواں دواں ہے۔ اے ام حرام! وہ سارا گروہ دارالسلام والا ہوگا۔''

ام حرام کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے کلام ہوا:

''اے اللہ کے رسول! دعا کرو کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ردکلام ہوا کہ ام حرام اسی گروہ کے ہمراہ ہوگی۔[2]

آگے مسطور ہوا کہ ام حرام اور اس کا مرد اس گروہ کے ہمراہ ساگر کی مہم کے واسطے راہی ہوئے۔ راہ کے اک محل ام حرام کا گھوڑا کودا، اس سے وہ گھوڑے سے گری اور گر کر دارالسلام کو سدھار گئی اور اس کو ادھر ہی مٹی دی گئی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے کلام کا اک اک کلمہ مکمل ہوکے رہا۔

دوسرا عسکر اسلام آگے رواں ہوا، اللہ کا حکم اس طرح ہوا کہ اس ساگر والی مہم کا سالار اعلیٰ[3] راہ کے اک محل راہی ملک عدم ہوا، لوگوں کی رائے سے اک دوسرا آدمی[4] سالار

---

[1] سمندری جہاز۔ [2] صحیح بخاری۔ [3] عبداللہ بن قیس۔ [4] سفیان بن عوف ازدی۔ (سیر اصحابہ، ج ۱، ص ۱۸۹)

عسکر ہوااور عسکر اسلام صحرائی ملک وارد ہوا۔

حاکم روم[1] کہ اسی صحرائی ملک کودارالامارہ کئے ہوئے رہا، وہ معرکہ آرائی کے حوصلہ سے محروم ہوکر دوڑااور وہ صحرائی ملک اہل اسلام کی ملک ہوا۔

ادھر کی کامگاری مکمل کر کے عسکر اسلام روڈس کی کامگاری کے واسطے راہی ہوا، ادھر کڑی معرکہ آرائی ہوئی۔

مآل کار روڈس کی کامگاری اہلِ اسلام کوحاصل ہوئی۔

والد موسیٰ[2] کی معطّلی

والد موسیٰ، عمر مکرم کے عہد سے ہی ممالک کسریٰ کے اک ملک[3] کے والی رہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا داماد، اولی الامر ہوااور والد موسیٰ کو دو کم آٹھ سال کا عرصہ اسی طرح والی رکھا، مگر ادھر کے کئی لوگ حاکم سوم کی درگاہ آئے اور کہا والد موسیٰ کو اس کے عہدے سے ہٹا کر ادھر کسی دوسرے آدمی کو حاکم کردو!

اس لئے حاکم سوم کے حکم سے والا موسیٰ معطّل ہوئے اور ولد عامر[4] اس ملک کے حاکم ہوئے[5]۔

موسم احرام

حاکم سوم کو حاکم اسلام ہوئے سہ کم آٹھ سال ہوئے، اس کا ارادہ ہوا کہ وہ اسی سال عمرہ و احرام کے احکام کی ادائے گی کرے، اس لئے ہمدموں اور مددگاروں کے اک گروہ کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

حاکم سوم اول ہی سے دادوعطا کے عادی رہے، اس لئے راہ کے اک مرحلے سارے کارواں کو روک کر کہا کہ ادھر ہی ٹھہرو! ہمارا ارادہ ہے کہ سارے کارواں کو اکل وطعام سے مالامال کروں! اس طرح سارے لوگ حاکم سوم کی دادوعطا سے مالامال ہوئے۔

---

[1] قسطنطین ۔[2] ابوموسیٰ اشعریؓ ۔[3] بصرہ ۔[4] عبداللہ بن عامر ۔[5] سیر الصحابہ، ج ا، ص ۱۰۹)

راہ کے اک مرحلے اک ہمدمہ حاکم سوم کے آگے لائی گئی، لوگوں کا اس ہمدمہ کے لئے کلام ہوا کہ وہ حرام کاری کی عامل ہوئی ہے، اس لئے کہ وہ ہمدمہ اک عرصہ دولہے سے محروم رہی اور اس کی دوسری عروسی کو آدھا سال ہی ہوا ہے کہ وہ اک لڑکے کی ماں ہوگئی۔

کئی لوگوں کا کلام مسموع کر کے حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے مار مار کر ہلاک کر دو۔[۱]

داماد رسول علی کرمہ اللہ کو اس کا علم ہوا، وہ آئے اور حاکم سوم سے کہا کہ اسلامی رو سے محال ہے کہ کوئی اس ہمدمہ کو مرمر کے ٹکڑوں سے ہلاک کرے،[۲] اس لئے کہ کلام اللہ گواہ کہ اک ہمدمہ کا عرصہ حمل کم سے کم آدھا سال ہوگا۔

کلام الٰہی ہے:

''اور اس کے حمل اور دودھ سے دوری کا عرصہ، ڈھائی سال ہے۔''

اور کلام الٰہی سے ہی معلوم ہوا ہے کہ دودھ کا عرصہ دو سال ہے۔

اللہ کا کلام ہے:

''اور ماں اولاد کو دو سال مکمل دودھ دے۔''[۳]

ڈھائی سال سے دو سال دودھ کا عرصہ ہے، ادھر حمل کا عرصہ آدھا سال رہا، اس لئے وہ ہمدمہ حرام کاری کی عامل کہاں ہوئی؟

اس کلام کو مسموع کر کے حاکم سوم کا اک آدمی کو حکم ہوا کہ دوڑو اور لوگوں کو اس ہمدمہ کی ہلاکی سے دور رکھو! مگر اس آدمی کے ورود سے آگے ہی وہ ہمدمہ مرمر کے ٹکڑوں سے ماری گئی اور ہلاک ہوئی

---

۱ نصاب شہادت اور علامات کو دیکھتے ہوئے سیدنا عثمان غنیؓ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ ۲ حضرت علیؓ نے فرمایا کلام اللہ کی رو سے وہ عورت بالیقین زانیہ نہیں ہے۔ ۲ وحمله و فصاله ثلثون شهراً۔ (احقاف ۱۵)

۳ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین۔ (البقرہ ۲۳۳)

حاکم سوم کوسدا اس کا ملال رہا۔[1]

علماء سے مروی ہے کہ اگر لوگ اسلامی علوم کے کسی ماہر عالم کی رائے کے عامل ہوں اور وہ رائے عمدہ ہو، اس عالم کے لئے دو صلے ہوں گے اور اگر وہ رائے سوء ہو، اس کو اک صلہ مل کر ہی رہے گا۔[2]

اسی سال حاکم سوم کے حکم سے حرم رسول کا احاطہ اور کھلا ہوا۔

اک حاکم[3] کو کوڑے اور اس کی معطّلی

مکار لوگ سدا اس امر کے لئے ساعی رہے کہ مکاری کی راہ سے اسلام کو اور اہل اسلام رسوا کر کے مسرور ہوں۔ اسی سلسلے کی اک کڑی وہ ہے کہ اک اسلامی[4] ملک کے حاکم کے لئے لوگوں کا گماں ہوا کہ وہ ماء سکر[5] کا عادی ہے۔

حاکم سوم کے حکم سے وہ والی لائے گئے اور لوگوں سے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ لاؤ! مگر محال ہوا کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء سکر کا عادی ہے۔

اک عرصہ ٹھہر کر لوگوں کا کلام ہوا کہ ہاں! ہم لوگ اس طرح کے گواہ سے محروم ہوئے کہ کوئی گواہی دے کہ وہ والی ماء حرام کا عادی ہے مگر ہمارے آگے اس والی کو ماء سکر کی الٹی آئی ہے۔

مآل کار حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس والی کو اسی کوڑے لگاؤ! مگر آدھے کوڑے لگے کہ داماد رسول علی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رکو!

ہمدم علی کا کلام ہوا کہ ہم کو معلوم ہے ماء سکر کے عادی کے واسطے عمر مکرم کا عمل اسی کوڑوں کا ہی ہے، مگر ہم کو اس معاملے کے واسطے اسلام کے حاکم اول کا عمل عمدہ لگا ہے۔ ماء سکر کے عادی کے

---

[1] (تاریخ اسلام ج ا ص ۳۹۰) [2] فقیہ کی رائے اگر درست ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور اگر رائے غلط ہو ایک اجر [3] ولید بن عقبہ۔ [4] کوفہ۔ [5] شراب۔

واسطے اس کا حکم اسی کوڑوں کا آدھا ہے[۱]

الحاصل حاکم سوم کی اولی الامری کو دو کم آٹھ سال ہوئے، وہ والی معطل کیے گئے اور ادھر ولد عاص والی ہوئے۔

اک کسروی ملک کی کامگاری[۲]

اسلامی ملکوں کے دو سردار ولد عامر[۳] اور ولد عاص[۴] الگ الگ راہ لے کر ممالک کسریٰ کی کامگاری کے واسطے رواں ہوئے۔

ولد عاص کے ہمراہ داماد رسول علی کرمہ اللہ کے وہ دو لڑکے رہے[۵] کہ وہ دار السلام والے لڑکوں کے سردار ہوں گے۔ اسی طرح ولد عمر[۶] ولد عمرو[۷]، ولد ولد عوام[۸] اور رسول اللہ صلی اللہ علیٰ کل رسلہ وسلم کے عم مکرم کا لڑکا[۹] عسکر کے ہمراہ رہے۔

ولد عاص عسکر اسلام کو لے کر آگے آئے۔ اس سے اول کہ ولد عامر ادھر آئے، ولد عاص کا عسکر اعداء اسلام سے معرکہ ہوا اور اس ملک کی کامگاری حاصل کر لی[۱۰] ادھر ولد عامر عسکر اسلام کو لیے ہوئے اور آگے گئے اور کئی ملکوں کی کامگاری حاصل کر کے سوئے معمورہ رسول لوٹے[۱۱]

---

۱ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگرچہ فاروق اعظمؓ نے شراب خور کے اسی کوڑے لگائے ہیں، مگر وہ بھی درست ہیں، لیکن صدیق اکبرؓ نے شراب خور کو چالیس کوڑے لگائے ہیں اور مجھ کو اس معاملہ میں صدیق اکبرؓ کی تقلید زیادہ محبوب ہے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۹۰) ۲ فتح طبرستان۔ ۳ عبداللہ بن عامر بصرے کے نئے والی۔ ۴ سعید بن عاصؓ۔ ۵ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ۔ آپؐ کا ارشاد ہے "الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة." ۶ عبداللہ بن عمرؓ۔ ۷ عبداللہ بن عمرو۔ ۸ عبداللہ بن زبیر بن العوامؓ۔ ۹ عبداللہ بن عباسؓ۔ (ایضاً ص: ۳۹۲، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۱۹۱) ۱۰ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۱۹۱) ۱۱ عبداللہ بن عامر نے اپنی مہم کو جاری رکھا اور ہرات کابل اور سجستان کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور کا رخ کیا اور بست اشند ورخ خواف، اسرائن، ارغیان وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے نیشاپور پہنچے۔ (ایضاً)

اک ہمدم رسول[1] کا حال

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک معمر ہمدم، رسول اکرمؐ کے اک سالے، محررِ وحی کے ملک ٹھہرا رہا، کلام اللہ کے اک حصہ[2] کی مراد کے واسطے اس ہمدم کی رائے وہاں کے حاکم اور دوسرے لوگوں سے الگ ہی رہی کہ: کسی مسلم کے لئے روا کہاں کہ وہ مال اکٹھا کرے؟ اور وہاں کے حاکم کی رائے رہی: وہ مال کہ اس سے محروموں کو حصہ ملا ہو، روا ہے کہ مسلم آدمی اس کو اکٹھا کر کے رکھے۔

لوگوں کو اس ہمدم رسول کے مسلک کا علم ہوا، لوگ آئے اور ٹھٹھ کر کے مسرور ہوئے۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی، اس کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کو حکم ہوا کہ اس ہمدم رسول کو اکرام سے معمورۂ رسول رواں کر دو!

معمورہ رسول آ کر اس کا حال اسی طرح رہا، اس لئے حاکم سوم کی رائے سے وہ ہمدم معمورۂ رسول سے دور اک گاؤں[3] آ کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مُہر

رسول اللہؐ کی وہ مہر کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ملوک عالم کو ارسال کردہ مراسلے مہر کئے گئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے وصال مسعود کے آگے عروس مطہرہ[4] کو ملی اور حاکم اول اولی الامر ہوئے، وہ مہر اس کو دے دی، اس کے آگے وہ مہر عمر مکرم کو ملی۔

---

[1] حضرت ابوذر غفاریؓ۔ [2] والذین یکنزون الذھب والفضة ولاینفقونھافی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ اس آیت کے معانی ومطالب میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا امیر معاویہؓ سے اختلاف تھا۔ [3] حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے مشورے سے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام موضع ربذہ میں سکونت اختیار کی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱،ص ۳۹۲) [4] سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔

عمر مکرم لے وصال کے آگے وہ مہر عمر مکرم کی لڑکی[۱] کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی عروس ہوئی، اس کو ملی۔

اس سے ہو کر وہ مہر، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد اور اسلام کے حاکم سوم کو ملی، مگر حاکم سوم سے وہ مہر ماء طاہر کے اک گہرے گڑھے گر گئی۔[۲]

حاکم سوم کے حکم سے کئی آدمی آئے اور سارے گڑھے کو ماء طاہر سے محروم و عاری کر کے رہے، مگر محال ہے کہ مہر دکھائی دے۔ مہر رسول گم ہوئی اس سے حاکم سوم کو کمال صدمہ ہوا، اسی لمحے سے حاکم سوم کے واسطے دکھوں اور آلام کے در کھلے۔ حاکم سوم کے حکم سے مہر رسول کی طرح کی اک دوسری مہر لے لی گئی۔[۳]

اس سال[۴] کے دوسرے احوال

اسی سال عمادِ اسلام کے واسطے لوگوں کا عدد سوا ہوا اور وہ عمادِ اسلام کہ اس کے اسم سے کلام اللہ کی اک سورہ موسوم[۵] ہے، اس کے واسطے اہل اسلام کا عدد اس طرح سوا ہوا کہ صدائے عماد اسلام کے سماع سے کئی لوگ محروم رہے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے حاکم سوم کا حکم ہوا کہ وہ آدمی کہ وہ صدائے عماد اسلام کے واسطے مامور ہے، وہ امام کی حمد و دعا سے اول اک صدائے عماد اسلام اور دے، اس طرح اس عماد اسلام کے لئے دو صدائے عماد اسلام کا سلسلہ ہوا۔[۶]

اسی سال اسلام کے حاکم سوم کی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کو رائے ہوئی کہ دوسرے ملکوں سے آ کر مکہ اور اس کے اردگرد گھر مول لے لو! کئی لوگ اس

---

۱ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ۔ ۲ ۳۰ھ میں مدینہ میں دو میل کے فاصلے پر ایک کنواں جس کا نام بئر اریس ہے، وہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اس کنوئیں میں گر گئی، اس کنوئیں کا تمام پانی سینچ دیا گیا، لیکن وہ کہیں ہاتھ نہ آئی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۲) ۳ (ایضاً) ۴ ۳۰ھ۔ ۵ جمعہ۔ ۶ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص: ۳۹۲)

رائے کے عامل ہوئے۔

کلام اللہ کا معاملہ

اک ہمدم[1] کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ عالم اسلام کا کلام الہٰی سے کس طرح کا معاملہ ہے؟ کہ ہر ہر ملک کے لوگوں کا الگ الگ کلام الہٰی ہے۔ ہماری رائے ہے کہ سارے عالم اسلام کو اک ہی طرح کے کلام الہٰی کا عادی کر دو۔ حاکم سوم کا کلام ہوا: لوگو! ہم کو رائے دو!

سارے لوگ ہمدم رسول کی رائے کے ہم رائے ہوئے، اس لئے حاکم سوم کے حکم سے کلام الہٰی کے کئی رسالے اک ہی طرح کے لکھوا کر ملکوں کو ارسال کئے گئے۔[2]

کسریٰ[3] کی ہلاکی

کسریٰ کے کئی ملک عمر کرم کے عہد کو ہی اسلام کے ممالک محروسہ کا حصہ ہوئے اور کئی ساحلی ملک اک اک کر کے حاکم سوم کے عہد کو اہل اسلام کو ملے اور کسریٰ کا حال دگر ہوا کہ وہ گاہ رے کو دوڑ رہا ہے اور گاہ اس ملک گاہ اس ملک۔[4]

لوگوں کا اک گروہ اس آس کو لے کر سدا اس کا ہمراہی رہا کہ کسی سحر دہرا کر وہ سارے ملکوں کا مالک ہوگا، اسی لئے ممالک کسریٰ کے لوگ حکم عدولی کے عادی رہے۔ مگر کسریٰ کے احوال اک اک سحر کر کے اور دگر ہوئے۔

اک سحر، لک لکا کر کسریٰ اک آٹے والے[1] کے ہاں وارد ہوا۔ آٹے والے کا دل مال

---

[1] حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا عجیب بات ہے کہ عراق والے قرآن مجید کو اگ قرات میں پڑھتے ہیں اور شام والے دوسری قرآت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح بصرہ، کوفہ، اور فارس والوں کی قرآت اگ الگ ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب کو ایک ہی قرآت پر جمع کیا جائے۔ (ایضاً، ج ۱، ص ۳۹۳) [2] اس طرح سیدنا عثمان غنیؓ نے جمع قرآن کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ [3] یزدجرد، شاہ فارس۔ [4] اس کی حالت یہ تھی کہ کبھی رے میں ہے، کبھی بلخ میں ہے، کبھی مرو میں ہے تو کبھی اسفہان میں، کبھی اصطخر میں ہے تو کبھی جیحون کو عبور کر کے ترکستان چلا گیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۴)

کی طمع سے معمور ہوااوراس کاارادہ ہوا کہ کسی طرح کسریٰ کا سارا مال حاصل کر لے۔

اک سحر کسری آٹے والے کے گھر محوآرام ہوا، آٹے والا صمصام لے کراٹھااوراس کے اک ہی وار سے کسریٰ ہلاک ہو کر واصل دارالآلام ہوا۔[1]

آٹے والااس کے مال اسلحہ اور حلے کا مالک ہوااوراس کے مردہ دھڑ کو ساگر کے حوالے کر کے لوٹا۔اس طرح ممالک کسریٰ کی حکم عدولی کے در مسدور ہوئے۔

کسریٰ کے دواور دو سال عمدہ حالی کے رہے اور سولہ سال دکھوں اور آورگی سے کٹے۔[2]

دور مکارہ[3]

آگے مسطورہ ہوا کہ وہ ملک کہ ہمدم علی کے واسطے دارالامارہ رہا،اس ملک کے حاکم ولد عاص[4] ہوئے اور عمدہ اطوار سے ملکی کارواں لے کررواں دواں رہے، لوگ اس سے مسرور ہوئے۔

مالک[5]،اسود[6]،عروہ[7]،صعصعہ،اولادمواعدی[8]،اورکئی دوسرے لوگوں کا ولد عاص کے ہاں آکر ہم کلامی کا معمول رہا۔

اک سحر ولد عاص کہہ گئے کہ وہ ملک کہ ولد عاص اس کا والی ہے ہمارا ہی ہے گل کدہ ہے۔[9]

اس کلام کومسموع کر کے مالک کا کلام ہوا: اس طرح کہاں؟ وہ ملک ہمارے اسلحہ سے حاصل ہوا ہے۔اس طرح کے کلام کو طول ملا اور لوگوں کی صداؤں سے ماحول مکدر ہوا۔

اسدی[10] اسم کا اک آدمی اٹھا اور لوگوں سے کہا: رکو! لوگ اٹھے اور اسدی کو اس طرح مارا کہ

---

[1] کسریٰ نے بھاگ کر اک پن چکی والے کے ہاں پناہ لی۔(تاریخ اسلام، ج:۱،ص:۳۹۴) [2] (ایضاً) [3] مکارہ: برائیاں۔مراد فتنے ہیں۔[4] سعید بن العاص [5]۔مالک بن حارث جو مالک بن اشتر کے نام سے مشہور تھا۔[6] اسود بن یزید۔[7] عروہ بن الجعد۔[8] کمیل بن زیاد وغیرہم۔[9] سعید بن العاص کی زبان سے نکلا کہ یہ علاقہ تو قریش کا باغ ہے۔(تاریخ اسلام،ج ۱،ص ۳۹۵) [10] عبدالرحمٰن اسدی۔(ایضاً)

اسدی ادھ موئے ہو گئے۔

اس کے آگے ولد عاص اس طرح کے لوگوں کی ہم کلامی سے رک گئے۔اس سے لوگوں کو ملال ہوا۔

اگر کسی محل دو آدمی مل کر کھڑے ہوئے، اسی محل ولد عاص اور حاکم سوم کے لئے سوء کلامی کا در کھولا۔اس سلسلے کو طول ہوا طوعاً و کرھاً ساری روداد حاکم سوم کو ارسال کی گئی اور کہا کہ اس طرح کے لوگوں کے واسطے لائحہ عمل طے کرو!

حاکم سوم کا کلام ہوا کہ اس طرح کے لوگوں کو اہل اسلام کے ماموں[۱] کے ہاں رواں کر دو کہ وہ اس گروہ کو راہ ھدیٰ دکھائے۔سارے لوگ ادھر رواں کئے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے اور اہل اسلام کے ماموں اٹھے سارے لوگوں کو سلام کہا، دلداری کی اور اکل وطعام کی ہمراہی عطا کی اور کہا:

''اس مکروہ عملی سے دور رہو کہ اہل اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔''

مگر وہ سارے لوگ راہ ھدیٰ کی راہ روی سے دور و محروم رہے۔[۲]

اہل اسلام کے ماموں رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے حکم سے سارے احوال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی۔حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس گروہ کو والی حمص[۳] کے ہاں ارسال کر دو! آس ہے کہ حمص آکر وہ گروہ راہ ھدیٰ کا راہرو ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے اور اہل اسلام کے ماموں اسی حکم کے عامل ہوئے اور سارے لوگ ملک حمص رواں کئے گئے۔

والی حمص کا معاملہ کڑا رہا، سارے گروہ کو درگاہ سے دور اور اکل وطعام کی ہمراہی سے

---

۱ حضرت امیر معاویہؓ جو آپؐ کے سالے تھے۔ ۲ حضرت امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا، مگر وہ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔(تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۶) ۳ عبدالرحمٰن بن خالدؓ۔

محروم رکھا۔ معمولی عرصہ ہوا ہوگا کہ سارا گروہ راہ ھدیٰ کا راہ رو ہوا۔

اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دی گئی۔ حاکم سوم کا حکم ہوا کہ اس گروہ کو رہائی دو، کسی محل رہے[۱]۔

ولد سوداء[۲]

اک اسرائلی مردود، ولد سوداء، سدا سے اسلام اور اہل اسلام کا عدو رہا اور ہردم ساعی رہا کہ اسلام اور اہل اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے کرے۔

وہ اسی ارادے کو لے کر معمورہ رسول وارد ہوا[۳] اور اک عرصہ اہل اسلام کے احوال کا مطالعہ کر کے لائحہ عمل کے لئے اگلے ملک راہی ہوا اور لوگوں کے آگے طرح طرح کا کلام کر کے لوگوں کی گمراہی کے واسطے ساعی ہوا۔

کم علم لوگوں کا اک گروہ اس کے گرد ہوا۔ اس کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا:

> ''اہل اسلام کا معاملہ کس طرح کا ہے کہ روح اللہ رسول لوٹ کر اس دار آئے گا، مگر محمدؐ عود سے محروم رہے گا؟''[۴]

اور رکھا کہ:

> ''ہر رسول کا کوئی اک وصی رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا وصی ہمدم علی ہے اور اہل اسلام کی سوء عملی ہے کہ ہمدم علی کے علاوہ دوسرے لوگ اولی الامر ہو گئے، اس لئے اٹھو اور ہمدم علی کی مدد کرو اور دوسرے اولی الامر کو ہلاک کر دو! کم سے کم معطل ہی کر دو[۵]۔

ولد سوداء اک گروہ کو ہم مسلک کر کے اگلے مصر راہی ہوا اور اک اک کر کے کئی ملک وارد ہوا

---

[۱] حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا اگر یہ لوگ کوفہ جانا چاہیں تو اس کو جانے دو۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۶) [۲] عبداللہ بن سبا المعروف بہ ابن السوداء۔ [۳] اس نے مدینہ میں رہ کر مسلمانوں کی اندرونی اور داخلی کمزوریوں کو خوب جانچا اور مخالف اسلام تدابیر کو سوچا۔ [۴] بصرہ۔ وہ کہتا: مجھے تعجب ہے کہ مسلمان اس بات کے تو قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے، لیکن اس بات کو نہیں مانتے کہ حضرت محمدؐ بھی دنیا میں ضرور آئیں گے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۳۹۷) [۵] (ایضاً)

اور ہر ملک سے اک اک گروہ کو اس کام کے واسطے آمادہ کر کے رہا۔[۱]

اس مردود کا اگلا کام اس طرح ہوا کہ اک مصر کے عامل کا گلہ دوسرے مصر کے عامل سے اور دوسرے کا دوسرے سے اور سارے عاملوں کا گلہ معمورۂ رسول والوں سے کہ کسی طرح لوگوں کے دل حاکم سوم اور اس کے طے کردہ عمال کے حسد سے معمور ہوں اور کسی طرح اہل اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔[۲]

ہمدم عمار سارے احوال کی اطلاع کے واسطے حاکم سوم کے حکم سے ملکِ مصر راہی ہوئے، مگر وہ لوگوں کے ہم مسلک ہوگئے اور مصر ہی رک گئے۔[۳]

روگردوں کی کاروائی اک اک کر کے حد سے سوا ہوئی، اس لئے ولد[۴] عاص احوال کی اطلاع لے کر معمورہ رسول راہی ہوئے اور روگردوں کا اک گروہ[۵] معمورہ رسول اس مکروہ ارادے سے راہی ہوا کہ وہ حاکم سوم کو اولی الامری سے معطل کرے۔

ولد عمرو[۶] آڑے آئے، اس گروہ سے لڑائی ہوئی۔

مآل کار اس گروہ کا سالار محصور ہوا، مگر دھوکے سے رہائی حاصل کر لی اور رہا ہو کر دہرا کر معمورہ رسول راہی ہوا۔

حاکم سوم کے حکم سے اسلامی ملکوں کے عمال موسم احرام کے لیے معمورۂ رسول آ کر

---

۱ عبد اللہ بن سبا پہلے بصرہ آیا یہاں اپنی ہم خیال جماعت بنا کر کوفہ پہنچا اس کے بعد شام، پھر مصر آیا اور ہر ہر جگہ اپنے ہم خیال لوگ چھوڑ جاتا تا۔ (ریخ اسلام، ج ۱ ص ۳۹۸) ۲ اس کا اگلا مشن یہ تھا کہ ہر اک ملک کے عامل کو دوسرے ملک کے عوام کے ظالم سمجھیں اس لئے اس جماعت کے لوگوں نے اپنے اپنے حاکم کی شکایتیں دوسرے عمال اور مدینہ میں بھیجنا شروع کیں ہر ایک یہی سمجھتا کہ شاید ہم سے زیادہ ظلم دوسرے ملک ہو رہا ہے۔ ۳ آپؓ نے تحقیق حال کیلئے عمار بن یاسر کو مصر کی جانب بھیجا کہ وہاں کے حالات دیکھ کر آئیں اور صحیح اطلاع دیں عمار بن یاسر جب مصر پہنچے تو عبد اللہ بن سبا کے ساتھیوں نے ان کو اپنا ہم نوا بنالیا اور مدینہ جانے سے روک دیا (تاریخ اسلام ج ۱ ص ۳۹۹) ۴ سعید بن العاص۔ ۵ اس گروہ کا سالار یزید بن قیس تھا۔ ۶ قعقاع بن عمرو۔

اکٹھے ہوئے۔ سارے احوال کہہ کر ہر کسی سے رائے لی گئی، مگر اس سے محرومی رہی کہ کوئی لائحہ عمل طے ہو[1]۔

سارے عمال لوٹ گئے، ولد[2] عاص کو راہ کے اک مرحلے حکم عدولی والوں[3] کا عسکر ملا اور کہا کہ معمورۂ رسول لوٹو اور حاکم سوم سے کہو: ہمارا عامل والد موسیٰ کو طے کردے۔

ولد عاص معمورۂ رسول لوٹ آئے اور سارا حال حاکم سوم سے کہا۔ حاکم سوم کی رحم دلی کا مطالعہ کرو کہ اسی لمحے ولد عاص کو معطل کر کے والد موسیٰ کو حکم ہوا کہ وہ اس گروہ کے مصر[4] کا عامل ہو اور گمراہوں کے واسطے حاکم سوم کا کلام ہوا کہ سدا اصلاح کے لئے ساعی رہوں گا۔

حاکم سوم کی سعی رہی کہ کسی طرح روگرداں کی اصلاح ہو، مگر ہر راہ سے محرومی ہوئی۔

ہمدم طلحہ کی رائے[5]

ہمدم طلحہ کا حاکم سوم سے کلام ہوا کہ ہماری رائے ہے کہ اہل اسلام سے اک گروہ ادھر ادھر کے ملکوں کو راہی ہو اور اصل احوال کی اطلاع لائے۔ حاکم سوم کو ہمدم طلحہ کی رائے عمدہ لگی اور کئی گروہ اس مہم کے واسطے رواں ہوئے۔

روگرداں کی مکروہ سعی

ادھر روگرداں کی اصلاح کے لئے رائے دہی کا سلسلہ ہے، ادھر روگرداں کے کئی گروہ موسم احرام کے لمحے اس ارادے سے راہی ہوئے کہ وہ معمورۂ رسول آ کر حاکم سوم سے طوعاً و کرھاً سارے حلال وحرام معاملے طے کروائے۔

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے اکثر ملکوں کے گورنر مکہ آئے اور موجودہ حالات پر رائے دی گئی، مگر کوئی خاص تجویز اور لائحہ عمل نہیں سوچا گیا۔ اور سب لوگ واپس لوٹ گئے۔ [2] سعید بن العاص۔ [3] اس لشکر میں مالک بن اشتر بھی شامل ہو گیا تھا، اس نے سعید کو کوفے سے روکا اور مدینہ واپسی پر مجبور کیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۴۰۱) [4] کوفہ۔

[5] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۳)

روگردوں کا گروہ معمورۂ رسول سے دو سہ کوس دور ہی رکا۔اس گروہ کے سرکردہ لوگ معمورہ رسول آئے اور الگ الگ ہمدم علی ، ہمدم طلحہ، ولد عوام اور ہمدم سعد سے ملے۔اور کہا کہ ہمارا معاملہ حل کرواؤ!

مگر ہر کوئی اس معاملے سے دور ہی رہا۔حاکم سوم کا ارادہ اول ہی سے اصلاح کا رہا،اس لئے ہمدم علی سے کہا کہ وہ روگردوں سے مل کر اس معاملے کو حل کرے۔اس گروہ کا ہر اسلامی امر وصول ہوگا۔[1]

ہمدم علی اٹھے اور آ کر اس گروہ سے ہمکلام ہوئے اور کسی طرح اس گروہ کو آمادہ کر کے لوٹا آئے۔سارے لوگ مسرور ہو گئے کہ لڑائی ٹل گئی اور دہرا کر اسلامی کارواں رواں دواں ہو گا۔مگر اللہ کا حکم اور ہی رہا کہ اک سحر معمورہ رسول کے محلوں سے اللہ کے اسم اور گھوڑوں کے سموں کی صدا اٹھی۔لوگ ڈر کر گھروں سے آ گئے ،معلوم ہوا کہ وہی روگردوں کا گروہ ہے اور ''صلہ،صلہ'' کی صداء دے رہا ہے۔

ہمدم علی آگے آئے اور کہا:''کس لئے لوٹے ہو؟''

اہل مصر کا ردکلام ہوا کہ راہ کے اک مرحلے حاکم سوم کا ہرکارہ ملا،معلوم ہوا کہ وہ مصر ہی کو رواں دواں ہے۔ہمارا دل وساوس سے معمور ہوا کہ لامحالہ ہمارے لئے والی مصر کو کوئی حکم ارسال ہوا ہو گا۔اس لئے اس کو روک کر ٹٹولا۔ہم کو اس سے اک مراسلہ ملا،لکھا ہے:

''حاکم سوم کا والی مصر کو حکم ہے،اس گروہ کے سر کاٹ دو۔''

اس لئے ہمارا گروہ اس سوءِ عہدی کا صلہ لے کر ہی رہے گا۔حاکم سوم کو اس کی اطلاع دی گئی ۔حاکم سوم کا کلام ہوا:

---

[1] آپؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا کہ آپؓ اس جماعت کو راضی کر کے واپس کر دیجئے میں جائز مطالبات پورے کرنے کیلئے تیار ہوں۔(سیر الصحابہ، ج ا،ص ۲۱۴)

''واللہ! ہم اس مراسلے سے لاعلم رہے۔''

حاکم سوم کے اس کھرے کلام سے لوگوں کو گماں ہوا کہ لامحالہ وہ ولد حکم[۱] کا کام ہے۔

روگرد دوں کا کلام ہوا:

''وہ آدمی کس طرح اہل اسلام کا حاکم ہوگا کہ وہ اس طرح کے اہم امور سے لاعلم ہے؟ اس لئے حاکم سوم اہل اسلام کی اولی الامری سے معطل ہو۔''

حاکم سوم کا کلام ہوا:

''وہ اس حلے کو کہ وہ اللہ کی عطا ہے، اوڑھے رہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کو لے کر سارے دکھوں کو سہہ لے گا۔''[۲]

محاصرہ

حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے روگرد اٹھے اور حاکم سوم کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑے ہوئے۔

وہ محاصرہ اک ماہ اور دس سحر رہا، اس عرصہ حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا داماد ہر طرح کے ماء وطعام سے محروم رہا۔[۳]

اہل اسلام کی ماں،[۴] رسول اللہ کی عروس، ساعی ہوئی کہ کسی طرح ماء وطعام حاکم سوم کو دے آئے۔ مگر مردودوں کو کہاں گوارا؟ اس لئے وہ لوٹ آئی۔

حاکم سوم کی رحم دلی سے روگرددوں کو اس حد حوصلہ ہوا کہ ہمدموں اور مددگاروں کے ہر طرح کے کلام کو رد کر کے اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔[۵]

حاکم سوم کا ہمدم علی کے واسطے کلام ہوا کہ ہمارے گھر آؤ! ہمدم علی اٹھے، مگر روک دئے

---

[۱] مروان بن حکم۔ [۲] (تاریخ اسلام، ج۱، ص ۴۱۲، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۵) [۳] البتہ ہمسایہ گھروں سے کبھی کبھی رسد اور پانی کی امداد پہنچ جاتی تھی۔ [۴] ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ۔ [۵] حضرت عبداللہ بن سلام، ابو ہریرہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور زید بن ثابتؓ جیسے اکابر صحابہ تک کی کسی نے نہ سنی۔ (سیر الصحابہ، ج ۱ ص ۲۱۶)

گئے۔

ہمدم علی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس حال کی اطلاع حاکم سوم کو دوں۔ اس لئے سر سے کالا عمامہ کھولا اور اطلاع رساں کو دے کہا:

''لو! مرا عمامہ حاکم سوم کو دکھا کر کہو: علی کی ہر راہ مسدود ہے کس طرح آئے؟[۱]

کئی ہمدم و مددگار معمورۂ رسول سے الگ ہو گئے اور اہل اسلام کی ماں، عروس رسول، حاکم اول کی لڑکی[۲] موسم احرام کی ادائے گی کے واسطے سوئے مکہ راہی ہوئی۔ اہل رائے کے سہ آدمی ہی معمورۂ رسول رہ گئے۔ اول: ہمدم علی۔ دوم: ہمدم طلحہ۔ سوم: ولد عوام۔

ہر اک ساعی رہا کہ کسی طرح اس معاملے کا حل ہو، مگر محرومی ہوئی۔

مگر لڑکوں کو حکم ہوا کہ حاکم سوم کے گھر کے آگے کھڑے ہو کر رکھوالی کرو اور روگردوں کو حاکم سوم سے دور رکھو۔[۳]

حاکم سوم کا روگردوں سے کلام

اک سحر حاکم سوم گھر کے عالی حصے سے روگردوں سے اس طرح ہمکلام ہوئے: لوگو! معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول آئے، حرم رسول[۴] اہل اسلام کے لئے کم ہوا، رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

''کوئی ہے کہ اک حصہ مٹی کا مول لے کر حرم رسول کے لئے کر دے؟ اس کو دارالسلام کا عمدہ گھر ملے گا۔''

اس لمحے حاکم سوم رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس حکم کے عامل ہوئے اور اس سحر اُسی

۱(سیر الصحابہ، ج ۱ص ۲۱۶) ۲ حضرت عائشہؓ حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ چلی گئیں۔ ۳ چنانچہ حضرت علیؓ نے حضرات حسنینؓ کو اور حضرت زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۶) ۴ مسجد نبویؐ۔

حرم رسول آ کر عمداً اسلام کی ادائے گی سے ہم کو روک رہے ہو۔

لوگو! اللہ سے عہد کر کے کہو کہ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورۂ رسول آئے، لوگ ماء طاہر سے محروم ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''کوئی ہے کہ ماءِ رومہ کو مول لے کر اللہ کی راہ دے دے؟ اللہ اس کو دارالسلام کا ماء دے گا۔''

حاکم سوم ہی اور اس کمال کے حامل ہوئے۔ اور اسی ماءِ رومہ سے اس کو محروم کر رہے ہو۔

لوگو! معلوم ہے کہ عسکرِ عسرہ کو حاکم سوم ہی سے اموال ملے؟ سارے لوگو کا اکٹھا ردِ کلام ہوا: ہاں! واللہ! اسی طرح ہے۔

حاکم سوم کا دہرا کر کلام ہوا: لوگو! معلوم ہے کہ اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کوہِ حرا گئے، وہ کوہ ہلا، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کوہِ حرا کو حکم ہوا:

''اے کوہ! ٹھہر! اس لئے کہ اک اللہ کا رسول، اک ہمدم رسول اور اک گواہ[1] اس کوہ کا سوار ہے۔

اور اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ہمراہی حاکم سوم ہی رہا؟

لوگو کا ردِ کلام ہوا کہ ہاں! اسی طرح ہے۔

اور کہا: لوگو! اگر معلوم ہے، اللہ کے واسطے ہم سے کہو: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے معرکہ صلح کے لمحے ہم ہی اطلاع لے کر اہل مکہ کے آگے گئے؟ لوگوں کا ردِ کلام ہوا: ہاں! معلوم ہے۔

مگر اس سارے کلام سے مردودوں، ردگردوں کے دل، رحم دلی سے عاری رہے اور وہ اسی طرح محاصرہ کر کے کھڑے رہے۔

محاصرے کو طول ہوا، ردگردوں کا اک دوسرے سے کلام ہوا:

---

[1] شہید۔

''اس سے آگے کہ موسم احرام مکمل ہو اور لوگوں کو معمورہ رسول کے احوال کا علم ہو، حاکم سوم کو ہلاک کر دو!''[1]

لوگوں سے اس طرح کا کلام مسموع کر کے حاکم سوم کا کلام ہوا:

''لوگو! کس لئے ہم کو ہلاک کرو گے؟ اسلام اس طرح کے آدمی کی ہلاکی کا حامی ہے کہ وہ حرام کاری کا عامل[2] ہو۔ دوم: اس سے کوئی ہلاک ہوا ہو۔ سوم: اسلام لا کر دہرا کر اسلام سے روگرداں ہوا ہو۔ حاکم سوم اس طرح کے ہر کام سے دور ہے اور گواہ ہے کہ اللہ واحد ہے اور محمد اس کا رسول ہے۔''

مگر روگرداں کا گروہ اس عمدہ کلام کی وصولی سے محروم ہی رہا۔

دل دادوں کی رائے

اک ہمدم رسول[3] دلدادۂ حاکم سوم کی رائے ہوئی:

''اے داماد رسول! سہ امور سے اک امر کو وصول کر لو! اول: عسکر اسلام کو حکم کرو کہ وہ روگرداں کو مار مار کر ادھر سے ہٹا دے۔ دوم: گھر کے دوسرے در کی راہ لے کر مکہ مکرمہ راہی ہو۔ سوم: رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے ملک کی راہ لو کہ ادھر دلدادوں کا اک عسکر ہے۔''

مگر حاکم سوم ہر امر کی وصولی سے دور ہی رہے۔ اس لمحے حاکم سوم کے گھر کے گرد اک کم آٹھ سو ہمدموں اور مددگاروں کا گروہ کھڑا رہا، اس گروہ کا سالار اعلیٰ ولد عوام کا لڑکا رہا، وہ آگے ہوا اور کہا:

---

[1] حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے قتل کا منصوبہ خود لوگوں سے سنا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۶) [2] زانی، حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا: قتل تو صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔ اول زانی ہو۔ دوم ناحق قتل کیا ہو۔ سوم مرتد ہو۔ [3] مغیرہ بن شعبہؓ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۸) کئی لوگوں نے باغیوں سے لڑنے کی اجازت مانگی، مگر حضرت عثمانؓ نے سب کو منع ہی کیا۔ (ایضاً)

''اے اہل اسلام کے حاکم! ہمارے ہمراہ اہل اسلام کا اک عسکر ہے، اگر حکم
ہو روگر دوں سے لڑوں۔''

حاکم سوم کا ردکلام ہوا:

''لوگو! اللہ کا واسطہ ہے، لڑائی سے دور رہو! ہم کو کہاں گوارا کہ کوئی آدمی
ہمارے لئے ہلاک ہو؟''

اور اس لمحے اٹھارہ اور دو مملوکوں کو رہائی دی۔

اک دوسرے ہمدم[1] آئے اور کہا:

''اے دامادِ رسولؐ! مددگاروں کا گروہ کھڑا ہے کہ اگر رائے ہو، وہ روگر دوں
سے لڑائی کرے۔''

حاکم سوم کا کلام ہوا:

''ہمارا مددگار وہی ہے کہ وہ لڑائی سے دور رہے۔''

حاکم سوم کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے کلام کی رو سے مصمم گماں رہا کہ وہ لمحہ اس کی گواہی[2] اور ملکِ عدم سے رحلہ کا ہے، اس لئے سارے دکھ والم سہہ کر مسرور رہے اور ہر دم گواہی کے واسطے آمادہ۔

گواہی کی سحر حاکم سوم صائم رہے، گواہی سے اک سحر آگے حاکم سوم کو سوئے ہوئے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور حاکم اول اور حاکم دوم سے ملے، رسول اللہؐ کا کلام ہوا:

''اے مرے دہرے داماد! دوڑ کر آؤ اور طعامِ صوم[3] ہمارے ہمراہ کھاؤ!''

سو کر اٹھے اور سارا حال لوگوں سے کہا اور گھر والی سے کہا کہ:

''ہماری گواہی کا لمحہ آ لگا ہے، روگر دوں کا گروہ ہم کو ہلاک کر کے ہی رہے گا۔''[4] وہ اٹھے اور کلام الٰہی کھول کر آگے رکھا اور سارا گھر کلام الٰہی کی صدا سے معمور ہوا۔

---

[1] حضرت زید بن ثابتؓ۔ [2] شہادت۔ [3] افطاری۔ [4] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۱۹)

گواہی[1]

روگرد گھر کے دوسرے حصے[2] سے گھس گئے اور آکر حملہ آور ہوئے، ہمدم علی کے لڑکے اور وہ لوگ کہ گھر کے اگلے حصہ کے گرد کھڑے رہے، وہ اس کارروائی سے لاعلم رہے۔

ہمدم مکرم حاکم اول کا لڑکا محمد آگے ہوا اور آکر داماد رسول کی داڑھی کس کے ہلائی۔ حاکم سوم کا اس سے کلام ہوا:

''اے لڑکے! اگر حاکم اول اس حال کا مطالعہ کرلے، لامحالہ وہ دکھی ہو۔''

اس کلام سے حاکم اول کے لڑکے کو عار آئی اور وہ وہاں سے ہٹا اور اک دوسرا مردود آگے ہوا اور لوہے کی لاٹ ماری، اس سے حاکم سوم گھائل ہوگئے۔ اک اور آدمی صمصام لے کر حملہ آور ہوا، حاکم اول کی گھر والی اٹھی اور اس کے حملے کو روکا، اس سے اس کی مٹھی کا اگلا حصہ کٹ کر گرا، وہ مردود، دہرا کر حملہ آور ہوا، اس سے حاکم سوم دارالسلام کو سدھارے اور رسول اللہؐ اور حاکم اول و دوم کے مہماں ہوئے۔ (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا۔)

گواہی کے لمحے حاکم سوم کے آگے کلام الٰہی کھلا رہا اور حاکم سوم کا لہو کلام الٰہی کے اس حصہ کو لگا: ''لوگوں کے واسطے اللہ ہی ہے، وہ سامع ہے اور علم والا ہے۔''

گواہی کو دو سحر مکمل ہوئی، حاکم سوم کا دھڑ گور[3] سے محروم رہا۔ ہر آدمی روگردوں کے ڈر سے اس حوصلہ سے محروم رہا کہ اس کو مٹی دے۔

تا آں کار دوسری سحر مکمل ہوئی، معدودلوگ حوصلہ کرکے آئے اور حاکم سوم کا دھڑ اٹھا کر لے گئے۔ رکوع سے عاری عمادِ اسلام کے امام ولد مطعم[4] ہوئے اور دوراک محل ملحود

---

[1] شہادت۔ [2] باغی گھر کی پچھلی طرف سے اندر آئے۔ (تاریخ اسلام، ج ا، ص ۴۱۴) [3] قبر۔ [4] حضرت جبیر بن معطمؓ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ (تاریخ اسلام، ص ۴۱۵)

کرآئے یا[1]

حاکم سوم کی گواہی اور اہل اسلام کا ردعمل

حاکم سوم کی گواہی کی اطلاع عام اہل اسلام کو ملی، لوگ اس وہم وگماں سے دور رہے کہ روگردوں کو اس حد حوصلہ ہوگا اور حاکم سوم اس طرح ہلاک ہوں گے۔ ہر سو ہو کا عالم ہوا، لوگ اس اطلاع سے رودئے۔

مآل کو لے کر روگردوں کو عار محسوس ہوئی، مگر ولد سوداء اور دوسرے اعداء اسلام کو مراد مل گئی، اہل اسلام کا اک دوسرے سے ہمدردی، رواداری، رحم دلی اور عمدہ سلوک والا سلسلہ کٹ کے رہا اور وہ لوگ کہ اک دوسرے کے لئے سر کٹوا کر مسرور رہے، وہ کئی گروہ ہو کر اک دوسرے کے سدا کے لئے عدو ہو گئے۔

ہمدم علی حرم رسول[2] سے گھر کو لوٹے، راہ کے اک مرحلے حاکم سوم کی گواہی کی اطلاع ملی، اسی لمحے کہا:

"اے اللہ! علی حاکم سوم کی ہلاکی سے الگ ہے۔"

عمر مکرم کے والد کے داماد[3] کا کلام ہوا:

"لوگو! روا ہے کہ کوہ احد اس سوء عملی سے ٹوٹ کر گرے اور سارے لوگوں کو ہلاک کر دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے محرم اسرار[4] کا کلام ہوا:

"آہ! حاکم سوم کی ہلاکی سے اسلام کو وہ دراڑ لگی کہ وہ سدا رہے گی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد عم[5] کا کلام ہوا:

---

[1] آپؓ کو جنت البقیع کے قریب حش کوکب میں سپرد خاک کیا گیا، بعد میں یہ حصہ جنت البقیع میں شامل کر دیا گیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۲۱) [2] مسجد نبویؐ۔ [3] حضرت عمرؓ کے بہنوئی سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ [4] حضرت حذیفہؓ۔ [5] عبداللہ بن عباسؓ۔

''اگر سارے لوگ حاکم سوم کی بلا کی کے لئے ساعی ہوئے ہوں، گروہ لوط کی طرح ساوی ڈلوں سے ہلاک ہوں۔''

ہمسائے ملک[1] کے والی کو اطلاع ملی، وہ رودئے اور کہا:

''ہائے! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مصلے سے اہل اٹھ گئے۔''

ہمدم ساعدی[2] کا اللہ سے عہد کر کے کلام ہوا:

''سدا کے لئے محال ہے کہ مسکراؤں۔''

ولد سلام[3] کا کلام ہوا:

''آہ! اہل لسان[4] کی ساکھ مٹ گئی۔''

عروس رسول[5] کا کلام ہوا:

''حاکم سوم لا روا[6] مارے رے گئے۔

واللہ! اس کا رسالہ اعمال دھلے ہوئے رومال کی طرح ہوا۔''

دوسرے کئی ہمدموں[7] کا رو رو کر حال دوگر ہوا۔

حاکم سوم کا لہو آلود حصہ اور اس کی گھر والی کی کٹی ہوئی مٹھی، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے کے آگے اس کے ملک لائی گئی، اس کا مطالعہ کر کے لوگ دھاڑ دھاڑ روئے اور صلہ، صمہ کی صداؤں سے ماحول معمور ہوا[8]

---

۱ صنعاء یمن کے والی ثمامہ بن عدیؓ۔ ۲ ابوحمید ساعدیؓ۔ ۳ عبداللہ بن سلامؓ۔ ۴ عرب۔ ۵ سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔ ۶ ناجائز ظلم سے حضرت زید بن ثابتؓ کی آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحے کا ذکر آجاتا تو دھاڑیں مار مار کر روتے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۲)

۸ (ایضاً)

اللہ کے اسم سے کہ وہ عمومی رحم و کرم والا ہے

مطالعہ

دامادِ رسول، مسلم اول[1]، ولد عم رسول، حاکم اہل اسلام، در علم[2]، اسامہ[3]، اسد اللہ[4] علی کرمہ اللہ۔

اسم و اسرہ

داماد رسول کا اسم، علی (کرمہ اللہ) ہے۔ دامادِ رسول علی کرمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولد عم[5] رہے، اس لئے علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسرہ اک ہی ہے۔
اسرۂ علی کرمہ اللہ سرداری اور دار اللہ کے کام کاراور رکھوالی کے کمال کا حامل رہا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کے والد[6]

علی کے والد مکرم مکہ کے اہل رائے آدمی رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے والد مکرم کے وصال کے آگے رسول اللہ کو گود لے کر اس عمدہ کمال سے مالا مال ہوئے اور اعلاء اسلام کے لئے سدا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حامی رہے، اس لئے ہمدم علی کے والد اور اس کے اسرہ کے لوگوں کو مکہ کے گمراہوں سے دکھ اور الم ملے۔
وہ اک گھاٹی[7] کے محصور کئے گئے اور ہر طرح سے ماء و طعام سے محروم کئے گئے، مگر محال ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی مدد سے روگرداں ہوئے ہوں۔
رسول اللہؐ کی دلی آس رہی کہ عم مکرم[8] والد علی اسلام لا کر دار السلام کے حصہ دار ہوں، مگر وہ وصول اسلام سے محروم رہے کہ لمحہ وصال آ لگا، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل

[1] روایت ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ ایمان لائے۔ (سیر الصحابہ، ج۱، ص ۲۵۰) [2] آپؐ نے ارشاد فرمایا انا مدینۃ العلم وعلی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ [3] حیدر، شیر۔ [4] اللہ کا شیر، یہ آپؓ کا لقب ہے۔ [5] چچا کے لڑکے۔ [6] آپؓ کے والد محترم کا نام عبد مناف ہے اور بعضوں نے عمران لکھا ہے لیکن آپ اپنی کنیت، ابوطالب کے ساتھ مشہور ہیں (سیرت علیؓ ص ۲۱) [7] شعب ابی طالب۔ [8] ابوطالب۔

رسلہ وسلم عم مکرم، والدعلی کے آگے آئے اور کہا: اے عم! لا الہ الا اللہ کہہ دو! دارالسلام کے حصے دار ہو گے۔

مگر والدِ علی کا رد کلام ہوا کہ اے ولدام[1] کے لڑکے! ہماری دلی آس اسی طرح ہی ہے کہ اسلام لاؤں، مگر ہم کو ڈر ہے کہ مکہ کا ہر آدمی کہے گا کہ وصال کے ڈر سے والد اور داداؤں کے مسلک سے روگرداں ہو کر ولدام کے لڑکے کے مسلک کا راہ رو ہوا[2]

اس لئے والدِ علی، وصول اسلام سے محروم رہے۔

والدہ[3] علی کرمہ اللہ

ہمدم علی کی والدہ کا رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ماؤں کی طرح کا سلوک رہا۔

علماء سے مروی ہے کہ وہ اسلام لائی اور وداع مکہ کے اکرام سے مالا مال ہوئی اور اس کے وصال کے لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک حلہ لائے اور حلہ اوڑھا کر اس کو مٹی دی اور کہا:

''والدِ علی کے علاوہ ہم کو سارے لوگوں سے سوا والدہ علی سے لگاؤ رہا۔''

عالم مادی کو آمد

علی کرمہ اللہ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے امرِ وحی سے دس سال آگے مولود ہوئے۔

رسول اللہؐ کی ہمراہی

علی کرمہ اللہ کے والد کی مالی آلودگی سے محرومی کو محسوس کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل

---

[1] بھائی [2] (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۴۹) [3] حضرت علی کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بن اسد تھا، ان کو بھی رسول اللہ کی پرورش کا شرف حاصل ہے۔ (ایضاً)

رسلہ وسلم کا اک دوسرے عمؓ[1] سے کلام ہوا: اے عم! والدِ علی کی مدد کرو! وہ اس طرح کہ اس کے اک لڑکے کو گود لے لو!

وہ آمادہ ہو گئے اور والدِ علی کے اک لڑکے کو گھر لے آئے اور علی کرمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم گھر لے آئے۔

اس طرح علی کرمہ اللہ کو رسول اللہؐ کی ہمراہی کا دائمی کمال حاصل ہوا[2]۔

اسلام

داما درسول علی کرمہ اللہ کی عمر دس سال کی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امروحی عطا ہوا۔ علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ ہی کے گھر کے آدمی رہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے سارے احوالِ اسلامی مطالعہ ہوئے۔

اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور عروس مکرمہ کی عماد اسلام کا مطالعہ کر کے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟[3]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور کہا:

''اے علی! اللہ کا رسول ہوں۔ اے علی! اسلام لے آؤ!''

ہمدم علی کے لئے وہ اک الگ راہ رہی، اس لئے کہا:

''اس کے لئے والد مکرم سے رائے لوں گا۔''

مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے علی! اس لمحے اس سے دور ہی رہو کہ ہمارے اس عمل کی اطلاع کسی کو کرو!''[4]

---

[1] حضرت عباسؓ۔ [2] (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۵) [3] حضرت علیؓ نے آپؐ اور ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کو مصروف عبادت دیکھا تو پوچھا آپؐ دونوں کیا کر رہے تھے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۵) [4] چونکہ آپؐ کو ابھی اعلان منظور نہ تھا، اس لئے فرمایا کہ اگر تمہیں تامل ہے تو خود غور کرو، لیکن کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۵)

اگلی سحر کو علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ کے آگے آئے اور اسلام لائے۔[1]

مکی دور

ہمدم علی اسلام لا کر سہ کم سولہ سال مکہ مکرمہ رہے اور ہر دم ہر محل رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

عمر مکرم کے وصول اسلام سے آگے اہل اسلام اس سے محروم رہے کہ وہ کھل کر احکام اسلام کے عامل ہوں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور ہمدم علی کرمہ اللہ اور دوسرے اہل اسلام لک لک کر اعمال اسلام کے عامل رہے۔

اک سحر علی کرمہ اللہ کے والد ادھر آئے اور علی کرمہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے احوال[2] اسلام کا مطالعہ کر کے سائل ہوئے کہ کس عمل کے عامل ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اٹھے اور اسلام کے اساسی امور آگے رکھے اور وصول اسلام کا کہا۔

علی کرمہ اللہ کے والد کا رد کلام ہوا کہ گو کہ عمدہ راہ ہے، مگر ہم اس کی راہ روی سے دور ہوئے۔

موسم احرام[3] کے لمحے علی کرمہ اللہ گاہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور گاہ رسول اللہ کے ہمراہ دار اللہ وارد ہو کر مٹی کے الھوں کے ٹکڑے کئے۔

اہم امور[4] کی حوالگی

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو امر وحی عطا ہوئے سہ سال کا عرصہ ہوا، ہادی اکرم کھلم کھلا اعلائے اسلام سے دور رہے[5] اگلے سال حکم الٰہی ہوا کہ کھلم کھلا اعلائے اسلام کرو! کلام

---

[1] آپؐ کی پرورش سے فطرت سنبھل چکی تھی، اس لئے زیادہ غور و فکر کی ضرورت پیش نہ آئی اور دوسرے ہی دن بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف با سلام ہو گئے۔ (ایضاً) [2] آپؐ اور حضرت علیؓ مصروف عبادت تھے، ابو طالب نے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۲۵۱) [3] ایام حج۔ [4] انتظام دعوت۔ [5] ابھی تک کھلم کھلا تبلیغ اسلام کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

الٰہی ہے:

''اور اسرہ کے لوگوں کو اللہ سے ڈراؤ[۱]''

اس حکم کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اک کوہ کے سرے آئے اور اسرہ کے لوگوں کو صدا دی، لوگ آ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم آگے ہوئے اور لوگوں کو وصول اسلام کا کہا، مگر وہ لوگ وصول اسلام سے محروم رہے۔

اس کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ لوگوں کو طعام کے واسطے اکٹھا کر کے وصول اسلام کا کہوں۔

اس لئے دہرا کر اسرہ والوں کو کہا:

''وہ محمد کے گھر آ کر طعام سے مالا مال ہوں!''

لوگ اکٹھے ہو گئے، اس لمحے لوگوں کو طعام رسائی کے امور علی کرمہ اللہ کے حوالے ہوئے گو کہ علی کرمہ اللہ کم عمر رہے مگر طعام رسائی کے سارے امور عمدہ طور سے مکمل کئے۔

سارے لوگ طعام کھا کر مالا مال ہوئے، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کھڑے ہوئے اور کہا:

''لوگو! اللہ کا رسول ہوں اور ہر دو عالم کے کاموں سے عمدہ کام کا داعی ہوں۔ کوئی ہے کہ وہ اللہ کے رسول کا مددگار رہو؟''

سارے لوگ ردِ کلام سے رکے رہے، مگر ہمدم علی کھڑے ہوئے اور کہا:

''گو کہ کم عمر ہوں، مگر اللہ کے رسول کا مددگار رہوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کے لئے کلام ہوا کہ ہاں!

لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا دہرا کر اسی طرح کا کلام ہوا، مگر لوگ ردِ کلام سے محروم رہے اور ہمدم علی کرمہ اللہ کا اسی طرح کا ردِ کلام ہوا۔

---

[۱] وانذر عشیرتک الاقربین۔ شعراء ۲۱۴ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۲)

اس حال کا مطالعہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مسرور ہوئے اور کہا کہ ہاں! علی ہمارا ولدام ہے اور حصہ دار ہے۔[۱]

وداعِ مکہ[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلمؐ کو ا مروحی ملے سہ کم سولہ سالہ ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور رسول اللہؐ کے ہمدوں کی مسلسل مساعی سے اردگرد کے لوگوں کو راہ ھدی ملی۔

اس حال سے گمراہوں کے دلوں سے حسد کا دھواں اٹھا، وہ اہل اسلام کے اور سوا عدو ہو کر اہل اسلام کی رسوائی اور الم دہی کے لئے ہر ہر گام ساعی ہوئے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمدموں کے لئے مکہ مکرمہ کی وادی، آلام اور دکھوں کا گھر ہو کر رہ گئی۔[۳]

اس لئے اللہ کا حکم ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی آئی کہ مکہ مکرمہ کے ہمدم اور اہل اسلام معمورۂ احد کو اک اک کر کے رواں ہوں۔

اہل اسلام کو اس حکم کی اطلاع دی گئی، وہ اس حکم الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم کے عمل کے لئے آمادہ ہوئے۔

مکہ کے لوگ اہل اسلام کے ہر طرح آڑے آئے، مگر مکہ مکرمہ کے اہل اسلام اک اک کر کے معمورہ رسول راہی ہوئے اور مکہ مکرمہ کے صدہا گھر مالکوں سے محروم ہو گئے۔

وہی معدودے لوگ مکہ مکرمہ رہ گئے کہ وہ گمراہوں کے مملوک رہے اور مال سے محروم۔

مکے کے سردار اس حال سے کمال ملول ہوئے اور دل مسوس کر رہے۔

---

[۱] آپؐ نے فرمایا علی بیٹھ جاؤ تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے (سیر الصحابہ، ج ۱ص ۲۵۲، طبری ص ۱۲۷۲، مسند احمد ج ۱ص ۱۵۵) [۲] ہجرت۔ [۳] (ہادی عالم ص ۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم، علی کرمہ اللہ اور ہمدم مکرم، اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رکے رہے۔

مکے کے سرداروں کو اس حال سے کمال دکھ ہوا اور احساس ہوا کہ رسول اللہ کے سارے ہمدم مکہ مکرمہ سے راہی ہوئے، اسی طرح کسی لمحے محمدؐ مکہ مکرمہ الوداع کہہ کر راہی ہوں گے اور معمورۂ رسول اسلام کا اک حصار ہو کر گمراہوں کی راہ کھوٹی کرے گا۔ اس ڈر کو لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی روح کے عدو ہو گئے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہلاکی کی رائے ہوئی، مگر اللہ کا حکم دوسرا ہی رہا اور وحی الٰہی سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو گمراہوں کے ارادے کی اطلاع ملی اور وداع مکہ کا حکم ہوا۔[۱]

علی کرمہ اللہ کی دلدادگی

ادھر سارے سردار طے کردہ معاملے کی رو سے مسلح ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر کے اردگرد اکٹھے ہو گئے اور رسول اللہؐ کے گھر کو محصور کر کے کھڑے ہوئے کہ کس لمحے سارے سردار مل کر حملہ آور ہوں۔

اللہ کی درگاہ سے ہادی اکرمؐ کو اس امر کی اطلاع دی گئی، رسول اکرمؐ اٹھے اور علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

> ''اے علی! اللہ کے رسول کو حکم ہوا ہے کہ وہ ہمدم مکرم[۲] کو لے کر سوئے معمورہ رسول راہی ہو اور حرم مکہ کو الوداع کہے۔ مکے کے سرداروں کا گروہ گھر کے ادھر اس ارادے سے کھڑا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کو مار ڈالے، اس لئے ہماری رائے ہے کہ مکہ مکرمہ ہی رکے رہو اور اہل مکہ کے رکھوائے ہوئے اموال ہم سے لے لو! مالکوں کو اموال لوٹا دو اور معمورۂ رسول آ کر ہم سے ملو اور اے علی! ہماری ہری ردا اوڑھ کر سو رہو! اللہ کا وعدہ ہے کہ سرداروں کے آرام سے دور رہو گے۔''

---

۱ (ہادی عالم، ص۔ ۱۲۷) ۲ سیدنا ابوبکر صدیقؓ۔

علی کرمہ اللہ کو اس طرح مامور کر کے رسول اللہؐ گھر سے آگے آئے اور ہمدم مکرم کے گھر آگئے اور سارے احوال کہے اور گھر کی کھڑکی کی راہ سے ہمدم مکرم کو ہمرا لے کر رواں ہوئے۔[۱]

اللہ کے حکم سے سارے سردار حواس گم کردہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔

سحر ہوئی مکہ کے گمراہ سردار رسول اللہؐ کی بلا کی کا ارادہ لے کر رسول اللہؐ کے گھر آئے اور اس حال کا مطالعہ کر کے رسوا ہوئے کہ رسول اللہؐ کے محل علی ردا اوڑھ کر سوئے رہے اور رسول اللہؐ کو اک عرصہ ہوا کہ وہاں سے رواں ہو گئے۔

اس لئے مکہ کے لوگ ساعی ہوئے کہ کسی طرح رسول اللہؐ اور ہمدم مکرم کو اس رحلے سے روک کر کامگار ہوں۔

مگر اللہ کا حکم سدا حاوی ہے اور سدا حاوی رہے گا گمراہوں کے سارے ارادے مکر و حسد کے سارے ولولے مٹی ہو کر رہے۔

علی کرمہ اللہ دو، سہ سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مکہ مکرمہ ہی رہ گئے۔ سارے اموال مکہ والوں کو لوٹا کر اور دعمرو کے گاؤں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے۔

رسول اللہؐ کے حکم سے ہمدموں اور مددگاروں کا عمدہ سلوک کا معاہدہ[۲] ہوا، اس لمحے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ولدام، ہمدم علی ہوئے۔[۳]

---

۱ (ہادی عالم، بالاختصار، ص ۱۳۰، ۱۳۱) ۲ بھائی چارہ۔ ۳ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنا بھائی بنایا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۴)

اللہ کے گھر کے معماری[1]

معمورۂ رسول اسلام کا حصار ہوا اور اہل اسلام کھل کر احکام اسلام کے عامل ہوئے، اس لئے اک اک کر کے اہل اسلام کا عدد سوا ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اللہ کا اک گھر ہو کہ لوگ وہاں آ کر کھڑے ہوں اور اللہ واحد کی حمد کے لئے اکٹھے ہوں۔

اس لئے وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے اللہ کے گھر کی اساس رکھی گئی۔ رسول اکرمؐ کے ہمراہ سارے ہمدم و مددگار، روح و دل سے اللہ کے گھر کی معماری کے کام سے لگے رہے۔ اس لمحے ہمدم علی گارا اور مٹی کے ڈلے لا لا کر اللہ کے گھر کی معماری کے حصے دار ہوئے اور کمال ولولے سے اس طرح کے مصرعے کہے۔[2]

''وہ آدمی کہ دکھ و الم کو سہہ کر ہر حال اللہ کے گھر کی معماری کرے اور وہ کہ دھول مٹی سے معصوم رہ کر اس کام سے دور رہے، اک طرح کے کہاں؟[3]

---

[1] تعمیر مسجد [2] دوران تعمیر حضرت علی رجز پڑھ رہے تھے۔ [3] حضرت علی یوں کہہ رہے تھے۔ لایستوی من یعمر المساحد یدائب فیه قائماو قاعداو من یری عن الغبار حائدا۔ ترجمہ جو مسجد تعمیر کرتا ہے کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اس مشقت کو برداشت کرتا ہے اور جو گرد و غبار کے باعث اس کام سے جی چراتا ہے وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۴)

معرکوں اور مہموں کے احوال

اسلام کا معرکہ اول[1] اور ہمدم علی کرمہ اللہ

اس معرکے کے معدود احوال اس طرح ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ مکے کا اک سردار مکے والوں کا اک کارواں لے کر مکہ مکرمہ کے لئے معمورہ رسول ہی کی راہ سے آرہا ہے اور اموال واملاک کا حامل ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ہمدم و مددگار اکٹھے ہوئے اور رسول اکرمؐ کا حکم ہوا کہ لوگو! مکے والوں کا اک کارواں اموال واملاک لے کر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہے، اس لئے اگر اہل اسلام اس کارواں کے لئے راہی ہوں، اللہ کے کرم سے آس ہے کہ وہ اہل مکہ کے اموال واملاک اہل اسلام کو عطا کرے گا۔

رسول اللہ کے حکم سے سہ صد اور دس سے سوا لوگ اس کارواں کے لئے راہی ہوئے۔

اس مہم کا مدعا اس کارواں کی راہ روک کر اس کے اموال کا حصول ہی رہا معرکہ آرائی اور لڑائی کے ہر ارادے سے اہل اسلام دور ہی رہے، اسی لئے معرکہ آرائی کے لئے اسلحہ اور دوسرے املاک کم رہے[2]۔

ہادی اکرمؐ، مال واملاک اسلحہ وسواری سے محروم، اللہ والوں کا محدود گروہ لے کر سوئے کارواں راہی ہوئے۔ سہ صد سے سوا لوگوں کے لئے دو گھوڑے اور ستر اور دس دوسری سواری، اس کے علاوہ دو دو آدمی ہر سواری کے سوار ہوئے[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی سواری کے حصے دار، علی کرمہ اللہ اور اس کے اک اور ہمراہی ہوئے[4] گاہ رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اس سواری کے سوار ہوئے اور گاہ

---

[1] غزوہ بدر۔ [2] (ہادی عالم، ص ۱۷۷) [3] اہل اسلام کی تعداد تین سو تیرہ تھی، جبکہ ان کے پاس صرف دو گھوڑے، ستر اونٹ تھے اور دو آدمی ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ [4] حضرا بولبابہؓ۔ (ایضاً)

دوسرے دو حصہ دار۔

اس طرح اللہ والوں کا محدود گروہ معمورۂ رسول سے راہی ہوکر دو مرحلے ادھر اک محل روحاء آکر رکا۔ اس عسکر اسلام کا اک علم علی کرمہ اللہ کو ملا۔

راہ کے اک مرحلے آکر رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اے علی! اک گروہ کو لے کر آگے رواں ہو اور مکے والوں کے کارواں کے احوال سے مطلع کرو!

علی کرمہ اللہ گئے اور کمال عمدگی سے اس کام کو مکمل کرکے لوٹے[1]

اسلامی صدی کے دوسرے سال کے ماہ صوم کی سولہ ہے، اسلحہ وعدد سے محروم، ماہ صوم کے احکام کی رو سے اکل وطعام سے دور، مگر اللہ اور اس کے رسول کے سہارے کو اصل سہارا کئے ہوئے اور اللہ کی مدد کے احساس سے مسلح، اللہ والوں کا گروہ معمورۂ رسول سے ساٹھ کوس دور اک کہساری حصے آکر رکا، اہل اسلام کو مٹی والا حصہ ملا اور وہی عسکر اسلامی کی وروڈ گاہ ہوا۔

گمراہوں کا عسکر اک کہساری اور عمدہ حصے کو وروڈ گاہ کرکے وہاں اول ہی سے ٹھہرا رہا اور وہاں آکر سلسال ماء[2] کا مالک ہوا۔

اس طرح اہلِ اسلام ماءِ سلسال سے محروم ہوگئے، مگر اللہ کا حکم ہوا، اک گھٹا اٹھی اور امطار کرم کا سلسلہ لگا، اہل اسلام اٹھے اور گڑھے کھود کر ماء مطہر کو اکٹھا کرکے اللہ کی حمد کی۔

اس ماء مطہر سے اہل اسلام کی وروڈ گاہ کی مٹی سوکھ کر محکم ہوگئی کہ اللہ والوں کی راہ روی سہل ہو۔

اگلی سحر ہوئی۔ دو گروہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوکر اک دوسرے کے آگے آکر ڈٹ گئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ اول حملہ اعداء ہی کے عسکر سے ہو! اس لئے اللہ والے لڑائی سے رکے رہے۔

لڑائی کی رسم کی رو سے اول اول گمراہوں کے سردار الگ الگ عسکر سے آگے آئے

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۵) [2] چشمہ۔

اور آگے آ کر لڑائی کے لئے للکار دی[1]۔

عسکر اسلامی سے اول رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے مددگار ولد[2] رواحہ اور اس کے دو اور ہمراہی[3] آگے آئے اور سرداروں سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر مکے کے سرداروں کا اصرار ہوا کہ ہم سے لڑائی کے واسطے مکہ والے ہمدموں کو آگے لاؤ![4] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ مددگار رسوئے عسکر لوٹ آئے اور رسول اللہؐ کے حکم سے علی کرمہ اللہ اور رسول اللہؐ کے عم اسد اللہ[5] اور رسول اللہؐ کے اک اور ہمدم[6] آگے آئے۔

عسکر اعداء سے مکہ کا اک سردار[7] اس کا ولد ام[8] اور اس کا اک لڑکا[9] للکار کر آگے آئے سردار کا لڑکا[10] ہمدم رسول علی کرمہ اللہ کے آگے ڈٹا، مگر اس کو حوصلہ کہاں کہ علی کرمہ اللہ کی دلاوری اور حوصلہ وری کے آگے ٹھہر سکے؟

علی کرمہ اللہ آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اس طرح کا کاری وار ہوا کہ اسی اک وار سے اس سردار کا سر کٹ کر گرا اور اس طرح وہ اللہ کا عدو، اللہ کی سلگائی ہوئی آگ کے حوالے ہوا۔[11]

علی کرمہ اللہ اور عم مکرم کے ہمراہی[12] کے لئے اک سردار[13] حملہ آور ہوا، وہ دلاوری سے اس سردار سے لڑے، مگر اللہ سے وصال کے لئے اس ہمدم رسول کی دعا مسموع ہوئی، وہ اک کاری گھاؤ کھا کر گرے، علی کرمہ اللہ اور عم مکرم دوڑ کر اس کی مدد کو آئے اور اس سردار کو حملہ کر کے مار ڈالا۔

---

[1] لشکر کفار سے رسم عرب کے موافق اول عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکل کر میدان میں آگے آئے اور جنگ مبارزہ کیلئے للکار دی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱ص ۱۴۹) [2] عبداللہ بن رواحہؓ۔ [3] عوفؓ اور معوذؓ تینوں انصاری صحابی آگے آئے۔ [4] عتبہ نے کہا کہ ہم سے لڑنے کیلئے ہماری قوم کے آدمی آئیں۔ [5] حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ۔ [6] عبیدہ بن الحارثؓ۔ [7] عتبہ۔ [8] شیبہ عتبہ کا بھائی۔ [9] عتبہ کا بیٹا ولید۔ [10] ولید۔ [11] (تاریخ اسلام، ج ۱ص ۱۴۹، ہادی عالم، ص ۱۸۸) [12] عبیدہ بن الحارثؓ۔ [13] شیبہ۔

علی کرمہ اللہ اس ہمدم رسول کو اٹھا کر رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے لائے رسول اکرمؐ اس کے لئے دعا گو ہوئے، اس طرح وہ رسول اللہ کا دلدادہ اللہ کے رسول کی دعا ہمراہ لے کر دارالسلام کی دائمی آرامگاہ کو راہی ہوا (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے گھر لوٹے گا)[۱]

علم رسول

اس معرکہ کا اک علم عی کرمہ اللہ کو عطا ہوا[۲] اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا، علی کرمہ اللہ اس طرح دل کھول کر دلاوری اور ولولہ کاری سے لڑے کے اہل مکہ کے سارے ولولے دھرے رہ گئے۔

اللہ کے کرم سے اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوئی گمراہوں کے عسکر طرار کو رسوائی ملی اور ہلاکی گلے کا ہار ہوئی۔

گمراہوں کے کل ساٹھ اور دس لوگ مع سرداروں کے مارے گئے اور اہل اسلام سے کل دو کم سولہ آدمی روح و دل سے اللہ کی گواہی دے اللہ کے گھر کو سدھارے۔

اور ساٹھ اور دس گمراہ، اہل اسلام کے محصور ہوئے۔ مال کامگاری سے علی کرمہ اللہ کو اک حسام، اک لوہے کی صدری اور اک سواری ملی۔[۳]

دامادیٔ رسول کا عالی اکرام[۴]

اسلامی صدی کے دوسرے سال رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے علی کرمہ اللہ کی عروسی رسول اللہؐ کی لاڈلی لڑکی، ملکۂ دارالسلام[۵] سے ہوئی۔ اس طرح ہمدم علی کرمہ اللہ رسول اللہؐ کے داماد ہو گئے۔

---

۱ (ہادی عالم، ص ۱۸۹) ۲ (سیرت علی، ص ۵۳) ۳ (سیرت عی، ص ۵۴، ہادی عام، ص ۱۹۲) ۴ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح۔ ۵ حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ جنتی عورتوں کی سردار ہونگی۔

ملکۂ دارالسلام سے عروسی کی آس حاکم اول اور حاکم دوم کو اول ہی سے رہی اور وہ اس کے لئے الگ الگ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے، مگر رسول اللہؐ کا ارادہ رہا کہ ملکۂ دارالسلام کی عروسی علی کرمہ اللہ سے ہو۔

اس لئے علی کرمہ اللہ سے عروسی کی آس مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ سے کلام ہوا: ''اے علی! مہر ہے؟''

کہا: ''اک گھوڑا اور اک لوہے کی صدری ہے۔'' رسول اللہؐ کا کلام ہوا کہ گھوڑا لڑائی کے لئے رکھو اور لوہے کی صدری کسی کو مول دے کر دام وصول کرو اور مہر ادا کرو!

علی کرمہ اللہ لوہے کی صدری لے کر اسلام کے حاکم سوم[1] کے آگے گئے اور لوہے کی صدری اس کو دے کر دام وصول کر لائے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم[3] کو درہم دے کر حکم ہوا کہ عطر مول لے آؤ اور اللہ کی حمد کہہ کر عروسی علی کے سارے امور مکمل کئے اور دعا دی۔

عروسی کو دس ماہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اک دوسرا گھر لے لو! علی کرمہ اللہ اس حکم کے عامل ہوئے اور اک دوسرا گھر لے کر ملکۂ دارالسلام کو اس گھر لے آئے[4] اور لوگ علی کرمہ اللہ کے گھر طعام عروسی[5] کے واسطے مدعو کئے گئے۔

---

[1] سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ [2] (سیر الصحابہؓ، ج ۱، ص ۲۵۶) [3] موذن رسول سیدنا بلالؓ۔ [4] حضرت حارث بن نعمانؓ نے اپنا مکان ہدیۃً دے دیا اور کہا یا رسول اللہ! میں اور میرا مال اللہ اور اس کے رسول کیلئے حاضر ہیں۔ جو مکان آپؐ مجھ سے حاصل فرمائیں گے وہ میرے لئے اس مکان سے زیادہ پسندیدہ ہوگا جو آپؐ میرے لئے چھوڑیں گے تو آپؐ نے ان کا مکان حضرت علیؓ و فاطمہؓ کیلئے قبول فرمایا اور دعائے خیر کے کلمات کہے۔ (سیرت علی، ص ۵۷)

[5] ولیمہ، جس میں جو کی روٹی کچھ کھجور اور پنیر تھا۔

سبحان اللہ! کیا ہی متبرک ولیمہ تھا، جس میں نہ تکلف تھا نہ تصنع اور نہ ہی قبائلی تفاخر مدنظر تھا۔ (ایضاً، ص ۵۸)

معرکہ احد اور داماد رسول علی کرمہ اللہ

اسلامی صدی کے دو سال مکمل ہوئے ، اگلے سال معرکہ احد ہوا۔ اس معرکے اول اول اہل اسلام ، اعدائے اسلام کے آگے ڈٹ کر حاوی رہے مگر گھاٹی والوں کی حکم عدولی سے اہل اسلام کی کامگاری ادھوری رہ گئی اور اہل اسلام اعدائے اسلام سے گھر گئے اور سارا عسکر اسلامی کئی حصے ہو کر ادھر ادھر ہوا ، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کمال حوصلے اور دلاوری سے اعداء کے آگے ڈٹے رہے اور اعداء سے معرکہ آراء رہے۔

گمراہوں کے مسلسل حملے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی داڑھ ٹوٹ کر گری اور روئے مسعود گھائل ہوا اور رسول اللہؐ لڑ اکھڑا کر گر گئے۔

گمراہوں کے لوگ مسلح ہو کر ادھر آئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حملہ آور ہوں مگر علمدار[1] اسلام آڑے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے کمال حوصلے سے لڑے اور لڑ کر گھائل ہوئے اور مآل کار رسول اکرم ہی کے آگے اللہ کے گھر کو سدھار لے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اللہ ہی کے گھر لوٹے گا) علمدار اسلام کے وصال کے آگے علی کرمہ اللہ آگے آئے اور علم اٹھا کر اعداء اسلام کے آگے ڈٹ گئے ۔ اسی لمحے والد سعد[2] آگے ہوا اور لڑائی کے واسطے للکار دی۔

علی کرمہ اللہ آگے آ کر حملہ آور ہوئے اور اک کاری وار مارا کہ وہ اللہ کا عدو ، گھائل ہو کر گرا اور مٹی آلود ہوا اور وہ حواس گم کردہ حلے سے محروم ہوا۔ رحم کھا کر علی کرمہ اللہ اس کو اسی حال رکھ کر لوٹ آئے۔

علی کرمہ اللہ اور ہمدم طلحہ اور دوسرے ہمدم آگے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو سہارا دے کر کھڑے ہوئے اور احد کی اک کھوہ آ گئے کہ اللہ کا رسول ادھر آرام کر لے۔

---

[1] مصعب بن عمیرؓ۔ [2] ابو سعد بن ابی طلحہ۔

علی کرمہ اللہ ڈھال کی مدد سے ماءطاہر لائے اور ملکۂ دارالسلام کی مدد سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھاؤ کو دھو کر مرہم لگائی۔[۱]

اس کے آگے گمراہوں کے اک سردار[۲] کا اہل اسلام سے مکالمہ ہوا اور اس کا کلام ہوا:

''اگلے سال معرکہ اول کے گاؤں لڑائی کا وعدہ ہے۔''

اور وہ اگلے سال لڑائی کی دھمکی دے کر وہاں سے لوٹا۔ علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ معلوم کرو کہ گمراہوں کا عسکر کدھر کو راہی ہوا ہے، اگر وہ معمورہ رسول کے لئے رواں ہو رہا ہے، ہم اس کو روک کر حملہ آور ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ گئے اور معلوم کر کے آئے کہ اعدائے اسلام کا سارا عسکر سوئے مکہ مکرمہ راہی ہوا ہے۔

اس لڑائی سے رسول اکرمؐ کے کل ساٹھ اور دس مددگار اللہ کی راہ کے لئے سر کٹا کر دارالسلام کو راہی ہوئے۔[۳]

اک اسرائلی گروہ سے معرکہ[۴]

اک اسرائلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، اس سے سوءعہدی ہوئی،[۵] رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ گروہ ملک سے محروم[۶] ہوا۔ اس لمحے علی کرمہ اللہ اس کاروائی کے لئے علمدار رہے۔[۷]

---

۱ (سیرت علی، ص۔ ٦٠) ۲ ابوسفیان جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ۳ (ہادی عالم، ص ۲۲۸) ۴ غزوہ بنو نضیر۔ ۵ آپؐ بنو نضیر سے دو افراد کے قتل کی دیت کے معاملے میں گفتگو کرنے ان کے ہاں تشریف لے گئے، اکابر بنو نضیر بظاہر خوش اسلوبی سے پیش آئے مگر در پردہ انہوں نے آپؐ پر سنگ گراں گرا کر آپؐ کو شہید کرنے کی سازش کی۔ (سیرت علی، ص ٦٥) ٦ آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔ (سیرت اصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۸) ۷ (سیرت علی، ص، ٦٥)

کھائی[1] والا معرکہ

آگے مسطور ہوا کہ اک اسرائلی[2] گروہ سوءعہدی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم معمورۂ رسول سے محروم ہوا، وہ وہاں سے دوسو کوس دور اک مصر آ کر ٹھہرا۔
اس کی سعی رہی کہ اہل اسلام سے معرکہ آرائی کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرے، اس گروہ کا سردار[3] ''حی'' کئی سرکردہ لوگوں کو لے کر مکہ مکرمہ آ کر مکہ کے سرداروں سے ملا اور کہا:

''لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! ہم طرح ملکے والوں کے حامی و مددگار رہوں گے۔''

اسی طرح وہ اسرائلی سردار دوسرے گروہ کے سرداروں سے ملا۔ اس طرح سارا ملک ملکے والوں کا حامی ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور گمراہوں کا ٹڈی دل کالی گھٹا کی طرح سوئے معمورہ رسول رواں ہوا۔

اک ہمدم رسول[4] کہ کسریٰ کے ملک سے آ کر اسلام لائے، اس کی رائے سے کوہ سلع کے آگے اک گہری کھائی کی کھدائی کی گئی اس سے گمراہوں کے لئے معمورۂ رسول کی ہر راہ مسدود ہوئی۔

گمراہوں کا وہ ٹڈی دل حملے کے ارادے سے کوہ سلع کے آگے وارد ہوا، گمراہوں کے عسکر کو ادھر گہری کھائی دکھائی دی اور اہل اسلام کی اس کارگردگی سے اک ہول سی اٹھی گمراہوں کے عسکر کی ورودگاہ کھائی کے ورے رہی اور کھائی سے ادھر رسول اکرمؐ عسکر اسلامی کے ہمراہ آ گئے۔

گمراہوں کا عسکر عسکر اسلام کا محاصرہ کر کے وہاں رہا۔ آدھے ماہ کا عرصہ اسی طرح طے ہوا اور ہر دو عسکر لڑائی سے دور رہے۔[5] مآل کار گمراہوں کے عسکر سے ملکے کے کئی سردار کھائی سے

---

[1] غزوہ خندق۔ [2] بنو نضیر۔ [3] حی بن اخطب۔ [4] حضرت سلمان فارسیؓ۔ [5] (ہادی عالم، سیر الصحابہ، ج ۱ ص ۲۵۸)

ہوکر ادھر آئے اور الگ الگ لڑائی کے لئے للکار دی۔

مملوک ودّ[۱] کا لڑکا عمرو، کھائی کے ادھر آ کھڑا ہوا، علی کرمہ اللہ اس کے لئے آگے آئے، اس کا کلام[۲] ہوا کہ عمرو کو کہاں گوارا کہ وہ علی کو ہلاک کرے؟

علی کرمہ اللہ رد کلام ہوا:

''ہاں! مگر علی کو گوارا ہے کہ وہ عمرو کو ہلاک کرے۔''

اس کلام کو مسموع کر کے وہ کھول اٹھا اور لڑائی کے ارادے سے آگے آ کر حملہ آور ہوا، علی کرمہ اللہ اس کا وار ڈھال سے روک کر ادھر ہوئے، مگر اک معمولی سا گھاؤ علی کرمہ اللہ کو لگا۔ اللہ کا اسم کہہ کر علی کرمہ اللہ حملہ آور ہوئے، اسی حملے سے اللہ اور رسول کے اس عدو کو گھائل کر کے مار ڈالا۔ اللہ احد کی صدا اٹھی اور اہل اسلام کے حوصلے سوا ہوئے۔

اللہ کی مدد آئی اور وہ کڑی ہوا مسلط ہوئی کہ گمراہوں کے دل ڈر سے معمور ہوئے اور گمراہوں کے سارے عسا کر حواس گم کر کے اور حوصلے ہار کے رواں ہوئے۔ عسکر اسلامی کامگار ہوکر معمورۂ رسول لوٹا۔[۳]

دوسرے اسرائلی گروہ سے معرکہ[۴]

اک اسرائلی گروہ کہ وہ اہل اسلام کا معاہد رہا، مگر کھائی والے معرکے کے لمحے وہ گروہ کھلم کھلا معاہدے سے روگرداں ہوکر مکے والوں کے ہمراہ لڑائی کے لئے آمادہ ہوا۔

کھائی والے معرکے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم معمورہ رسول لوٹے، مگر اللہ کا حکم ہوا:

''اللہ کا رسول اہل اسلام کو لے کر اسرائلی گروہ کے لئے حملہ آور ہو۔''

اس لئے اہل اسلام کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ مسلح ہوکر اسرائلی محلے کے لئے

---

۱ (عمرو بن عبدود) ۲ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۵۸) ۳ (ہادی عالم) ۴ غزوہ بنو قریظہ۔

راہی ہوں۔

عسکر اسلامی کا علم علی کرم اللہ کو ملا۔ علی کرمہ اللہ آ گے ہوئے اور رسول اللہؐ کے عہد کی رو سے حصار کی کامگاری حاصل کر کے اس کے عرصہ آ کر عصر کی عمادِ اسلام ادا کی[1]

اولا دسعد[2] کے لئے علی کرمہ اللہ کی مہم

اسلامی صدی کا دو کم آٹھواں سال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے مہم علی کرمہ اللہ ارسال ہوئی۔

اس کا مکمل حال اس طرح ہے کہ رسول اکرمؐ کو اطلاع ملی کہ اولا دسعد کے لوگ اردگرد کے گروہوں کو اکٹھا کر کے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے۔ ہادی کاملؐ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ دوسو آدمی ہمراہ لے کر اولا دسعد کے مصر کے لئے رواں ہوں۔

وہ دوسو اہل اسلام کا اک عسکر لے کر اولا دسعد کے لئے اس طرح رواں ہوئے کہ لوگ اس عسکر کی آمد سے لاعلم ہوں۔

راہ کے اک مرحلے آ کر اک آدمی ملا اس کو ڈرا دھمکا کے معلوم ہوا کہ وہ اولا دسعد کا آدمی ہے اور اہل اسلام کے احوال کے علم کے لئے ادھر آرہا ہے، اس سے کہا کہ اگر اولا دسعد کے احوال اور اس کا محل ہم سے کہو، ہلاکی سے دور رہو گے!

اس سے اولا دسعد کی راہ اور دوسرے احوال معلوم ہوئے اور اولا دسعد کے مصر آ کر اہل اسلام حملہ آور ہوئے۔

اولا دسعد حوصلہ ہار کر معرکہ گاہ سے موں موڑ کر دوڑ گئے، مگر کئی سو سواری اور دوسرے اموال وہاں رہ گئے۔

اہل اسلام سارے گلے اور اموال لے کر وہاں سے سوئے معمورۂ رسول لوٹ آئے[3]

---

[1](سیر الصحابہ، ج ا،ص ۲۵۸) [2]بنو سعد۔ [3](ہادی عالم،ص ۲۸۹، سیر الصحابہ، ج ا،ص ۲۵۸، سیرت علی،ص ۶۸)

معاہدہ صلح اور داماد رسول علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دو کم آٹھ سال ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دو سو کم سولہ سو اللہ والوں کو ہمراہ لے کر عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے راہی ہوئے۔ راہ کے اک مرحلے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مکے والے ہر طرح سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اور اہل اسلام کا ارادہ لڑائی سے دور رہ کر عمرے ہی کا رہا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے داماد رسول اسلام کے حاکم سوم مکہ مکرمہ گئے کہ وہ اہل مکہ کو اہل اسلام کے ارادے سے آگاہ کرے، وہ مکہ آئے اور ادھر روک لئے گئے۔

اہل اسلام کو کسی طرح اطلاع ملی کہ داماد رسول مارے گئے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے اہل اسلام کا عہد ہوا کہ ہمارا ہر آدمی رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ اعداء اسلام سے لڑے گا۔

اس لمحے علی کرمہ اللہ کا اسی طرح کا عہد ہوا، مگر اک عرصہ ہوا کہ اہل اسلام کو اطلاع ملی کہ ہمدم دامادِ رسول ہلاکی سے دور رہے اور وہ اہل اسلام کی ورود سے آگاہ آگئے۔

مآل کار مکے والے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے اور داماد رسول علی کرمہ اللہ کو حکم رسول ہوا کہ وہ معاہد کے سارے امور لکھ لے!

اس طرح علی کرمہ اللہ معاہدے کی لکھائی کے لئے مامور ہوئے اور سارے امور سے اول اللہ کے اسم کا حامل وہ کلمہ لکھا کہ اہل اسلام ہر کام سے اول اس کلمے کے عادی رہے وہ کلمہ اس طرح ہے:

''اللہ کے اسم سے کہ عام رحم والا کمال رحم والا ہے۔''

ولد عمرو کھڑا ہوا اور کہا۔ ہمارے لئے وہ کلمہ لامعلوم ہے، اس لئے'' **اسمک اللہم**''

کا کلمہ لکھو کہ وہی کلمہ ہمارا معمول رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اسی طرح لکھ لو سو وہ کلمہ اسی طرح لکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اسم گرامی مع رسول اللہ کے لکھا ولد عمرو کھڑا ہوا اور کہا:

''اہل اسلام سے ہماری ساری لڑائی کی اساس وہی کلمہ ہے کہ محمد، اللہ کا رسول ہے اور اسی کلمے کے لئے عمرے سے روکے گئے ہو، اس لئے معاہدے سے اس کلمہ کو مٹا کر ''محمد'' کا اسم اس کے والد کے حوالے سے لکھو!''

علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ اس کلمہ کو محو کر دو! علی کرمہ اللہ کو اس امر سے دکھ ہوا اور اس کو مکروہ معلوم ہوا کہ وہ کلمہ ''رسول اللہ'' کو محو کرے، اس لئے سرور عالمؐ اٹھے اور اس کلمے کو محو کر کے علی کرمہ اللہ سے کہا:

''ہمارا اسم مع والد کے اسم کے لکھو!''

اس طرح سارا معاہدہ مکمل طور سے مسطور ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم اہل اسلام کو لے کر معمورہ رسول لوٹ آئے۔[۱]

اسرائلی گروہ سے اک اہم معرکہ[۲]

وداع مکہ کو اک کم آٹھ سال ہوئے، اس سال اک اسرائلی گروہ سے اہل اسلام کا معرکہ ہوا۔

اس کا حال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو حکم ہوا کہ وہ معمورہ رسول سے دو سو کوس ادھر اسرائلی لوگوں کے مصر آ کر حملہ آور ہوں! وہ اسرائلی گروہ کئی محکم حصاروں کا مالک رہا۔ عسکر اسلام، اسرائلی حصاروں کے آگے وارد ہوا۔

سارے اسرائلی حصاروں کے کواڑ لگا کر محصور ہو گئے۔ اہل اسلام کے مسلسل حملوں سے اک محکم

---

[۱] (ہادی عالم، ص ۲۹۹) [۲] غزوہ خیبر۔

حصار[1] ٹوٹا اور معمولی لڑائی سے اہل اسلام اس حصار کے مالک ہوئے۔

اہل اسلام کو حصار اول سے کامگاری ملی، ہادی کاملؐ کا اہل اسلام کو حکم ہوا کہ دوسرے حصار کے لئے حملہ آور ہوں اور اس مہم کے لئے سسر رسول، ہمدم مکرم کو علم عطا ہوا۔

ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر حملہ آور ہوئے اور کمال سعی کی کہ وہ حصار محکم ٹوٹے مگر کامگاری سے محروم لوٹے۔

دوسری سحر کو عمر مکرم کو حکم ہوا کہ وہ اہل اسلام کے علمدار ہو کر حملہ آور ہوں! عمر مکرم کمال حوصلے اور ولولے سے حملہ آور ہوئے، مگر کامگاری سے محروم رہے۔

رسول اکرمؐ سارے احوال سے مطلع ہوئے اور کہا کہ کل عسکر اسلامی کا علم اس آدمی کو ملے گا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا دلدادہ ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس کا دلدادہ ہے۔ اسی کے حملے سے وہ حصار ٹوٹے گا اور اہل اسلام کو کامگاری حاصل ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے اس کلام سے سارے لوگوں کے دل دھڑک اٹھے اور اک دوسرے سے کہا کہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ اہم اکرم کس کو حاصل ہوگا۔[2]

الحاصل اگلی سحر ہوئی ہر آدمی کی دلی آس رہی کہ وہ اہم اکرام اسے ہی ملے۔

ہادی کاملؐ کا سوال ہوا:

''علی کہاں ہے؟''

لوگ علی کرم اللہ کے لئے دوڑے کہ رسول اکرمؐ کا حکم ہوا ہے کہ آ کر ہم سے ملو۔ وہ رسول اللہؐ کے آگے آئے رسول اکرم کا حکم ہوا:

> ''اے علی! اللہ کی مدد کا آسرا لے کر علم اٹھاؤ اور اس محکم حصار کے لئے حملہ آور ہو، مگر اول اس گروہ کے لوگوں کو اسلام کی راہ دکھاؤ! اے علی! اگر اس

---

[1] اس قلعہ کا نام ناعم تھا۔ (ہادی عالم، ص ۳۲۹) [2] (ایضاً)

طرح اک آدمی اسلام لے آئے وہ ہر کامگاری سے اعلیٰ کامگاری ہے۔''

علی کرمہ اللہ اہل اسلام کو لے کر راہی ہوئے ،اس حصار کا مالک[۱] اس گروہ کے سارے لوگوں سے سوا دلاور اور حوصلہ ور رہا۔اس کو معلوم ہوا کہ علی کرمہ اللہ لڑائی کے لئے آمادہ ہو کر آ گئے وہ آگے ہوا اور للکار کر کہا:

''لڑائی کا ماہر ہوں ،دل اور حوصلے والا ہوں ،اگر حوصلہ ہو آ کر لڑو!''

اور اکڑ سے معمور مصرعوں والا کلام کہا۔[۲] علی کرمہ اللہ اسی طور سے رد کلام کر کے اس سردار کے آگے آ ڈٹے اور دوڑ کر اس کے لئے حملہ آور ہوئے۔علی کرمہ اللہ کا وار اس طرح کاری ہوا کہ اس سردار کا سر کٹ کر وہاں گرا اور وہ اسی دم ہلاک ہو کر واصل دار الآلام ہوا۔

الحاصل اس محکم حصار کے لئے آدھے ماہ سے سوا عسکر اسلامی عسکر محاصرہ کر کے وہاں رہا اور لڑائی کا سلسلہ رہا۔

مآل کار اہل اسلام کی حوصلہ وری اور علی کرمہ اللہ کی دلاوری سے وہ حصار ٹوٹا اور اہل اسلام اس کے مالک ہوئے۔[۳]

---

[۱] مرحب۔ [۲] مرحب بڑے جوش وخروش سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا. قدعلمت خیرانی مرحب، شاکی السلاح بطل مجرب، اذاالحروب اقبلت تلهب. خیبر مجھ کو جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، سلح پوش ہوں، بہادر ہوں، تجربہ کار ہوں، جب کہ لڑائی کی آگ بھڑکتی ہے۔ فاتح خیبر اس متکبرانہ رجز کا جواب دیتے ہوئے بڑھے انالذی سمتنی امی حیدره، کلیث غابات کریه المنظره، او فیهم بالصاع کیل السدره میں وہ ہوں میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، جھاڑی کی شیر کی طرح مہیب اور ڈراونا، میں دشمنوں کو نہایت سرعت سے قتل کر دیتا ہوں۔(سیر اصحابہ، ج ا،ص.۲۶۰) [۳] (ہادی عالم،)

معرکہ مکہ مکرمہ[1]

اسلامی صدی کا آٹھواں سال ہے، اہل مکہ سے سوءعہدی ہوئی[2]، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا ارادہ ہوا کہ مکہ حملہ آور ہوں۔

اہل اسلام کو حکم ہوا کہ لڑائی کے واسطے آمادہ رہو! اہل اسلام لاعلم رہے کہ کدھر کا ارادہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو وحی سے اطلاع ملی کہ اک مادام سارہ اہل اسلام کے حملے کی اطلاع سے معمور اک مراسلہ لے کر سوئے مکہ راہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ، ولد عوام[3] اور ولد اسود[4] کو حکم ہوا کہ دوڑ کر مادام سارہ کو روک کر اس سے وہ مراسلہ لے آؤ!

علی کرمہ اللہ دوسرے ہمدموں کو ہمراہ لے ادھر گئے اور مادام سارہ کو روک کر کہا:

''وہ مراسلہ ہمارے حوالے کر دو!''

وہ مکر گئی اور کہا: کس مراسلے کا کہہ رہے ہو؟ وہ مراسلے کی حامل کہاں؟ علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا: ''محال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی اطلاع کھوٹی ہو'' اور اس کو ڈرا دھمکا کر کہا کہ وہ مراسلہ دے دو! ہمارا ہر اک آدمی وہ مراسلہ ٹٹول کر ہی رہے گا۔ وہ ڈر گئی اور موئے سر کی گرہ کھولی اور مراسلہ لے کر علی کرمہ اللہ کے آگے رکھا۔

علی کرمہ اللہ اس مراسلہ کو لے کر معمورہ رسول آئے اور اس مراسلے کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے وہ مراسلہ کھلا، معلوم

---

[1] فتح مکہ۔ [2] قریش کے دو قبیلے بنوخزاعہ اور بنوبکیر ایک دوسرے کے دشمن تھے صلح حدیبیہ میں بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہوگئے اور بنوبکر اہل مکہ کے حلیف ہوگئے بنوبکر نے مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ پر اچانک حملہ کیا اور اہل مکہ نے ان کی مدد کی۔ [3] حضرت زبیر بن عوام۔ [4] مقداد بن اسود۔

ہوا کہ اس مراسلے کا محرر معرکۂ اول والا اک معلوم ہمدم رسول ہے۔[۱]

رسول اللہؐ کا اس سے کلام ہوا:

''اے ہمدم! وہ مراسلہ اسی کا ہے؟ اور کس لئے لکھا ہے؟''

ہمدم رسول آگے ہوئے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! مسلم ہوں اور اسلام کی روگردی سے دور ہوں۔ معاملہ اس طرح ہے کہ ہر ہر ہمدم کا اہل مکہ سے اسروی[۲] واسطہ ہے اس سے واسطے کی رو سے معرکہ مکہ کے لمحے ہر ہر ہمدم کی اولاد و گھر والوں کی رکھوالی ہوگی، مگر وہ اس طرح کے اسروی واسطے سے محروم ہے، دل سے کہا کہ اگر اس کے واسطے سے اہل مکہ کو معرکہ مکہ مکرمہ کی اطلاع ملے گی، لامحالہ معرکہ کے لمحے اس کے گھر والے معصوم ہوں گے۔ واللہ! اس کے علاوہ ہر طرح کے ارادہ سے دور ہوں۔''

عمر مکرم حسام لئے اٹھے اور کہا:

''اے اللہ کے رسول! اگر حکم ہو اس مکار کا سر اڑا دوں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے عمر! معلوم ہے کہ وہ ہمدم معرکہ اول والا ہے[۳] اور معرکہ اول والوں کے سارے معاصی محو ہوئے۔

الحاصل! وداع مکہ کو آٹھ سال ہوئے، ماہ صوم کی دس کو رسول اللہؐ کے حکم سے دس دس سو کے دس گروہ اکٹھے ہو کر رسول اکرمؐ کے ہمراہ مکے کے لئے رواں ہوئے۔

اک علمدار اسلام، مددگار سعد کا اس طرح کا کلام ہوا:

''وہ لمحہ معرکہ آرائی کا لمحہ ہے، اس لمحے دار اللہ کے احاطے لوگوں کی ہلاکی روا ہے۔''

---

[۱] حضرت حاطب بن ابی بلتعہ [۲] خاندانی تعلق ہے۔ [۳] آپؐ نے فرمایا اے عمر! یہ بدری ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بدریوں کے تمام گناہ معاف ہیں؟ (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۲۶۱)

مددگار سعد سے اس طرح کا کلام مسموع کر کے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا:

''اے سعد! اس طرح کہو کہ وہ لمحہ دار اللہ کے علو کا لمحہ ہے۔''

اور علی کرمہ اللہ سے کہا کہ ہمدم سعد سے علم لے لو! علی کرمہ اللہ علم لے کر محلّہ کداء سے مکہ وارد ہوئے اور اہل اسلام مکہ کے مالک ہوئے[1]۔

دار اللہ کا احاطہ سہ صد اور ساٹھ مٹی[2] کے الٰہوں سے اٹا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم ادھر گئے اور اک لکڑی مٹی کے الٰہوں کو لگا لگا کر کلام الٰہی کا اک حصہ کہا[3] اس سے وہ مٹی کے الہ گر گئے۔ لوہے کی سل لگا مٹی کا اک الہ دوسرے الٰہوں سے سوا محکم رہا، رسول اللہ صلی اللہ کا علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

''اے علی! اللہ کے رسول کو اٹھاؤ کہ وہ مٹی کے اس الہ کو گرائے!''

علی کرمہ اللہ محروم رہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو اٹھا سکے[4] اس لئے رسول اللہ آگے ہوئے اور علی کرمہ اللہ کو اٹھا کر کہا کہ اس مٹی کے اس الہ کو گرا دو!

علی کرمہ اللہ حکم رسول کے عامل ہوئے اور اس مٹی کے الہ کو لوہے کہ سل سے اکھاڑا۔

اس طرح دار اللہ مٹی کے الٰہوں سے طاہر ہوا۔

مہم حسام[5] اللہ اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اک ہمدم کہ وہ حسام اللہ کے اسم سے موسوم ہے اس کو حکم ہوا کہ وہ اعلائے اسلام کے لئے اک گروہ کے آگے راہی ہو!

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۶۲) [2] بت۔ [3] آپؐ جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا پڑھتے جاتے، خانہ کعبہ کے گرد رکھے گئے بتوں کو لکڑی سے اشارہ کرتے جاتے۔ (حوالہ بالا) [4] حضرت علیؓ بار نبوت نہ اٹھا سکے، اس لئے آپؐ نے حضرت علیؓ کو شانہ اقدس پر چڑھا کر اس بت کو گرانے کا حکم دیا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱،ص ۲۶۲)

[5] خالد بن ولیدؓ۔

حسام اللہ گئے اور اس گروہ کو وصول اسلام کا کہا۔ وہ گروہ اسی لمحے مسلم ہوا، مگر لاعلمی سے اس طرح کا کلمہ کہا کہ حسام اللہ کو لگا کہ وہ گروہ اسلام سے روگردی کر رہا ہے، اس لئے حسام اللہ کے حکم سے اس گروہ کے کئی لوگ ہلاک اور کئی محصور کئے گئے۔

رسول اللہؐ کو اس کی اطلاع ملی اس اطلاع سے رسول اکرم صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو گہرا دکھ ہوا، اسی لمحے علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا:

''اے علی! دوڑ کر ادھر راہی ہو اور ہلاک کئے گئے ہر ہر آدمی کا مال دم ادا کرو اور محصوروں کو رہا کر دو!''

علی کرمہ اللہ ادھر گئے اور اسی طرح کر کے لوٹے۔[1]

معرکہ وادی واوطاس[2]

اس معرکے اہل اسلام کے دس دس سو کے دس اور دو گروہ[3] ماہ صوم کی آٹھ کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے ہمراہ رواں ہوئے۔

عسکر اسلام کے اس سواعدد سے مسحور ہو کر عسکر کا کوئی آدمی کہہ اٹھا کہ محال ہے کہ عسکر کی کمی کی رو سے ہم کو رسوائی ملے۔ اللہ کو وہ کلمہ مکروہ لگا، اسی لئے اول اول اہل اسلام کی اس معرکے سے ہوا اُکھڑ گئی اور وہ اس حد گراں حال ہوئے کہ سرور عالمؐ کے گرد کوئی دس آدمی رہ گئے؛ ہمدم مکرم، عمر مکرم، علی کرمہ اللہ، ہمدم اسامہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے عم مکرم رسول اللہؐ کے ہمراہ رہے۔[4]

علی کرمہ اللہ حوصلہ وری اور دلاوری سے حملہ آور ہوئے اور اعداء کے سالار کو حملہ

---

[1] (سیر اصحابہ، ج ا، ص ۲۶۲) [2] غزوہ حنین۔ حنین طائف اور مکہ کے درمیان اک وادی ہے اور اوطاس ایک مقام کا نام ہے جہاں غزوہ حنین میں ابو عامر اشعریؓ دشمنوں کے تعاقب میں گئے اور ان کو زیر کر کے لوٹے (ہادی عالم، ص ۳۷۰) [3] غزوہ حنین میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار تھی، دس ہزار تو وہی صحابہؓ تھے جو مدینہ سے آئے تھے اس کے علاوہ مکہ مکرمہ کے دو ہزار آدمی جن کو معافی دی گئی وہ بھی ساتھ ہوئے۔ [4] (سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۲۶۴)

کر کے مار ڈالا۔

مآل کار اہل اسلام کامگار ہوئے اور گروہ اعداء کے حد سے سوا اموال اہل اسلام کو ملے[1]

معرکہ عسرہ[2] اور علی کرمہ اللہ کا اکرام

اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا علی کرمہ اللہ کے لئے حکم ہوا: اے علی! معمورۂ رسول رہ کر ہمارے گھر والوں کی رکھوالی کرو!

علی کرمہ اللہ اس معرکے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہمراہی سے محروم رہ کر دکھی ہوئے، مگر رسول اللہؐ کے حکم کی رو سے رسول اللہؐ کے گھر والوں کی رکھوالی کے لئے معمورہ رسول رک گئے۔

ادھر مکاروں[3] کی مکروہ کلامی سے گہرا دکھ ہوا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے آگے آئے اور سارا حال کہا۔ رسول اللہؐ کا علی کرمہ اللہ کی دلداری کے لئے کلام ہوا۔

اے علی! مسرور ہو کہ اللہ کے رسول کے لئے علی اس طرح ہے کہ موسیٰ رسول کے لئے اس کا ولد ام۔؟ ہاں مگر محال ہے کہ رسول اللہؐ کے سوا امر وحی کسی اور کو عطا ہو۔[4]

---

[1] (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۶۲، تاریخ اسلام) [2] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عسرہ بھی کہتے ہیں۔ عسرہ کے معنی تنگی اور تکالیف کے ہیں۔ [3] منافقوں نے علیؓ کی نسبت یہ کہنا شروع کیا کہ آنحضرت کو ان کی کچھ پرواہ نہیں، اس لئے ان کو مدینہ میں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت علیؓ سے یہ برداشت نہ ہوا وہ مسلح ہو کر مدینہ سے چل دیئے اور مقام الجرف میں مدینہ سے کوس بھر کے فاصلے پر آپؐ سے ملے اور منافقوں کی طعنہ زنی کے بارے میں بتایا۔ آپؐ نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی (مشکوۃ شریف، ص ۵۶۳) یعنی اے علی! کیا آپ پسند نہیں کرتے کہ آپ میری طرف سے اس مرتبہ پر ہوں جس مرتبہ پر حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی طرف سے تھے مگر بات یہ کہ میرے بعد کسی کو منصب نبوت نہیں ملے گا۔ [4] (سیرت علی، ص ۹۵)

ہمسائے[1] ملک کے لئے مہم علی کرمہ اللہ

وداع مکہ کو دسواں سال ہوا اس سال سرور عالمؐ کے حکم سے کئی ہمدم و مددگار اردگرد کے امصار کے لئے مہم لے کر گئے اور اللہ کے کرم سے کامگار لوٹے۔

اسی طرح علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ وہ ہمسائے ملک کے لئے اہل اسلام کے اک گروہ کو لے کر راہی ہو اور وہاں کے لوگوں کو کلمہ اسلام کا حکم کر کے ساروں کو راہ ھدیٰ دکھائے!

وہ اس مہم کے لئے رواں ہوئے اور کئی گروں سے صلح کر کے اور کئی لوگوں کو مسلم کر کے اور اموال واملاک لے کر لوٹے۔

گروہ طےؔ کے لئے مہم علی

علی کرمہ اللہ سرور عالمؐ کے حکم سے اک مہم گروہ طےؔ کے لئے لے کر گئے وہاں کے سردار عدی ولد طائی کو معلوم ہوا کہ اہل اسلام کی کوئی مہم ادھر آ رہی ہے وہ ڈر کر وہاں سے دوڑا اور ملک روم آ کر ٹھہرا علی کرمہ اللہ اول، کلمہ اسلام کہہ کر مصر ہوئے کہ اسلام لے آؤ!

مآل کار معمولی معرکہ آرائی کا سلسلہ ہوا اور اس گروہ کے کئی لوگوں کو محصور کر کے لائے۔ اس ملک کا اک سرکردہ گروہ علی کرمہ اللہ کی سائی سے مسلم ہوا اور اس گروہ کے واسطے سے وہاں کے کئی گروہ اسلام لائے۔[2]

احکام الٰہی کی اطلاع رسائی

اس سال کے موسم احرام[3] کی آمد آمد ہوئی، گروہوں کی آمد کا سلسلہ حد سے سوا رہا، اس لئے رسول اللہؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ اس سال عمرہ واحرام کے لئے مکہ مکرمہ راہی ہوں۔

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا حکم ہوا کہ ہمدم مکرم اہل اسلام کو لے کر سوئے مکہ راہی ہوں اور وہی سارے امور عمرہ واحرام کے معلم ہوں۔ اس طرح سہ صد اہل اسلام ہمدم مکرم

---

۱ ملک یمن ۲ (ہادی عالم، ص ۳۹۳) ۳ حج۔

کے ہمراہ سوئے مکہ راہی ہوئے۔

ادھر سرورِ عالمؐ کو کلامِ الٰہی کی اک سورۂ[1] وحی کی گئی۔ اللہ کا حکم ہوا کہ گمراہوں کو اطلاع کردو:

''اللہ کا حکم وارد ہوا ہے کہ اس سال کے علاوہ سارے گمراہ سدا کے لئے حرم سے دور ہوں۔''

اس کے علاوہ عمرہ و احرام کے دوسرے کئی امور کا حکم ہوا۔

ہمدم علی کرمہ اللہ کو حکم ہوا کہ دوڑ کر راہی ہو اور عمرہ و احرام کے سارے احکام ادا کر کے گمراہوں کو اطلاع کردو کہ اللہ کا حکم اس طرح ہوا ہے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ معمورۂ رسول سے راہی ہو کر راہ کے اک مرحلے آ کر ہمدم مکرم سے ملے اور سارا حال کہا اور کہا کہ مامور ہوں کہ احکام احرام ادا کر کے گمراہوں کو اکٹھا کروں اور کلامِ الٰہی کا وہ حصہ سارے لوگوں کے آگے کہوں۔

اس طرح علی کرمہ اللہ ہمدم مکرم اور دوسرے اہلِ اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ راہی ہوئے اور سارے احکام ادا کر کے لوگوں سے کہا کہ گمراہوں کے سارے گروہ اکٹھے ہوں۔

مکے اور اردگرد کے گروہ اکٹھے ہو گئے۔ ہمدم علی کرمہ اللہ آگے آئے اور کلامِ الٰہی کا وہ سارا حصہ لوگوں کے آگے کہا۔

اس طرح سارے لوگوں کو حکمِ الٰہی سے مطلع کر کے علی کرمہ اللہ اور ہمدم مکرم اہلِ اسلام کو ہمراہ لے کر معمورۂ رسول لوٹ آئے۔[2]

احرام الوداع[3] اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم احرام و عمرہ کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے، علی

---

[1] سورہ توبہ کی وہ آیت نازل ہوئیں جن میں یہ حکم تھا کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں گے اور ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کریں وغیرہ (ہادی عالم ص ۳۹۵) [2] (ایضاً) [3] حجۃ الوداع۔

کرمہ اللہ کو اس کی اطلاع ملی، وہ ہمسائے ملک سے مکہ مکرمہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم سے ملے اور عمر واحرام کے امور کے علاوہ دوسرے کئی اہم امور ادا کئے[1]

رسول اللہؐ کا وصال مسعود اور علی کرمہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم مکہ مکرمہ سے لوٹ کر معمورۂ رسول آئے، وداع مکہ کا دسواں سال مکمل ہوا، اگلے سال کے ماہ محرم سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کو دردِ سر کا سلسلہ ہوا اور اسی سے محموم[2] ہوئے، گاہے گاہے درد کی کمی محسوس ہوئی، عماد اسلام کی ادائے گی کے واسطے عم رسول[3] اور علی کرمہ اللہ کے سہارے حرم رسول آئے۔

مآل کار درد حد سے سوا ہوا اور سرور عالمؐ کے لئے محال ہوا کہ وہ حرم رسول آکر عماد اسلام کے لئے کھڑے ہوں۔

اک سحر علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے گھر سے آکر لوگوں سے ملے، لوگوں کا سوال ہوا کہ:

''اے علی! رسول اللہؐ کا حال کس طرح ہے؟''

علی کرمہ اللہ کا ردِ کلام ہوا:

''الحمدللہ! عمدہ ہے۔''

عم رسول[3] اٹھے اور علی کرمہ اللہ کے موں کا مطالعہ کر کے کہا:

''واللہ! ہم کو اسرہ کے لوگوں کے موں سے ہی معلوم رہا ہے کہ وہ لمحہ وصال

---

[1] حضرت علیؓ کو جس وقت رسول اللہؐ کے حجۃ الوداع کی اطلاع ملی تو آپؓ اس وقت یمن میں تھے فوراً وہاں سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حج کے ارادے مکہ پہنچے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ادائیگی حج کے بعد آپؐ نے ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح کئے ،اس کے بعد حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا کہ بقایا اونٹوں کو آپ ذبح کریں! چنانچہ انہوں نے اس پر عمل درآمد کیا۔ (مشکوۃ شریف، ص۲۲۵، سیرت علی، ص ۱۱۲) [2] بخار والا۔ [3] حضرت عباسؓ۔

کا لمحہ ہے، اس لئے ہمارے ہمراہ رسول اللہؐ کے آگے آؤ کہ ہم رسول اللہؐ سے ولی عہدی کے سائل ہوں۔''

علی کرمہ اللہ کا ردکلام ہوا:

''وہ اس امر سے دور ہی رہے گا۔ واللہ! اگر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے حکم سے ولی عہدی سے محرومی ہوئی، معلوم رہے کہ سدا کے لئے محرومی ہوگی۔''[۱]

مآل کار کئی سحر محموم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم دارالسلام کو راہی ہوئے اور اللہ واحد سے آملے اور اللہ کا رسول، اللہ کے حکم سے اس عالم مادی سے سدھارا۔

(ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[۲]

علی کرمہ اللہ رسول اکرمؐ کے اسرہ اور گھر والے رہے، اس لئے سارے امورِ لحد[۳] علی کرمہ اللہ سے ہی مکمل ہوئے۔

حاکم اول ہمدم مکرم اور علی کرمہ اللہ

وصال رسول کے آگے سارے لوگوں کا حاکم اول سے عہد ہوا۔ علی کرمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے لحد کے امور مکمل کرکے آئے اور اسی لمحے اس کا ہمدم مکرم سے عہد ہوا[۴] اور ساری عمر ہمدم مکرم، عمادِ اسلام کے لئے علی کرمہ اللہ کے امام رہے۔[۵]

ہمدم مکرم سے علی کرمہ اللہ کا لگاؤ

حاکم اول کی رائے ہوئی کہ صحرائی لوگوں[۶] سے معرکہ آرائی ہو، وہ سواری لے کر اٹھے

---

۱ (بخاری باب مرض النبیؐ، مستدرک حاکم، ج ۳، ص: ۱۱۱) ۲ ہادی عالم، بالاختصار والتغییر ۔ ۳ تجہیز و تکفین ۔ ۴ بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی یہ بالکل غلط ہے اور راویوں کی طرف سے روایت میں ادراج ہے ہر قبول نہیں تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں رحماء بینھم ۔ (حصہ صدیقی باب دوم، ص ۲۴۸ تا ۲۶۲ اور سیرت علی المرتضی موفقہ محمد نافع مدظلہ ص ۱۳۱) ۵ (سیرت علی، ص ۱۵۱) ۶ جنگی قبائل ۔

اور صحرائی لوگوں سے لڑائی کے واسطے سوئے وادی[1] راہی ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا وہ دوڑ کر آئے اور حاکم اول کی سواری کی لگام لے کر کہا:

''حاکم اول سے ہمارا کلام اسی طرح کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا معرکہ احد کو ہوا۔''[2]

اے حاکم اسلام! حسام کو ڈھک لو اور اہل اسلام کو ہر طرح کی الم رسائی سے دور رکھو! واللہ! اگر ہلاک ہوگئے، اسلامی کارواں ٹکڑے ٹکڑے ہوگا۔ علی ہر طرح کی مدد کے لئے آمادہ ہے۔

علی کرمہ اللہ کے اس کلام سے حاکم اول معمورہ رسول لوٹ آئے اور دوسرا عسکر سوئے وادی رواں ہوا۔

اسی طرح دوسرے اہم اسلامی امور کے واسطے علی کرمہ اللہ حاکم اول کے ہمراہ رہے۔[3]

عمر مکرم اور علی کرمہ اللہ

حاکم اول کے وصال کا لمحہ آ لگا، ولی عہدی کا اک مراسلہ لکھوا کر حاکم اول کا لوگوں سے کلام ہوا:

''لوگو! ہم سے کہو کہ ہمارے اس عہد کے عامل ہو گے؟

لوگوں کا ردِ کلام ہوا: ہاں! عامل ہوں گے۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''اگر اولوالامر عمر ہوں گے ہم کو وصول ہے۔''

---

[1] وادی القصہ [2] حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپؓ کو وہی بات یاد دلاتا ہوں جو رسول اللہؐ نے احد کے دن فرمائی تھی، آپؓ اپنی تلوار نیام میں کریں اور اپنی ذات کے متعلق ہمیں کسی پریشانی میں نہ ڈالیں، اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپؓ کی ذات کے متعلق کوئی مصیبت پہنچی تو آپؓ کے بعد اسلام کیلئے کوئی صحیح نظم قائم نہ رہ سکے گا۔ (سیرت علی، ص. ۱۵۳) [3] تقسیمِ اموالِ خمس، اہم دینی مسائل میں مشاورت اور تدوینِ قرآن وغیرہ۔

اور وہ عہد عمر مکرم ہی کے لئے رہا[1]

عہد عمر اور عہدۂ علی کرمہ اللہ

عمر مکرم کے دور کو علی کرمہ اللہ لوگوں کے واسطے اک عمدہ حکم[2] رہے۔

اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے

عمر مکرم اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سے رائے لے اس رائے کے عامل رہے۔[3]

عمر مکرم کی ولی عہدی[4]

عمر مکرم کے ہاں علی کرمہ اللہ سدا اہل رائے رہے، اس لئے اگر کسی لمحے عمر مکرم کا ارادہ کسی محل کے رحلہ کا ہوا، علی کو ولی عہد کر کے گئے،

علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر

علی کرمہ اللہ کا عمر مکرم اسروی واسطہ رہا، علی کرمہ اللہ کی اک لڑکی[5] کی عروسی، علی کرمہ اللہ کے حکم سے عمر مکرم سے ہوئی۔

اس طرح عمر مکرم، علی کرمہ اللہ کے داماد ہو گئے اور علی کرمہ اللہ عمر مکرم کے سسر ہو گئے اور اللہ کے کرم سے عمر مکرم کو اس لڑکی سے اولاد عطا ہوئی۔[6]

---

[1] سبحان اللہ! سیدنا علیؓ بھی ابوبکر صدیقؓ کے بعد عمر فاروقؓ کی خلافت کے قائل تھے۔ (سیرت علی، ص ۱۶۷) [2] قاضی۔ [3] یہ درست ہے کہ عہد فاروقیؓ میں حضرت علیؓ کے مخلصانہ مشوروں کو ہمیشہ اہمیت دی گئی اور بیشتر ان کی رائے کی موافقت میں فیصلے کئے گئے مثلاً (۱) حاصل شدہ اموال میں وقتی طور پر صدقہ ادا کرنے کے متعلق مشورہ۔ (۲) دیت میں مشورہ۔ (۳) بدفعلی کی سزا میں احراق کا مشورہ۔ (۴) شراب خوری کی سزا میں اضافے کا مشورہ۔ (۵) تیسری چوری کی سزا کا مشورہ۔ (۶) فاروق اعظمؓ کے مشاہرہ اور تعین کا مشورہ۔ (۷) سن ہجری کے اجراء کے بارے میں مشورہ۔ (۸) علاقہ نہاوند کی طرف اقدام کرنے میں خروج خیفہ کے بارے میں مشورہ۔ (۹) غزوہ روم میں خلیفہ ثانی کے بذات خود تشریف نہ لے جانے کے متعلق مشورہ۔ (۱۰) مال غنائم کی تقسیم کے بعد بقایا مال کو پس انداز کرنے کا مشورہ۔ (حوالہ بالا) [4] نیابت فاروقیؓ۔ [5] ام کلثوم جن کی والدہ سیدہ فاطمہؓ ہیں۔ [6] ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ۔

وصال عمراور ولی عہدی کے لئے اسم علی کرمہ اللہ

عمرمکرم کے وصال کا لمحہ آ لگا،عمرمکرم کے حکم سے اہل رائے لوگوں کا اک گروہ ولی عہدی کے لئے طے ہوا،اس گروہ کو حکم ہوا کہ وہ رائے سے کسی اک کو حاکم اسلام طے کر لے۔ علی کرمہ اللہ اسی گروہ کے آدمی رہے۔

عمرمکرم کی علی کرمہ اللہ کو داد وعطا

عمرمکرم کے عہد کو عمرمکرم کے حکم سے علی کرمہ اللہ کو مٹی کا اک عمدہ حصہ ملا وہ حصہ ماء طاہر کا حامل رہا اور علی کرمہ اللہ کے لئے کمائی کا واسطہ ہوا[1]

علی کرمہ اللہ کے موں سے عمرمکرم کے رسالہ[2] اعمال کی مدح سرائی

عمرمکرم کا وصال ہوا،اس کو اک ردا اوڑھائی گئی،علی کرمہ اللہ آئے اور کہا:

''عمرمکرم سے عمدہ ہمارے آگے اور کوئی کہاں؟ اللہ کرے،علی کا رسالۂ اعمال،عمرمکرم کے رسالہ اعمال کی طرح ہو۔''[3]

لحدِ عمرمکرم کے لئے علی کرمہ اللہ کی مددگاری

عمرمکرم کے وصال کے آگے امور لحد کے لئے علی کرمہ اللہ دوسرے ہمدموں[4] کے ہمراہ رہے۔

دورِ عمر کے واسطے علی کرمہ اللہ کا کلام

عمرمکرم کے دور کے لئے علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''دورِ عمر کے سارے امور کمال عمدہ رہے اور عمرمکرم اک اعلیٰ حاکم رہے۔ واللہ! ہم اس سے دور ہوں گے کہ عمرمکرم کے لاگو کردہ امور محو ہوں۔''

---

[1] (سیرت علی،ص:۱۶۷) [2] نامہ اعمال۔ [3] (سیرت علی،ص:۱۸۱) [4] عبداللہ بن عمرؓ،حضرت عثمان غنیؓ حضرت زبیرؓ وغیرہم۔

دامادِ رسول حاکم سوم[1] اور علی کرمہ اللہ

اسروی واسطہ

حاکم سوم، علی کرمہ اللہ کی سگی عمہ مکرمہ[2] کی لڑکی اروی کا لڑکا ہے اور ولد[3] علی کرمہ اللہ کی لڑکی[4] کی عروسی حاکم سوم کے لڑکے کے لڑکے[5] سے ہوئی اور دوسری[6] لڑکی کی عروسی حاکم سوم کے دوسرے لڑکے کے لڑکے[7] سے ہوئی۔

حاکم سوم سے عہد

اہل رائے کی رائے سے رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دہرے داماد حاکم اسلام ہوئے۔اک آدمی کے سوا سارے لوگوں سے اول ہمدم علی کرمہ اللہ کا حاکم سوم سے عہد ہوا۔[8]

علی کرمہ اللہ، حاکم سوم کے مددگار

اہم امور کے لئے علی کرمہ اللہ سدا حاکم سوم کے مددگار رہے۔[9] کلام اللہ کے مسئلے کے لئے علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے کلام ہوا:

''لوگو! کلام الٰہی کے معاملے کے واسطے حاکم سوم راہ ھدی کا رہرو ہے اس کے حکم کی روگردی سے دور رہو۔[10]

محاصرۂ حاکم سوم اور علی کرمہ اللہ کا کردار

روگردوں[11] کا گروہ حاکم سوم کے گھر کا محاصرہ کر کے کھڑا ہوا، علی کرمہ اللہ صلح کے لئے

---

۱ حضرت عثمان غنیؓ۔ ۲ ام حکیم البیضاء بنت عبد المطلب جو حضرت علیؓ کی سگی پھوپھی تھیں۔ ۳ حضرت حسینؓ۔(سیرت علی، ص ۱۸۶) ۴ سکینہ بنت حسینؓ۔ (ایضاً) ۵ زید بن عمرو بن عثمانؓ، حضرت عثمانؓ کا پوتہ۔(ایضاً) ۶ حضرت فاطمہ بنت حسینؓ۔(ایضاً) ۷ عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ، حضرت عثمانؓ کا پوتہ۔(ایضاً) ۸ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خلافت عثمانؓ کا اعلان کر کے اول خود بیعت کی اس کے بعد حضرت علیؓ نے۔(طبقت ابن سعد، ص ۴۲،۴۳، بخاری شریف، ص ۵۲۵) ۹ سیرت علی، ص ۱۸۸) ۱۰ (ایضاً ص ۱۸۹) ۱۱ باغیوں۔

ہر طرح سے ساعی رہے، مگر محال ہوا کہ روگردوں کا محاصرہ ٹوٹے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا لڑکوں[1]
کو حکم ہوا کہ وہ رکھوالی کے لئے حاکم سوم کے گھر آ گے کھڑے ہوں۔

حاکم سوم کی گواہی اور علی کرمہ اللہ کا ردعمل

حاکم سوم روگردوں کے حملے سے اللہ کے گھر کو سدھارے، علی کرمہ اللہ کو اس کی
اطلاع ہوئی، اسی لمحے کہا:

"اے اللہ! عی حاکم سوم کی ہلاکی کے معاملے سے الگ ہے۔"

اور آ کر لڑکوں کو مارا کہ کس طرح کی رکھوالی کی کہ حاکم سوم ہلاک کردئے گئے۔[2]

حاکم سوم کے امور لحد علی کے حکم سے

حاکم سوم کے وصال کو دو سحر سے سوا عرصہ ہوا، روگردوں کے ڈر سے لوگ حاکم سوم
کے امور لحد سے محروم رہے، مگر علی کرمہ اللہ اٹھے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کو مٹی دی گئی۔[3]

عہد علوی

حاکم سوم کے وصال کے آگے سہ سحر لوگ حاکم اسلام سے محروم رہے، اس عرصے
لوگوں کا علی کرمہ اللہ سے اصرار رہا کہ وہ اہل اسلام کے لئے "اولوالامر" ہوں، مگر علی کرمہ اللہ
اس سے روگرداں رہے۔

مآل کار ہمدموں اور مددگاروں کی رائے سے طوعاً و کرھاً اولوالامری کے لئے آمادہ
ہو کر حرم رسول آئے اور لوگوں کا علی سے عہد ہوا۔[4]

اول معاملہ

اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے لئے اہم معاملہ وہ رہا کہ وہ حاکم سوم کے مہلکوں[5]

---

[1] حضرات حسنین رضی اللہ عنہما۔ [2] (سیر الصحابہ، ج۱،ص۲۶۸) [3] (تاریخ اسدم، ج ۱،ص ۴۱۵) [4] (سیرت علی،ص۲۲۸،ص۲۲۹) [5] قاتلوں۔

کومعلوم کر کے صلہ دم[1] کی وصولی کرے، مگر معاملہ اس لئے گراں ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لیے اک حاکم سوم کی گھر والی ہی گواہ ہوئی۔[2]

حاکم سوم کی گھر والی سے معلوم ہوا کہ حاکم سوم کی گواہی کے لیے محمد ولد ہمدم مکرم اور دو اور لا معلوم آدمی گھر آئے۔

علی کرمہ اللہ کا محمد ولد ہمدم مکرم سے سوال ہوا:

''اے محمد! ہم سے کہو کہ وہ حاکم سوم کا مہلک[3] ہے''؟

محمد کا ردکلام ہوا:

''واللہ! وہ حاکم سوم کے گھر گھسا، مگر حاکم سوم کا کلام مسموع کر کے عار آئی اور وہ وہاں سے لوٹا، اس لئے وہ لاعلم ہے کہ حاکم سوم کا مہلک کس اسم سے موسوم ہے؟''

حاکم سوم کی گھر والی محمد ولد ہمدم مکرم کے اس کلام کی گواہ ہوئی۔ اس طرح حاکم سوم کے مہلک لامعلوم رہے اور علی کرمہ اللہ کے لئے گراں ہوا کہ وہ کوئی کاروائی کرے۔[4]

عمال وحکام کی معطّلی

علی کرمہ اللہ کو معلوم رہا کہ لوگوں کی حاکم سوم سے روگردی اور حاکم سوم کی ہلاکی کی راہ حاکم سوم کے طے کردہ عمال کی سوءِ راہ روی سے ہموار ہوئی،[5] اس لئے اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے دور کے کئی عامل معطل ہوئے اور دوسرے عامل طے کئے گئے۔

---

[1] قصاص ۔ [2] قاتلوں کے علاوہ اس وقت گھر میں صرف سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ ہی تھیں ۔ [3] حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر سے پوچھا کہ آیا وہ بھی قاتلین عثمانؓ میں شامل تھ، اس نے انکار کیا، جس کی تائید سیدنا عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے کی ۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص: ۲۶۹) [4] کیونکہ تحقیق وتفتیش کے باوجود بھی قاتلوں کا پتہ نہ چلا تھا۔ [5] حضرت علیؓ کے نزدیک شہادت عثمانؓ کا اصلی سبب عمال کی بے اعتدالیاں تھیں، اس لئے آپؓ نے تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے دوسرے لوگوں کو طے کیا۔

سہل کوحکم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے سالے[۱] محرروحی[۲] کے ملک[۳] کا عامل ہوکر ادھر راہی ہو!

وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے ادھر رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے محرروحی کے سوار آڑے آئے اور اس کو روکا، اس لئے سہل معمورہ رسول لوٹ آئے اور آکر سارا حال علی کرمہ اللہ سے کہا۔

اس اطلاع کومسموع کر کے علی کرمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ اس کا عہد معرکہ آرائی سے معمور ہوگا[۴]

علی کرمہ اللہ کے حکم سے محرروحی کو اک مراسلہ ارسال ہوا اس کا ماحاصل اسطرح ہے:

"سارے ہمدموں اور مددگاروں کا ہم سے عہد ہوا ہے، اس لئے آکر ہم سے عہد کرواور روگردی سے دور رہو! روگردی کرو گے، معرکہ آرائی ہوگی۔"

محرروحی کا ردِکلام ہوا:

"اے علی! اول حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم وصول کرو اس کے اس کے آگے ہمارا عہد ہوگا۔"

مگر علی کرمہ اللہ کا اصرار رہا: اول ہم سے عہد کرو! اس کے آگے دادرسی کے لئے ہم سے کہو! اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم لے کر رہوں گا۔

علی کرمہ اللہ، محرروحی کے ہاں

اہل مطالعہ کو معلوم رہے کہ محرروحی اولوالامری کے ارادے سے دور رہے اور اس کو معلوم رہا کہ علی کرمہ اللہ ہی اولوالامری کا اہل ہے، مگر عہد علی سے روگرداں اسی لئے رہے کہ اس کا مدعا رہا کہ علی کرمہ اللہ اول حاکم سوم کا صلۂ دم لے۔

اللہ کا حکم اسی طرح رہا کہ علی کرمہ اللہ سے طوعاً وکرھاً کئی امور اس طرح کے صادر ہوئے کہ لوگ اک اک کر کے علی کرمہ اللہ سے روگرداں ہوئے۔ امر اول: حاکم سوم کے

---

[۱] سیدنا امیر معاویہؓ۔ [۲] کاتب وحی۔ [۳] شام۔ [۴] (سیر الصحابہ، ج ا،ص ۲۶۹)

مہلک لامعلوم رہے۔امر دوم: حاکم سوم کے اعداء اور مہلک،علی کرمہ اللہ کے عسکر کا حصہ ہوکراس کے مددگار رہوئے۔امرسوم.حاکم سوم کے طے کردہ عمال وحکام کی معطلی۔[1] اسی لئے اہم اہم لوگوں کے دل وساوس سے معمور ہوئے۔

ہمدم طلحہ وولدعوام کا مکے کا ارادہ

ہمدم طلحہ وولدعوام علی کرمہ اللہ سے عہد کر کے عمرہ واحرام کی ادائے گی کے لئے سوئے مکہ راہی ہوئے۔عروس مطہرہ[2] کہ اول ہی سے احرام کی ادائے گی کے لئے مکہ رواں رہی، اس سے آکر ملے اور سارا حال کہا۔

ہمسائے ملک[3] کا اک والی کہ وہ حاکم سوم کے دور کو اس ملک کا والی رہا اور علی کرمہ اللہ کے حکم سے معطل ہوا، وہ اسی لمحے مکہ وارد ہوا اور مسطورہ لوگوں سے ملا اور اس کی سعی سے مسطورہ لوگ حاکم سوم کے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوئے اور رائے آئی کہ سارے لوگ اک گروہ ہوکر دوسرے اسلامی ملک[4] راہی ہوں کہ وہاں کے لوگوں کو ہمراہ کر کے اکٹھے صلۂ دم کے لئے آمادہ ہوں۔ اس طرح حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم کی وصولی سہل ہوگی۔اس طرح طے کر کے سارے لوگ عروس مطہرہ کے آگے آئے اور کہا کہ اے اہل اسلام کی ماں! ہمارے ہمراہ اس ملک کے لئے راہی ہو کہ کسی طرح اہل اسلام دہرا کرا ک ہوں اور ہر طرح کی لڑائی سے دور ہوں۔[5]

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے ارادہ سے ہمراہ ہوئی

عروس مطہرہ اصلاح احوال کے لئے اس گروہ کی ہمراہی کے لئے آمادہ ہوئی اور وہ اس اسلامی ملک رواں ہوئے۔[6]

---

[1] یہ وہ امور تھے کہ ان کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے تھے۔(سیر الصحابہ، ج ا،ص ۲۷۰) [2] سیدہ عائشہؓ۔[3] یمن کا والی، یعلی بن امیہ (خلافت راشدہ،ص ۱۷۵،تاریخ اسلام، ج ا،ص ۳۴۰،سیرت سیدنا علی المرتضی،ص ۲۳۷) [4] بصرہ۔[5] (سیرت سیدنا علی المرتضی،ص ۲۳۸) [6] (ایضاً)

اسی ملک کے لئے رحلۂ علی کرمہ اللہ

علی کرمہ اللہ کو اسی حال کی اطلاع ملی، لوگوں سے کہا کہ آمادہ رہو! ہمارا اسی ملک کا ارادہ ہے۔

کئی ہمدم و مددگار آمادہ ہوئے، اسی طرح روگرداں کا وہ گروہ کہ حاکم سوم کا مہلک اور سطحی طور سے علی کرمہ اللہ کا مددگار اور دراصل عدو اسلام رہا، وہ گروہ علی کے ہمراہ ہوا۔

کئی ہمدموں[۱] کا علی سے کلام ہوا کہ وہ اس ارادے سے دور رہے اور معمورۂ رسول رہ کر ہی لوگوں کو حکم کرے! لوگ معرکہ آرائی کے واسطے راہی ہوں گے۔ مگر علی کرمہ اللہ سارے لوگوں کو ہمراہ لے کر رواں ہو گئے۔

راہ کے اک مرحلے علی کرمہ اللہ کا لڑکے[۲] اور ہمدم عمار کو حکم ہوا کہ وہ والد موسیٰ[۳] کے ملک راہی ہوں اور کہا کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری مدد کے لئے آمادہ کرو!

والد موسیٰ کی اس معاملے، رائے اس طرح کی رہی کہ لوگ گھروں کے کواڑ لگا کر ہر طرح کی لڑائی سے الگ ہوں۔

ولد علی اور ہمدم عمار ادھر آئے اور لوگوں سے کہا:

''وہ علی کرمہ اللہ کی مدد کے لئے کھڑے ہوں!''

کئی لوگ آمادہ ہو گئے۔

---

۱ حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت علیؓ کی سواری کی باگ پکڑ کر فرمانے لگے، امیر المؤمنین آپؓ مدینہ طیبہ کی اقامت ترک نہ فرمائیں اگر آپؓ مدینہ طیبہ سے باہر چلے گئے تو کوئی مسلمانوں کا خلیفہ مدینہ طیبہ کی طرف عود نہ کر سکے گا۔ (ایضاً ص: ۲۴۶) اسی طرح حضرت عقبہ بن عامرؓ نے جو بڑے پایہ کے صحابی اور غزوہ بدر میں رسول اللہؐ کے ساتھ شریک تھے انصار کی طرف سے گزارش کی اور حضرت علیؓ کو روکا کہ دارالخلافہ چھوڑ کر جانا کسی طرح مناسب نہیں۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۷۱) ۲ حضرت حسنؓ۔ ۳ ابوموسیٰ اشعریؓ کوفہ کے گورنر تھے۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰ، ص ۲۴۷، سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۷۱)

عروس مطہرہ کا اکرام

وہاں ہمدم عمار سامع ہوئے کہ اک آدمی عروس مطہرہ کے لئے مکرہ کلامی کر رہا ہے۔ اسی لمحے اس کو روکا اور کہا کہ او مردود! عروس مطہرہ کے لئے مکروہ کلامی سے دور رہو! واللہ! عروس مطہرہ، رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی ہر دو عالم کی عروس ہے[1]

ولد علی اور ہمدم عمار کوئی دس دس سو کے دس گروہ[2] ہمراہ لے کر عسکر علی کرمہ اللہ سے آ ملے۔

علی کرمہ اللہ سارے عسکر کے ہمراہ اسی[3] ملک کے لئے رواں ہوئے کہ عروس رسول، ہمدم طلحہ، اور ولد عوام آ کر ٹھہرے۔

علی کرمہ اللہ اور عروس رسولؐ کی دلی آس رہی کہ کسی طرح اہل اسلام لڑائی سے دور ہوں اور کسی طرح صلح ہی سے سارا معاملہ طے ہو، اس لئے عسکر علی سے ولد عمرو[4] صلح کے ارادہ سے عروس رسول کے آگے آئے اور کہا:

''اے اہل اسلام کی ماں! اس ملک کس ارادے سے آئی ہو''؟

عروس رسول کا رد کلام ہوا:

''اصلاح احوال کے لئے آئی ہوں''۔

اسی طرح کا مکالمہ ہمدم طلحہ و ولد عوام سے ہوا۔[5] ولد عمرو کا کلام ہوا:

''اگر ارادہ اصلاح احوال کا ہے، وہ اسی طرح سہل ہوگا کہ علی کرمہ اللہ سے عہد کر لو! سارے لوگ لڑائی سے دور ہوں گے''۔

اس کلام سے عروس مطہرہ ہمدم طلحہ، ولد عوام، عہد علی کے لئے آمادہ ہو گئے۔[6]

---

[1] اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے متبعین کے دل کس قدر صاف تھے۔ [2] ساڑھے نو ہزار آدمی کوفے سے چل کر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۲۷۲) [3] بصرہ۔ [4] حضرت قعقاعؓ بن عمرو التمیمی صحابی رسولؐ۔ (سیرت علیؓ، ص ۲۵۰) [5] (ایضاً ص ۲۵۱) [6] افہام و تفہیم کے اس بیان کے بعد حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور سیدہ صدیقہؓ نے ارشاد فرمایا اصبت واحسنت فارجع الخ یعنی آپ نے درست بات کی اور بہتر چیز بیان کی ہے، ہم لوگ اس بات پر آمادہ ہیں۔ (ایضاً)

لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی، سارے اہل اسلام اس سے مسرور ہوئے۔

روگرد وں مکاروں کی مکروہ کاروائی

روگردوں اور حاکم سوم کے مہلکوں کو اس اطلاع سے اک دھکا لگا اور ڈرے کہ اگر صلح ہوگئی، سارے کے سارے ہلاک ہوں گے۔

اس لئے طے ہوا کہ اُس لمحے کہ سارے لوگ سو رہے ہوں گے، ہمارے آدمی ہر دو عسکر کے لئے حملہ آور ہوں گے، اس طرح لڑائی کا سلسلہ ہوگا اور ہم معصوم ہوں گے اور اسی طرح ہوا کہ سحر مکمل ہوئی سارے لوگ سو گئے، روگردوں کا گروہ اٹھا اور اٹھ کر دوسرے عسکر کے لئے حملہ آور ہوا، ہر اک عسکر کو لگا کہ دوسرا عسکر دھوکہ دہی کی راہ لگ کر حملہ آور ہوا ہے، اس لئے اک دوسرے سے معرکہ آراء ہو گئے۔[1]

عروس رسول کے لئے اک سواری لوہے کی ڈولی[2] سے مرصع کی گئی، عروس رسول اسی سواری کی سوار ہوئی، اسی لئے اس معرکہ کا اسم ''سواری والا معرکہ'' ہوا۔[3] عروس رسول کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہوں، اسی طرح علی کرمہ اللہ ساعی رہے کی کس طرح لڑائی رکے، مگر روگردوں، مکاروں کی سعی کامگار ہوئی اور لڑائی کی آگ سلگ اٹھی۔[4]

سواری والا معرکہ

اس سے اول کہ معرکہ عام ہو، علی کرمہ اللہ آگے آئے اور ولد عوام سے کہا:

''اے ولد عوام! معلوم ہے کہ اک سحر رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا اس سے کلام ہوا: اے ولد عوام! علی سے دلی لگاؤ ہے؟ رد کلام ہوا: ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہوا: اے ولد عوام! اک سحر آئے گی کہ راہ ھدیٰ سے ہٹ کر علی سے لڑو گے''۔

---

[1] (سیرت علی، ص ۲۵۳، ۲۵۶، سیر اصحابہ، ج ۱، ص ۲۷۳، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۴۵۰، خلافت راشدہ، ص ۱۸۱)

[2] ہودج ۔[3] جنگ جمل، جمل عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں ۔[4] (خلافت راشدہ، ص ۱۸۱)

ولدعوام کا کلام ہوا۔

''ہاں! ہم کواسی لمحے معلوم ہوا ہے''۔

علی کرمہ اللہ کے اس کلام سے ولدعوام لڑائی سے الگ ہو گئے اور لڑکے سے کہا:

''اے لڑکے! ہمدم علی، راہ ھدیٰ کا رہرو ہے، اس لئے لڑائی سے الگ رہو!''

مگر وہ وصول کلام سے دور رہا، اس حال کا مطالعہ کر کے ہمدم طلحہ کا ارادہ ہوا کہ وہ لڑائی سے الگ ہو، مگر عسکر علی سے کسی مردود کا سم آلود سہم ہمدم طلحہ کو لگا، اس سے وہ دار السلام کو راہی ہوئے[1] (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہر آدمی اسی کے ہاں لوٹے گا)[2]

اس کے آگے معرکہ عام کا سلسلہ ہوا۔

عروس رسول کی سواری کی رکھوالی کے لئے صد ہا صد لوگ کٹ مرے۔ علی کرمہ اللہ کو محسوس ہوا کہ اگر عروس رسول کی سواری کھڑی رہے گی، لڑائی کا سلسلہ اسی طرح رہے گا، اس لئے اک آدمی کو ہلکے[3] سے کہا:

''عروس رسول کی سواری کو گھائل کر کے گرادو! کہ لڑائی رکے۔ وہ آدمی اٹھا اور حسام[4] لے کر حملہ آور ہوا، اس حملے سے وہ سواری گھائل ہو کر گری اور معاً لڑائی رک گئی اور عسکر علی کامگار ہوا۔ محمد ولد حاکم اول کو ہمدم علی کا حکم ہوا کہ والدہ کی لڑکی[4] کو اک عمدہ اور الگ محل لے کر راہی ہوا اور عسکر کو حکم ہوا:

''دوسرے عسکر کا کوئی آدمی دوڑ رہا ہو، اس کی ہلاکی سے دور رہو!
گھائل لوگوں کی ہلاکی سے دور رہو اور اموال کامگاری[5] سے دور رہو!''

اور آگے آکر عروس رسول سے احوال معلوم کئے[6]

---

[1] (سیر اصحاب، ج ا، ص ۳-۲۷) [2] یہ انا للہ وانا الیہ راجعون. کا مفہوم ہے۔ [3] اشارہ کیا۔ [4] تلوار۔ [4] بہن یعنی سیدہ صدیقہؓ۔ [5] مال غنیمت۔ [6] مزاج پرسی کی۔

عروس رسولؐ کا اکرام

علی کرمہ اللہ، سلام کر کے عروس رسول کے آگے آئے، اک آدمی سے اطلاع ملی کہ دو آدمی عروس رسول کو گالی دے کر مکروہ عملی کے عامل ہوئے۔

علی کرمہ اللہ کا اسی لمحے عمرو کو حکم ہوا کہ ہر دو کو لاؤ اور کوڑے لگا کر اسلامی حد مکمل کر و اور کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا:

''لوگو! عروس رسول اسی طرح اکرام والی ہے کہ لڑائی سے اول رہی۔''[1]

عروس رسول کا ارادہ ہوا کہ سوئے معمورۂ رسول راہی ہو، اس لمحے عروس رسول کو علی کرمہ اللہ سے حد سوا اکرام ملا، سواری عطا ہوئی۔

عروس رسول، ولد ام محمد کے ہمراہ، معمورہ رسول کو رواں ہوئی اور علی کرمہ اللہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ اکرام کے واسطے کئی کوس آئے اور دارالسلام کے سرداروں[2] کو حکم ہوا کہ وہ عروس رسول کی سواری کے ہمراہ رواں ہوں۔[3]

اس لمحے عروس رسول کا کلام ہوا:

''اے لڑکو! علی کی حسد سے دور ہوں۔ ہماری لڑائی لاعلمی سے ہوئی، اس سے اول ہم اک دوسرے کی حسد سے سدا دور رہے''۔

علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

''ہاں اسی طرح ہے اور کہا: عروس رسول رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کی گھر والی اور ہماری ماں ہے اور مکرمہ ہے۔''[4]

اس کے آگے علی کرمہ اللہ اس ملک کو رواں ہو گئے کہ وہ علی کے لئے دارالامارہ رہا،[5] وہاں کے لوگوں کا ارادہ ہوا کہ علی کرمہ اللہ اک اعلی و اولیٰ محل آکر ٹھہرے، مگر علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا کہ

---

[1] (سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، ص ۲۶۷) [2] حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہما۔ [3] (سیرت علی، ص ۲۷۰)
[4] (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۲۷۵) [5] حضرت علیؓ دارالخلافہ کوفہ لوٹ آئے۔

عمر مکرم کے لئے سدا اس طرح کے محل مکروہ رہے، اس لئے علی اس طرح کے محل سے دور رہے گا[1]
اس لئے اللہ کے گھر سے ملے ہوئے اک عام سے محل آکر ٹھہرے[2] اور عماد اسلام کی ادائے گی کی
اور لوگوں سے ہمکلام ہو کر کہا:

''لوگو! راہِ ھدیٰ کے رہرو رہو! مکروہ عملی سے دور رہو۔''

اور اس ملک کے لوگوں کی مدح سرائی کی۔
اور ساری عمر اسی ملک[3] کو دارالامارہ کر کے رہے اور ملکی امور کی عمدگی کے لئے سرگرم ہوئے۔[4]
اردگرد کے ملکوں کے امور مکمل کر کے علی کرمہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ محرر وحی[5] اور اس کے ملک کے
لوگوں کو عہد کا کہے، اس لئے محرر وحی کو صلح اور عہد کا کہا۔ محرر وحی کا ردکلام ہوا کہ اول حاکم سوم کے
مہلکوں سے صلۂ دم لو کرو! اس کے آگے ہمارا عہد ہوگا، اس کے علاوہ ہم ہر طرح کے عہد سے
دور ہوں گے۔

سوئے معرکہ گاہ

اس اطلاع کو مسموع کر کے علی کرمہ اللہ، محرر وحی کے ملک کا ارادہ کر کے اٹھے اور دس
دس سو کے اسی گروہ[6] ہمراہ لے کر ادھر راہی ہوئے اور ماءِ طاہر سے معمور اک محل آکر ٹھہرے۔[7]
محرر وحی کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اک عسکر طرار کے ہمراہ ملکی سرحد آ لگے۔

---

۱ سبحان اللہ! سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اتباع عمر فاروقؓ کا کس قدر اہتمام تھا۔ (از مؤلف) ۲ اہل کوفہ نے قصر امارت میں مہمان نوازی کا اہتمام کیا، مگر آپؓ نے میدان میں قیام فرمایا۔ (سیر الصحابہؓ، ج:۱، ص ۲۷۶) ۳ کوفہ۔ ۴ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ کی ولایت سپرد کی، مدائن پر یزید بن قیس، اصفہان پر محمد بن سلیم، کسکر پر قدامہ بن عجلان ازدی، سجستان پر ربعی بن کاس اور تمام خراسان پر خلید بن کاس کو مامور کر کے بھیجا۔ (سیر الصحابہ، ج ۱، ص ۲۷۶) ۵ کاتب وحی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ۔ ۶ اسی ہزار۔ ۷ حضرت علیؓ اپنے عساکر سمیت ارض شام کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے قریب ذوالحجہ ۳۶ھ میں قیام فرمایا۔ (سیرت علیؓ، ص ۳۰۴)

مدعائے علی ومحرروحی (اللہ ہردو سے مسرور ہوا)

مدعائے علی کرمہ اللہ اس طرح رہا: مددگاروں، ہمدموں کا علی سے عہد ہوا ہے، اس لئے عائد ہے کہ محرروحی اوراس کے ملک کے لوگوں کا عہد ہو، اس کے آگے وہ دادرسی کے لئے ہمارے آگے وارد ہوں۔اس طرح اللہ کے حکم سے حاکم سوم کے مہلکوں سے صلۂ دم کی وصولی سہل ہوگی۔

مگر محرروحی کا مدعا رہا: اول صلہ دم وصول ہو، اس کے آگے عہد ہوگا۔

اہل اسلام سے معرکہ دوم[۱]

عسکر علی کرمہ اللہ، محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے ملک کی سرحد طے کرکے ادھر وارد ہوا۔

ادھر محرروحی (اللہ اس سے مسرور ہوا) کے عسکر سے والد دعور سلمی آگے ہوئے اور معرکہ آراء ہوکر عسکر علی کرمہ اللہ کو روکا۔سحر مکمل ہوئی، عسکر علی کے لئے کمک آگئی۔اس حال کا مطالعہ کرکے والد دعور ادھر سے ہٹ گئے اور سارے احوال کی اطلاع محرروحی کو دی، محرروحی کے حکم سے معرکہ گاہ طے ہوا۔

محرروحی کا عسکر ادھر رواں ہوا اور وہاں کے گھاٹ کا مالک ہوا اس طرح عسکر علی کرمہ اللہ ماء طاہر سے محروم ہوا ادھر حصول ماء کے لئے معرکہ آرائی ہوئی، عسکر علی حاوی ہوکر گھاٹ کا مالک ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا حکم ہوا کہ ہردو عسکر ماء طاہر سے مالا مال ہوں گے اوراس سے دور رہو کہ کسی کو ماء طاہر کی وصولی سے محروم کرو![۲]

---

[۱] معرکہ صفین [۲] (سیر الصحابہ، ج:۱،ص:۲۸۰)

صلح کے لئے علی کرمہ اللہ کی اک اور سعی

علی کرمہ اللہ کے حکم سے صلح کی اک اور سعی کی گئی ولدعمرؓ[1] کوحکم ہوا کہ دوآدمی ہمراہ لے کرادھرراہی ہواور صلح کی سعی کرو! وہ گئے مگرمحروم لوٹے۔

ہردوعسا کر کے اہل علم لوگ ساعی رہے کہ اہل اسلام لڑائی سے دور ہوں اس لئے سہ ماہ کا عرصہ ہوا کہ لڑائی رکی رہی، مگر سہ ماہ کے آگے لڑائی کا سلسلہ ہوااور مسلسل رہا کہ ماہ حرام[2] کی آمد ہوئی اور ماہ حرام کے اکرام کے واسطے ہردوعسکرلڑائی سے الگ رہے۔

ماہ حرام مکمل ہوا، دہرا کرلڑائی کا سلسلہ ہوا کہ صدہا لوگ مارے گئے اورصدہالڑکے والد کے سائے سے محروم ہوئے، مگر ہردوعسکراک دوسرے کے آگے ڈٹے رہے۔

اس حال کا مطالعہ کر کے علی کرمہ اللہ کا لوگوں سے اس طرح کا کلام ہوا کہ لوگوں کا حوصلہ اور سوا ہوااور وہ عسکرمحروحی سے اس طرح معرکہ آراء ہوئے کہ اس عسکر کے کئی سورما ڈرکردوڑے۔

علی کرمہ اللہ کے ہمراہی ہمدم عمار اسی معرکے اللہ کے گھر کوسدھارے۔اس سحرعسکرعلی حاوی رہا۔

اک ہمدم رسول[3] ہمراہیٔ علی کا معاملہ

معرکے کے لمحے اک ہمدم رسول، ہمراہیٔ علی کا الگ ہی معاملہ رہا، وہ اس طرح کہ اس کا معمول رہا کہ لڑائی اور عماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اورطعام کے لمحے محرروحی کے مطعم آکرطعام سے مالا مال ہوئے۔کسی کا سوال ہوا: کس طرح کے آدمی ہو؟ کہ لڑائی اورعماد اسلام کے لمحے علی کرمہ اللہ کے ہمراہی رہے اورطعام کے لمحے محرروحی کے؟ کہا: عماد اسلام علی کرمہ اللہ کی عمدہ ہےاوروہی حاکم اسلام ہے۔اس لئے لڑائی اورعماد اسلام کے

---

[1] حضرت بشیر بن عمرو بن حصن انصاری، سعید بن قیس ہمدانی اورشیث بن ربعی کوصلح کیلئے بھیجا۔(ایضاً) [2] وہ مہینہ جس میں لڑائی حرام ہے یعنی محرالحرام۔(تاریخ اسلام، ج ا،ص ۴۷۴) [3] حضرت ابوہریرہؓ۔

لمحے اس کی ہمراہی کا معمول ہے، مگر طعام محر روحی کے ہاں کا عمدہ ہے، اس لئے طعام کے لمحے ادھر آمد کا معمول ہے۔ اس کلام کو مسموع کر کے محر روحی کمال مسکرائے۔[۱]

دو حکموں[۲] کا مسئلہ

اس معرکے محر روحی کے عسکر کے حد سے سوا لوگ کام آئے، اس لئے محر روحی کے عسکر سے رائے آئی کہ کسی طرح لڑائی رکے۔

اس لئے عمرو ولد عاص کی رائے سے لوگ کلام الٰہی اٹھا کر لائے اور کہا کہ ہم کو کلام الٰہی کا حکم وصول ہوگا۔

اس طرح لڑائی رکی اور طے ہوا کہ ہر دو عسکر سے اک اک آدمی حَکم ہوگا اور دو سو اور دو سو لوگ اس کے ہمراہی ہوں گے۔ حَکموں کی رائے سے مسئلہ حل ہوگا اور حَکموں کا ہر حُکم سارے لوگوں کو وصول ہوگا۔

اس لئے طے ہوا کہ عسکر علی سے والد موسیٰ حَکم ہوں گے اور محر روحی کے عسکر سے عمرو ولد عاص حَکم ہوں گے اور صدورِ حُکم کے لئے دومہ کا محل طے ہوا۔[۳]

"الحکم للّٰہ" کی صدا

سارے احوال کا مطالعہ کر کے عسکر علی سے اک گروہ[۴] اس دو حَکموں والی رائے سے روگراں ہوا کہ وہ رائے، کلام اللہ سے ٹکرا رہی ہے، اس لئے کہ اللہ کا کلام ہے:

"حکم اک اللہ ہی کے لئے ہے"۔[۵]

اس طرح کہہ کر وہ گروہ کہ اس کا عدد دس دس سو کے دس اور دو رسالے رہا، عسکر علی سے الگ ہوا اور مرور اء آکر ٹھہرا۔

---

[۱] (سیرت خلفائے راشدین، ص: ۲۵۲) [۲] تحکیم حکمین۔ [۳] طے ہوا کہ دومۃ الجندل آکر حکمین اپنا فیصلہ سنائیں گے۔ (سیرت علی المرتضیٰ، ص ۳۱۸) [۴] خارجی۔ [۵] یہ اس آیت کا مفہوم ہے۔ ان الحکم الا للّٰہ (یوسف: ۴۰)

ہر دو عسکر حکموں کو طے کر کے گھروں کو لوٹ گئے، مگر عسکر علی دو ٹکڑے ہوا اور محروحی کا عسکر اسی طرح رہا۔

اس طرح کئی ماہ ہو گئے کہ حکموں کے حُکم کا لمحہ آ لگا، اس لئے ہر دو حَکم اور صد ہا لوگ طے کردہ محل ''دومہ'' آ گئے۔

محروحی (اللہ اس سے مسرور ہو) کئی لوگوں کے ہمراہ ادھر آئے مگر علی کرمہ اللہ ''دومہ'' آمد سے دور رہے اور ہمدم رسول[1] ولد عم کو حکم ہوا کہ وہ دومہ راہی ہو اور سارے احوال کی اطلاع لائے۔

مآل کار ہر دو حَکم اکٹھے ہوئے اور ہر دو کی رائے ہوئی کہ علی کرمہ اللہ اور محروحی (اللہ اس سے مسرور ہو) ہر دو کو معطل کر کے اولوالامری کا معاملہ اہل اسلام کی رائے سے حل ہو اور اہل اسلام کا حاکم کوئی اور آدمی ہو۔

کئی علماء سے مروی ہے کہ والد موسیٰ کی رائے ہوئی کہ عمر مکرم کا لڑکا[2] حاکم اسلام ہو اور عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ اسی کا لڑکا[3] والی ہو کہ وہ علم و عمل کے عالی عہدے کا حامل ہے۔

والد موسیٰ کا کلام ہوا کہ ہاں معاملہ اسی طرح ہے، مگر وہ اہل اسلام سے لڑائی کے واسطے محروحی کا ہمراہی رہا ہے، اس لئے محال ہے کہ وہ حاکم اسلام ہو۔

دوسرے کئی علماء سے اس طرح مروی ہے کہ عمرو ولد عاص کی رائے ہوئی کہ محروحی حاکم اسلام ہو، مگر والد موسیٰ اس سے دو رائے ہو کر اس رائے کو رد کر گئے۔

مآل کار ہر دو حَکم محروم رہے کہ اک رائے اکٹھے ہوں، اس لئے اس وہ مسئلہ ادھورا رہا

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر بھیجا۔ (سیرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، ص۔۳۲۱) [2] عبداللہ بن عمرؓ۔ (ایضاً ص۔۳۲۲) [3] حضرت عمرو بن العاصؓ کی رائے اپنے لڑکے عبداللہ بن عمروؓ کو والی بنانے کی ہوئی حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ وہ آدمی تو صادق اور صحیح ہیں مگر آپؓ نے اپنے فرزند کو ان فتن میں ملوث کر دیا ہے۔ (سیرت علی، ص ۳۲۲)

اور ہر دو حکم دوسرے سے الگ ہوئے[1]

اس کے آگے محر روحی کے لوگوں کا محر روحی سے اولوالامری کا عہد ہوا، حالاں کے اس سے اول لوگ اس طرح کے عہد سے دور رہے۔

اس طرح اعداء اسلام کی سعی کامگار ہوئی اور اہل اسلام کئی ٹکڑے ہوگئے۔

مراسلہ علی کرمہ اللہ

اس کے آگے علی کرمہ اللہ کا اک کھلا ہوا مراسلہ ممالک محروسہ کے عمال کے لئے ارسال ہوا۔ لکھا:

> ''معلوم رہے کہ ہماری محر روحی سے لڑائی ہوئی، حالاں کہ سارے لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمارا اللہ، رسول، اسلام اک ہی ہے۔ ہر اک مسلم ہے اور اسلام کی رو سے کوئی کسی سے آگے کہاں؟ ہاں! حاکم سوم کی گواہی کے مسئلے کے لئے ہم دورائے ہوئے، مگر ہم حاکم سوم کی ہلاکی سے الگ ہی رہے[2]''

محر روحی کا کلام (اللہ اس سے مسرور رہوا)

محر روحی اور علی کرمہ اللہ کے دل اک دوسرے کے حسد سے طاہر رہے، اس لئے اہل

---

[1] تحکیم کے موقع پر مؤرخین اور ان کے بعض رواۃ نے جو تعبیریں اختیار کی ہیں، وہ حقائق و واقعات کے خلاف ہیں، کیونکہ ان میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے متعلق یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ معاملات میں ظاہر بین تھے اور سیاسی بصیرت کے حامل نہیں تھے نیز وہ معاملہ فہمی میں زیرک نہیں تھے اور کئی مؤرخین حضرت عمرو ولد عاصؓ کو واقعہ ھذا میں خداع اور مکار شخص کی صورت میں پیش کرتے ہیں یہ سب بیان کرنے والوں کی اپنی قبیح تعبیریں ہیں یہ روایات کسی صورت میں صحیح نہیں۔ (سیرت علی، از مولانا محمد نافع مدظلہ) [2] حضرت علیؓ کے اسی خط سے واضح ہوگیا کہ اہل صفین وحضرت علیؓ کا اختلاف مذہبی نہ تھا، بلکہ دونوں جماعتوں کا مذہب ایک تھا، دونوں جماعتیں مسلمان ومؤمن تھیں، دونوں کی دعوت دینی ایک تھی، تصدیق ایمانی میں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے فائق نہیں تھا، دونوں کامل ایمان تھے، صرف ایک سیاسی مسئلہ باعث اختلاف تھا یعنی دمِ عثمانؓ کے معاملہ میں باہمی وقتی نزاع درپیش تھا۔ (ایضاً)

اسلام کے اس معرکے کے لمحے حاکم روم کا ارادہ ہوا کہ وہ اسلامی ملکوں کے لئے حملہ آور ہو، محرر وحی کو اس کی اطلاع ہوئی اسی لمحے اس کو لکھا کہ او رومی مردود! اسلامی ملکوں کے حملے کے ارادے سے دور ہی رہ! اگر اس طرح کا ارادہ ہوا، واللہ! ہماری اولاد عم سے صلح ہو گی اور ہم مل کر روم حملہ آور ہوں گے کہ گھر سے محروم ہو گے[۱] اس سے حاکم روم ڈرا اور وہ مکروہ ارادے سے دور رہا۔

"الحکم للّٰہ" والوں[۲] کا معاملہ

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ مسئلہ حکم سے روگراں ہو کر عسکر علی سے اک گروہ "الحکم للّٰہ" کہہ کر الگ ہوا اور حروراء آ کر ٹھہرا، علی کرمہ اللہ ساعی ہوئے کہ وہ گروہ کسی طرح راہ ھدیٰ لگے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا ولد عم کو حکم ہوا کہ اس گروہ سے ملو اور اس کو راہ ھدیٰ کی رہروی کا کہو!

وہ اسی حکم کے عامل ہوئے۔ اس گروہ کے معمولی لوگ راہ ھدیٰ لگے، مگر کئی لوگ محروم ہی رہے۔

عمدہ کلمہ کھوٹی مراد[۳]

اک سحر علی کرمہ اللہ لوگوں کے آگے اللہ کی حمد کے لئے کھڑے ہوئے کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا اک آدمی کھڑا ہوا اور کہا:

"اے علی! اللہ کا کلام ہے: "حکم اللہ ہی کے لئے ہے"[۴] اور لوگوں کو حکم کر کے کلام الٰہی سے روگرداں ہوئے ہو۔ دوسرے کئی لوگ اس کے ہم رائے ہوئے اور مل کر "الحکم للّٰہ" کی صدا لگائی۔ علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا: "کلمہ عمدہ ہے مگر مراد کھوٹی ہے"۔

---

۱ (سیرت علیؓ، ص ۳۳۵) ۲ خوارج۔ ۳ کلمۃ حق اریدبہ الباطل ۴ ان الحکم الا للّٰہ (یوسف ۴۰)

"الحکم للّٰہ" والوں سے علی کرمہ اللہ کا معاملہ اولاً ہلکا رہا، اس سے اس گروہ کو حوصلہ ملا اور وہ حد سے سوا مکروہ کاموں کے عامل ہوئے۔ علی کرمہ اللہ کو اطلاع ملی کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا گروہ لوٹ مار کی راہ لگا ہے اور اسلامی محارم کو حلال کئے ہوئے ہے، اس لئے علی کرمہ اللہ کا اس گروہ سے لڑائی کا ارادہ ہوا۔

معرکہ آرائی سے اول

علی کرمہ اللہ ساعی رہے کہ وہ گروہ لڑائی سے الگ رہ کر ہی راہ ھدیٰ لگے، اس لئے ولد سعدؓ[۱] اور اک دوسرے مددگار کو حکم ہوا:

"دہرا کر اس گروہ سے ملو اور ہر طرح سے سعی کرو کہ وہ گروہ راہ ھدیٰ کا رہرو ہو"۔

وہ گئے اور اس گروہ کے سرکردہ لوگوں سے ملے، مگر اس گروہ کے دلوں کو مہر لگی رہی، اس لئے ہر دو مددگار سوئے علی کرمہ اللہ لوٹ آئے۔[۲]

"الحکم للّٰہ" والوں سے معرکہ

علی کرمہ اللہ کی سعی رہی کہ لوگ لڑائی سے دور ہی ہوں، اس لئے علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک آدمی علم اٹھا کر کھڑا ہوا اور علی کرمہ اللہ کا کلام ہوا:

"ہر وہ آدمی کہ "الحکم للّٰہ" والوں سے الگ ہو کر اس علم کے گرد آئے گا، ہلاکی سے معصوم رہے گا، اس طرح وہ آدمی کہ کسی دوسرے ملک کی راہ لے گا، معصوم رہے گا"۔

اور عسکر سے کہا:

"حملے سے رکے رہو! ہاں! اس لمحے کہ "الحکم للّٰہ" والوں کا حملہ ہو، حملہ کر دو!"

اس لئے اول "الحکم للّٰہ" والوں کا حملہ ہوا، اس کے آگے معرکہ عام ہوا، اس گروہ کے

---

۱ قیس بن سعد بن عبادہ ابو ایوب الانصاریؓ۔ ۲ (سیرت علی المرتضیٰ، ص: ۴۰۰)

حد سے سوا لوگ مارے گئے، کئی دوڑ لگا گئے۔

لوگوں کا وسوسہ اور اس کا حل

عسکرِ علی کے کئی لوگوں کے دل اس وسوسے سے معمور ہوئے کہ "الحکم للہ" والوں کی ہلاکی روا ہے کہ لا روا؟[1] اس کی اطلاع علی کرمہ اللہ کو ہوئی، اسی لمحے کھڑے ہو کر کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کا کلام ہے: لوگوں کا اک گروہ، اسلام سے اسی طرح الگ ہوگا کہ سہم، کماں سے اور وہ گروہ، اسلام سے روگرداں ہی رہے گا، اس گروہ کا اک آدمی اس طرح کا ہوگا کہ اس کے دودھ مادام[2] کے دودھ کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے اور اس کے گرداگرد اک کم آٹھ کالے کالے اعلام[3] ہوں گے"۔

علی کرمہ اللہ کا حکم ہوا کہ اس آدمی کو ٹٹولو! اس کو ٹٹولا۔ وہ مُردوں سے اٹا ہوا اور اس کے گلے گماں لٹکی ہوئی ملی۔ اس کا مطالعہ کر کے علی کرمہ اللہ مسرور ہوئے اور اللہ کے اسم کی صدا لگا کر کہا:

"اللہ اور اس کے رسول کا کہا، سدا کھرا رہا"[4]

ملکی امور

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ علی کرمہ اللہ حاکم ہوئے اور اس کے حکم سے حاکم سوم کے طے کردہ کئی عمال معطل ہوئے، اسی لئے والی مصر ولد والد سرح[5] معطل ہوئے اور علی کرمہ اللہ کے حکم سے ولد سعد[6] والی مصر ہوئے، مگر کئی عوامل اس طرح کے ہوئے کہ علی کرمہ اللہ کا ارادہ ہوا کہ ہمدم سعد کو معطل کر کے والیٔ مصر، محمد ولد حاکم اول کو طے کرے، اس لئے حکم علی سے اک محدود عرصہ والیٔ مصر رہ کر ہمدم سعد معطل کئے گئے اور محمد ولدِ حاکم اول، والیٔ مصر ہوئے، مگر کم

---

[1] بعض لوگوں کے دل میں ان کے مقتول ہونے کی وجہ سے شبہ پیدا ہوا تو حضرت علیؓ نے نبی اکرمؐ کا فرمان نقل کیا۔ (سیرت علی، ص:۴۰۱) [2] عورت۔ [3] تل۔ [4] آپؐ کی پیشن گوئی حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ (ایضاً)
[5] عبداللہ بن ابی سرح۔ [6] قیس بن سعدؓ۔

عمری کی رو سے ملکی امور سے لاعلم رہے اور محروم رہے کہ اہل مصر کے لئے ملکی امور کو محکم کر سکے۔

اس حال کی اطلاع علی کرمہ اللہ کو ہوئی اسی لمحے مالک[1] کو حکم ہوا:

''محمد ولد حاکم اول کی مدد کے لئے راہی ہو''!

وہ مصر کے ارادے سے رواں ہوئے، مگر راہ کے اک مرحلے اس کا لمحہ موعود آ لگا اور وہ راہی ملک عدم ہوئے[2]

محر روحی کو اس حال کی اطلاع ملی، عمرو ولد عاص کو مصر کی حملہ آوری کا حکم دے کر کہا:

''اے عمرو! اللہ کے ڈرو، ہمدردی اور حوصلہ وری کے عامل رہو''!

وہ مصر آئے اور محمد ولد حاکم اول کے عسکر سے معرکہ آراء ہوئے۔ محمد ولد حاکم اول اس معرکے ہلاک ہوئے[3] اور علی کرمہ اللہ اس سے کوسوں دور رہے، اس لئے اس کی امداد سے محروم رہے اور اس طرح عمرو ولد عاص مصر کے عامل ہو گئے۔

کسروی روگردوں سے معرکے[4]

اس عرصے ملک کرماں اور اس سے ملے ہوئے ملک[5] کے لوگ روگرد ہوئے اور مال صلح کی ادائے گی سے مکر گئے۔

علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک عمدہ رائے والے سالار[6] اک گروہ کے ہمراہ ادھر راہی

۱؎ مالک، اشتر النخعی۔ ۲؎ یہاں پر مؤرخین (طبری وغیرہم) نے الاشتر النخعی کے انتقال کے اسباب بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی موت کی خاطر حیلہ گری کی تھی اور الاشتر کو شہد کا شربت پلانے والے شخص کو انعامات کے وعدے دے کر زہر دینے پر مامور کیا تھا، پھر اس نے اشتر کو مسموم شربت پلا کر ہلاک کر دیا، اس واقعے کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ فی ھذا نظر یعنی یہ واقعہ قابل تأمل ہے اور اس کی صحت میں شک وشبہ ہے۔ (سیرت علی، ص۔ ۴۰۷) ۳؎ اسی طرح محمد بن ابی بکر جو معاویہ بن خدیج کے ساتھ معارضہ میں مقتول ہوئے تھے، اس کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی میت کو گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا تھا یہ سب حضرت معاویہؓ پر الزام تراشی ہے اور داستان کو ہولناک بنانے کی سعی ہے اور ان کے حق میں تنفر اور نفرت نشر کرنے کی تدبیریں ہیں۔ (ایضاً) ۴؎ عجمی باغی۔ ۵؎ خراساں۔ ۶؎ زیاد بن امیہ۔

ہوئے اور معرکہ آرائی کر کے ادھر کے لوگوں کو محکوم کر آئے اور علی کرمہ اللہ کا کسروی لوگوں سے اس طرح عمدہ سلوک رہا کہ سارے کسروی لوگ علی کرمہ اللہ کے دلدادہ ہوئے۔

عہد علی کرمہ اللہ کا سارا حصہ اسی طرح کی لڑائی سے اٹا رہا اور اگلے ملکوں کی کامگاری معمولی رہی۔[۱]

مکہ اور معمورۂ رسول

آگے لکھی گئی سطور سے معلوم ہوا کہ اولوالامر ہو کر علی کرمہ اللہ معمورہ رسول کو وداع کر کے اک دوسرے ملک[۲] راہی ہوئے اور سدا اسی ملک کو دارالامارہ کر کے رہے، اس لئے معمورہ رسول حاکم اسلام سے محروم ہوا۔

ادھر محرروحی کئی امصار و ممالک کے مالک ہوگئے اس لئے محرروحی کے حکم سے ولد ارطاط[۳] اک عسکر کے ہمراہ مکہ اور معمورۂ رسول کی کامگاری کے لئے ادھر وارد ہوا۔

ادھر کے لوگ ہر طرح کی معرکہ آرائی سے دور رہے، اس لئے ولد ارطاط معرکہ آرائی کے علاوہ ہی مکہ مکرمہ اور معمورۂ رسول کا مالک ہوا اور لوگوں سے محرروحی کے لئے عہد لے کر آگے ہمسائے ملک کے لئے راہی ہوا۔

ہمسائے ملک آ کر معمولی معرکہ آرائی سے ہی اس ملک کا مالک ہوا۔

اس طرح اک اک کر کے علی کرمہ اللہ کئی ملکوں سے محروم ہوئے۔ اس کا اصل محرک عسکر علی کی ہٹ دھرمی اور حکم علی سے روگردی رہا۔

---

[۱] چنانچہ سیستان اور کابل کی سمت میں بعض عرب خودمختار ہوگئے تھے، ان کو قابو میں کر کے آگے قدم بڑھایا۔ اور ۳۸ھ میں بعض مسلمانوں کو بحری راستے سے ہندوستان پر حملے کی اجازت دی اس وقت کوکن بمبئی کا علاقہ سندھ میں شامل تھا، مسلمان رضاکار سپاہیوں نے سب سے پہلے اس عہد میں کوکن پر حملہ کیا۔ (سیر الصحابہ، ج ا، ص ۲۹۶) [۲] کوفہ۔
[۳] (بسر بن ارطاط، تاریخ اسلام، ج: ا، ص ۵۰۴)

علی کرمہ اللہ دوملکوں[۱] کے اولوالامر

اس طرح علی کرمہ اللہ دوملکوں کے حاکم رہ گئے۔ گوکہ محررِ وحی اک اک کرکے کئی ملکوں کے مالک ہوگئے، مگر وہ سدا علی کرمہ اللہ کی ہمسری کے دعوے سے دور رہے۔

ولدام[۲] اور ولدعم[۳] روٹھ گئے

اسی عرصے کہ وداع مکہ کو دس سال کم آدھی صدی ہوئی، دو اہم آدمی علی کرمہ اللہ سے روٹھ گئے۔

اول: ولدعم کہ وہ علی کرمہ اللہ کے حکم سے اک مصر کے عامل رہے، اک حاسد سے علی کرمہ اللہ کو اطلاع ملی:

''اس کا ولدعم دارالمال کا مال اڑا رہا ہے''۔

علی کرمہ اللہ کا ولدعم سے کلام ہوا کہ:

''مال کا معاملہ ہم سے کہو''!

اس کا ردکلام ہوا:

''وہ مال اسی کا ہے، دارالمال کا کہاں''؟

علی کرمہ اللہ کا دہرا کر سوال ہوا:

''ہم سے کہو کہ وہ مال کہاں سے حاصل ہوا''؟

ولدعم کا ردکلام ہوا:

''اس طرح کی عمالی سے دور ہی رہوں گا''[۴]

اس طرح کہہ کر وہ مکہ مکرمہ آگئے۔

دوم: اسی طرح علی کرمہ اللہ کا ولدام علی کرمہ اللہ کے کسی کلام سے روٹھ کر محررِ وحی کے ملک راہی

---

[۱] عراق اور ایران۔ [۲] عقیل بن ابی طالبؓ۔ [۳] عبداللہ بن عباسؓ۔ [۴] حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں ایسی گورنری سے باز آیا۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۵)

ہوا، محر روحی سے اس کو کمال اکرام و مال ملا، اس سے علی کرمہ اللہ کو گہرا ملال ہوا[1]
اس لئے علی کرمہ اللہ کا ارادہ مصمم[2] ہوا کہ محر روحی سے دہرا کر معرکہ آرائی ہو اس لئے کھڑے ہو کر لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا:

''لوگو! محر روحی سے معرکہ آرائی کے لئے آمادہ رہو''!

علی کرمہ اللہ کے کلام سے دس دس سو کے ساٹھ گروہ[3] معرکہ آرائی کے لئے آمادہ ہوئے اور سارے لوگوں کا علی کرمہ اللہ سے عہد ہوا کہ سدا علی کرمہ اللہ کے ہمراہ ہی ہوں اور محال ہے کہ اک لمحے کے لئے علی کرمہ اللہ سے الگ ہوں۔

علی کرمہ اللہ اسلحے اور دوسرے لوگوں کے حصول کے لے سرگرم ہوگئے کہ آں مکرم کی گواہی[4] کا لمحہ آلگا اور آں مکرم دارالسلام کو راہی ہوئے۔

گواہیٔ علی کا حال

گواہی علی کا مکمل حال اس ہے کہ ''الحکم للہ''[5] والوں سے علی کرمہ اللہ کی لڑائی ہوئی۔ اس گروہ کے کئی لوگ ہلاک ہوئے اور کئی دوڑ لگ گئے، اسی گروہ کے سہ آدمی[6] مکہ آکر اکٹھے ہوئے اور علی کرمہ اللہ سے معرکہ آرائی اور گروہ کے لوگوں کی ہلاکی کو دہرا دہرا کر دکھی ہوئے اور حسد کی آگ سے ساروں کے دل سلگ اٹھے۔ ہر آدمی کی رائے ہوئی کہ اٹھو اور سہ سرداروں[7] کو کہ وہ عالم اسلام کو دکھی کر کے رہے، ہلاک کر ڈالو اور طے ہوا کہ مرادی مصری، علی کرمہ اللہ کو ہلاک کرے گا اور عمرو سعدی، عمرو ولد عاص کو اور ولد مملوک اللہ[8]، محر روحی کو ہلاک کرے گا اور طے ہوا کہ وہ کاروائی اک ہی سحر اور اک ہی لمحے کو ہوگی۔

---

[1] تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۵) [2] پختہ ارادہ [3] ساٹھ ہزار لوگوں نے حضرت علیؓ سے تازیست ساتھ رہنے کا عہد کیا۔ [4] شہادت [5] خوارج۔ [6] پہلا عبدالرحمن ابن ملجم مرادی مصری، دوسرا ابرک بن عبداللہ تمیمی اور تیسرا عمرو بن بکر تمیمی سعدی۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۶) [7] سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، سیدنا امیر معاویہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ۔ (ایضاً)
[8] یہ عبداللہ کا مفہوم اور مرادی معنی ہے۔

اس لئے ماہ صوم کی سولہ اور سحر کی عماد اسلام کا لمحہ اس کاروائی کے واسطے طے ہوا اور ہر آدمی طے کردہ آدمی کے ملک راہی ہوا۔

ولد مملوک اللہ محرر روحی کے دارالامارہ آکر اس لمحے اللہ کے گھر[1] وارد ہوا کہ محرر روحی سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، وہ آگے ہوا اور صمصام کا اک وار کر کے دوڑا، اس کو لگا کہ محرر روحی اس اک وار سے ہلاک ہوں گے، مگر اللہ کے حکم سے معمولی گھاؤ لگا اور محرر روحی ہلاکی سے معصوم رہے، مگر ولد مملوک اللہ محصور ہو کر ہلاک ہوا[2] اسی سحر کے اسی لمحے عمرو سعدی، مصر کے عماد اسلام گاہ[3] وارد ہوا اور ولدِ عامر[4] کو کہ وہ اس سحر، سحر کی عماد اسلام کے لئے لوگوں کے امام ہوئے، حسام کے اک ہی وار سے ہلاک کر ڈالا۔ اس کو دھوکہ لگا کہ لوگوں کا امام عمرو ولد عاص ہی ہے، حالاں کہ عمرو ولد عاص اس سحر روگی[5] رہے، اس لئے وہ عماد اسلام کے لئے اللہ کے گھر آمد سے محروم رہے۔ اس طرح عمرو ولد عاص ہلاکی سے معصوم رہے۔

ادھر مرادی مصری مردود، علی کرمہ اللہ کے دارالامارہ وارد ہوا، وہاں اس کو اک ماہ رو[6] لڑکی سے لگاؤ ہوا اور وہ اس کا دلدادہ ہوا۔

مرادی کا ارادہ ہوا کہ کسی طرح اس لڑکی سے عروسی ہو، اس لئے لڑکی کے گھر آکر لڑکی کو اطلاع دی:

''اس کا عروسی کا ارادہ ہے''۔

اس لڑکی کا ردکلام ہوا:

''ہاں! عروسی کے لئے آمادہ ہوں، اگر مہر ادا کر دو''!

---

۱ مسجد۔ ۲ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۶) ۳ مسجد۔ ۴ خارجہ بن ابی حبسہ بن عامر یہ ایک فوجی افسر تھے جو حضرت عمرو بن العاص کی غیر موجودگی میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ (ایضاً) ۵ بیمار۔ ۶ حسین و جمیل لڑکی جس کا نام قطام تھا اس کا والد اور بھائی خارجی تھے اور جنگ نہرواں میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۷)

مرادی مصری سائل ہوا:

''ہم سے کہو! کس طرح کا مہر لوگی''؟

لڑکی کا کلام ہوا:

''اس کا مہر ہے، اول: علی کا کٹا ہوا سر۔ دوم: اک مملوک اور اک مملوکہ۔
سوم: دس دس سو درہموں کی سہ صرہ''[1]

مرادی مصری کا کلام ہوا:

''امر دوم وسوم محال ہے۔ ہاں! امر اول کے لئے آمادہ ہوں''[2]

لڑکی آمادہ ہوگئی اور اس کے حکم سے اس کے اسرے کا اک آدمی ''ورداں'' مرادی کے ہمراہ ہوا۔

ماہ صوم کی سولہ ہے اور سحر کی عماد اسلام کے لئے معمول کی طرح علی کرمہ اللہ لوگوں کو صدا دے کر اللہ کے گھر وارد ہوئے۔ اول ورداں، مردود حملہ آور ہوا، علی کرمہ اللہ اس کے وار سے معصوم رہے۔ اس کے آگے مرادی مردود اٹھا اور صمصام سے علی کرمہ اللہ کے سر کو گھائل کر کے دوڑا، مگر علی کے حکم سے محصور ہوا۔

علی کرمہ اللہ کا اس کے لئے لوگوں سے کلام ہوا کہ اگر گھاؤ مہلک ہو، اس کو صلۂ دم کے لئے ہلاک کر دو! اور اگر ہلاکی سے معصوم رہوں، مرادی سے ہمارا معاملہ وہی ہوگا کہ ہم کو عمدہ لگے گا[3] اور لڑکوں[4] کو حکم ہوا کہ ادھر آؤ! وہ آ گئے۔ لڑکوں سے کہا:

''اک دوسرے سے عمدہ سلوک اور ہمدردی کا معاملہ رکھو''!

اک دلدادہ[5] آگے ہوا اور کہا:

---

[1] تھیلی۔ [2] مرادی تو آیا ہی اس کام کیلئے تھا، اس لئے اس کا ارادہ اب مزید پختہ ہوگیا۔ (ایضاً) [3] ابن ملجم گرفتار ہو کر حضرت علی کے سامنے پیش کیا گیا، آپؓ نے فرمایا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو قتل کر دینا اور اگر میں اچھا ہو گیا تو خود جو مناسب سمجھوں گا کروں گا (تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۰۸) [4] سیدنا حسنؓ سیدنا حسینؓ اور محمد بن الحنفیہ۔ [5] جندب بن عبداللہ۔

"اے حاکم اسلام !رائے دو: آں مکرم کے وصال کے آگے آں مکرم کا لڑکا حاکم اسلام ہو"؟ علی کرمہ اللہ کا رد کلام ہوا:

"وہ اہل اسلام کی رائے سے ہی طے ہوگا، اس مسئلے کے لئے علی ہر رائے اور حکم سے دور ہے"۔

مآل کار سہ ماہ کم ساٹھ ماہ[1] حاکم اسلام رہ کر ماہ صوم کی اک کم اٹھارہ[2] کو ساٹھ اور سہ سال کی عمر مکمل کر کے داماد رسول دارالسلام کو راہی ہوئے (ہم ساروں کا اللہ مالک ہے اور ہمارا ہر آدمی اس کے گھر لوٹے گا)

مرادی کا مآل

وصالِ علی کرمہ اللہ کے آگے لوگ مرادی کو اولادِ علی کرمہ اللہ کے آگے لائے، اولادِ علی کرمہ اللہ سے وہ اس کڑے طور سے ہلاک ہوا کہ اس کے دھڑ کے ٹکڑے کئے گئے، گرم سلائی لگائی گئی اور اس کی لساں کاٹی گئی اور اس کے دھڑ کو آگ لگادی گئی[3]

امورِ لحد[4]

امورِ لحد کے لئے دارالسلام کے سردار[5] اور علی کرمہ اللہ کے ولد ام کالڑکا[6] آگے آئے اور سارے امور مکمل کئے اور علی کے ولد اول[7] رکوع سے عاری عماد اسلام[8] کے واسطے لوگوں کے امام ہوئے اور وہی ملک کہ وہ علی کرمہ اللہ کا دارالامارہ رہا، اسی ملک اللہ کے گھر سے ملے ہوئے اک محل آ کر علی کرمہ اللہ کو مٹی دی[9]

---

[1] چار سال نو ماہ۔ (سیرت علی، ص ۵۲۷) [2] (تاریخ اسلام، ج:۱، ص ۵۰۷) [3] (طبقات ابن سعد اردو حصہ سوم، ص ۹۵، سیرت خلفائے راشدین، ص ۲۵۵) [4] تجہیز اور تکفین کے مراحل۔ [5] حضرات حسنینؓ۔ [6] حضرت علیؓ کا بھتیجا، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار۔ [7] سیدنا حسنؓ۔ [8] نماز جنازہ۔ [9] آپؓ کا مزار کوفہ میں مسجد الجماعۃ کے قریب الرحبہ کے مقام پر واقع ہے اور روافض لوگ جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آنجنابؓ کی قبر مشہد (نجف اشرف) میں ہے وہ سراسر غلط ہے اور بے بنیاد ہے، اس بات پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ رقمطراز ہیں: وما یعتقدہ کثیر من جھلة الروافض من ان قبرہ بمشھد النجف فلادلیل علی ذالک ولا اصل لہ (سیرت علی، ص ۵۲۶)

سراسر کھوٹا کلام

کئی لوگوں کا وسوسہ ہے کہ ''الحکم للہ'' والوں کے ڈر سے علی کرمہ اللہ کو وصال کے آگے اک سواری سے کس کر سواری دوڑادی گئی، وہ سواری لامعلوم محل کو رواں ہوگئی اور لوگ سدالاعلم رہے کہ وہ سواری کہاں گئی اور لحد علی کہاں ہے؟ حالاں کہ وہ کلام سراسر کھوٹا اور اصل سے دور ہے[1]

الحمدللہ! کہ رسالہ ''دوسسر دوداماد'' مکمل ہوا، دعا گو ہوں کہ اللہ اس رسالے کے واسطے سے عالم اسلام والحاد کے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علی کل رسلہ وسلم کے دوسسر دوداماد اور ہر ہر ہمراہی کے لگاؤ سے معمور کردے۔

اے اللہ! محرر اور اس کے والد مکرم، والدہ مرحومہ، سارے معلموں اور وہ لوگ کہ اس رسالے کے لئے کسی طرح ہی سہی مددگار رہے، ساروں کے معاصی محو کردے اور ساروں کو ہر دو عالم کا سرور و کامگاری عطا کردے۔ (اللہ اسی طرح کرے)

اے اہل علم! رائے دو

محرر کا ہر علم والے سے سوال ہے کہ اس رسالے کے واسطے ہر طرح کی رائے دے! اہل علم کی عمدہ آراء مسموع ہوں گی اور وصول ہوں گی۔

محرر

والد محمد رائی

سوموار دس مئی سال اٹھارہ سو اور دو سو دس

---

[1] (سیرت حلی، ص ۵۲۶)

اردوئے معرا سے عام اردو کلمے

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
﴿ا﴾		اوطاس	مقام وادیٔ حنین
آدمِ دوم	نوحؑ	اہل کہسار	اہل طائف
آس	امید	امراء	بڑے لوگ
آگاہ کرو	اطلاع دو	امرِ محال	مشکل معاملہ
اسرائلی	یہودی	امرِ وحی	نبوت
اطوار	طریقے	الم رسائی	تکلیف پہنچانا
الحاد	کفر	﴿ح﴾	
اساس	بنیاد	حاکم اول	سیدنا ابوبکر صدیقؓ
اسماء	اسم کی جمع	حاکم دوم	سیدنا عمر فاروقؓ
اسراء سماوی	معراج	حاکم سوم	سیدنا عثمان غنیؓ
اسلامی صدی	سن ھجری	حکام	حاکم کی جمع
اسرہ	خاندان	حلم	برداشت
اطوارِ محمودہ	عمدہ طور طریقے	حصار	قلعہ
اصحمہ	نجاشی بادشاہ کا نام	حاوی	غالب
اعلائے اسلام	اسلام کی ترقی	حسام	تلوار
اعلام	اعلان ۔ علانیہ	حرمِ رسولؐ	مسجد نبویؐ

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
حمام صحرائی	جنگلی کبوتر	ر	
حکم	فیصلہ کرنے والا	رائی کا کہسار	بات کا بتنگڑ بنانا
حر	آزاد	راعی	چرواہا
حامی	مددگار	ردی کام	گھٹیا کام
د		رداء	چادر
داعی	بلانے والا	ردکلام	جواب
دارالآلام	جہنم	روح اللہ رسول	حضرت عیسیٰ
داراللہ	بیت اللہ	رحلہ	ہجرت۔سفر
دارالسلام	جنت	راہوار	گھوڑا۔سواری
دال	دلالت کرنے والا	رواں	جاری
دم سادھے ہوئے	چپ	رحلہ کے آگے	سفر آخرت کے بعد
دارالامارہ	دارالخلافہ	رہرو	مسافر
دھڑ	جسم	روئداد	واقعہ
دوحکم	دوفیصلہ کرنے والے	روگ	بیماری
دل سے دہراؤ	یادکرو	رکوع سے عاری	نماز جنازہ
دارالمطہر	بیت المقدس	روا	جائز
دکھوں والا صلہ	عذاب	روگردی	نافرمانی۔حکم عدولی
دور	زمانہ۔طواف	☆☆	☆☆

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
س		ص	
سائی	کوشش کرنے والا	صاع	۲۳۴ تولے، وزن کا پیمانہ
سامع	سننے والا	صدائے عمادِ اسلام	اذان
سوا	علاوہ۔زیادہ	صلۂ دم	قصاص
سوءِ مآل	برا انجام	صلۂ مسلسل	صدقۂ جاریہ
سہام کار	تیر انداز	صمصام	تلوار
سوءِ عملی	بدعملی	صاد	تصدیق کرنا
سہل	آسان	ط	
سرکرے	پرکرے۔مکمل کرے	طوعاً وکرھاً	مجبوراً
سواری	اونٹ	طور	طریقہ
سوئے اعداء	دشمنوں کی طرف	ع	
سوءعہدی	بدعہدی	عاری	خالی۔ننگا
سواری والا معرکہ	جنگِ جمل	عائد	لازم
سردار ملائک، الروح	حضرت جبرئیلؑ	عساکر	عسکر کی جمع۔لشکر
سراسر	بالکل	عمال	عامل کی جمع
سہو	بھول	عم	چچا
سعی	کوشش	عمادِ اسلام	نماز
سہم	حصہ	علمدار	جھنڈا اٹھانے والا

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
عروس	دلہن	کھڑاؤں	جوتے
عروس مطہرہ	سیدہ عائشہ صدیقہؓ	کھائی	خندق
عمدہ عملی	اچھے کام	کھوٹا	جھوٹا
علی العکس	برعکس	﴿گ﴾	
علّام الاسرار	عالم غیب	گام	قدم
عدوّ	دشمن	گل کدے	باغات
علو	بلندی	گواہی	شہادت
عالی	بلند	گردآلود	مٹی لگا ہوا
عالم مادی	دنیا	گودے دار ڈال	پھل دار درخت
عالم معاد	آخرت	گھاؤ	زخم
﴿ک﴾		گھائل	زخمی
کامگار	کامیاب	﴿ل﴾	
کوہ سلع	مدینہ منورہ کا ایک پہاڑ	لامعدوم	ناختم ہونے والا
کسریٰ	ایرانی بادشاہ کا لقب	ا محدود	ب حساب
کوہ	پہاڑ	ـ اصل	بے دلیل
کہسار	پہاڑی علاقہ	ا حاصل	فضول
کھوہ	غار	[illegible]	فضول
[illegible]	[illegible]	ـــ ای	بَدی

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
لاحکم والے	خارجی	معدوم سلسلۂ راوی	منقطع السند
لساں	زبان	مسلّمہ اصولوں	طے شدہ ضابطے
لگاؤ	محبت	محرر	لکھنے والا
لحد	قبر	معمور	آباد
لحم	گوشت	مروی	روایت
لمس	چھونا	مداحوں	تعریف کرنے والے
﴿م﴾		مسرور	خوش
مٹی دی	دفن کیا	مآل کار	آخر کار
مہلِک	قاتل	ملائک	فرشتے
ماء	پانی	معصوم	محفوظ
مطعم	کھانا کھانے کی جگہ	مکروہ عملی	بدعملی
مرگ	موت	مددگار	انصاری۔ مدد کرنے والا
مملوک	غلام	ماءِ طاہر	پاک پانی
مصلح	اصلاح کرنے والا	مامور	تابع
محررِ وحی	کاتب وحی، حضرت معاویہؓ	محکوم	تابع
مساوی	برابر	مسطورہ	لکھا ہوا
ملأ اعلیٰ	فرشتے	محو	مٹنا
معاصی	گناہ	مکرم	باعزت

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
مہدی	ہدایت یافتہ	محمود	تعریف کیا ہوا
مُد	دورطل کا پیمانہ	مولودی سلسلہ	شجرۂ نسب
مسموع ہو	سنائی دے	معمر	عمر رسیدہ
معاد	آخرت	ملکِ عدم	دنیا
موسوم	نام رکھا ہوا	مسلمہ حکم	قاضی
معرکہ آرائی	لڑائی	مُسکِر	شراب
مردود	لعنتی	مٹی کے الہ	بت
مکارہ	برائیاں	ماہر کلام	شاعر
ممع گری	بدعت	مدّاحِ رسول	حضرت حسان بن ثابتؓ
مَروہ گوحاسد	بدزبان	محکم	مضبوط
مرگ	موت	مساہم	شریک
مملوک	غلام	معماری	تعمیر
مسدود	بند	معمور ہو	آباد ہو
مصدر	مأخذ	محصور	قیدی
مطالعہ	غور کرنا	محل	جگہ
ماہِ عالم	دنیا کا چاند	محرم اسرارِ عہدۂ رسول	رازدارِ نبوت
مہرِ عالم	دنیا کا سورج	مہم	سریہ
ہمراہی	ساتھی۔صحبت	موسم احرام	ایام حج

کلمے	عام اردو	کلمے	عام اردو
موعود	مقررہ	وساوس	وسوسہ کی جمع
مادی	مالی	وسط روی	میانہ روی
ملائم	نرم	وداع مکہ	ہجرت
معمورۂ رسول	مدینہ رسول	واہی	فضول
محموم	بخاروالا	وحی سماوی	آسمانی وحی
مادام	عورت	ولدِ ام	بھائی
موئے سر	سر کے بال	وصال رسول	آپؐ کا سفر آخرت
مراسلہ	خط	ہ	
معرکۂ اول	غزوۂ بدر	ہمدم	مہاجر صحابی۔ ساتھی
و		ہمسر	برابر
وصال	انتقال	ہمدم مکرم	حضرت ابوبکر صدیقؓ

رسائل ومصادر

اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم

تاریخ اسلام

تاریخ الخلفاء

حیات الصحابہ

جامع اللغات

خلافت راشدہ

سیرت مصطفی

سیرت علی المرتضی

سیرت خلفائے راشدین

سیر الصحابہ

صحابہ کرام انسائکلو پیڈیا

صحاح ستہ

طبقات ابن سعد

مقامِ صحابہ

فیروز اللغات

لغاتِ کشوری

المنجد

ہادی عالم

محمد رسول الله والذین معه اشدآء علی الکفار رحمآء بینهم

قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عالی مقام

معتبر علمائے کرام کے ترجموں اور تفاسیر کی روشنی میں قرآن کریم کی ان
آیات مقدسہ کا مجموعہ جن میں حق تعالیٰ شانہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
جانثار ساتھیوں کی تعریف و تحسین فرمائی ہے

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رائی

ادارہ
اساس العلم کراچی
(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

رضـــی الــلـــہ عـــنھـــم ورضـــوا عـــنـــہ

اولیاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ان کاموں کا تذکرہ جن کی ابتداء حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی فرمائی

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رائی

ادارہ
اساس العلم کراچی
(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زریں اقوال

دنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والے مختلف مواقع پر حضراتِ
صحابہ کرام سے منقول، راہنما اقوال کا حسین گلدستہ

مؤلف

ابو محمد
محمد عظیم رائی

ادارہ
اساس العلم کراچی
(عنقریب منصۂ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)

اسلامی مہینے تاریخ کے آئینے میں

مؤلف

ابو محمد

محمد عظیم رائی

ادارہ

اساس العلم کراچی

(عنقریب منصہ شہود پر ہوگی ان شاء اللہ)